فیودر دستوئیفسکی

بے چارے لوگ

بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر
ماسکو

ترجمہ: ظ انصاری

ڈیزائین: باسوف

My LIBRARY

Rare Books' Collection

Pdf Made By: Muhammad Asif

Group Name: My Library

Id Contact: M.Asif.007

دستوئیفسکی

دستوئیفسکی کی زندگی ایک بڑی ہستی کی درد بھری کہانی ہے جسے انسانیت کے مصائب نے مار رکھا تھا۔ اس کی جینیس (ذکاوت) نے سماجی خرابیوں اور انسانی درد و غم کا بھاری پتھر اٹھایا اور خود اس کے بوجھ میں پس گئی۔

فیودر میخائلووچ دستوئیفسکی (۱۸۸۱ء — ۱۸۲۱ء) ماسکو میں پیدا ہوا۔ اس کے باپ شہر کے کسی خیراتی ہسپتال میں ڈاکٹر تھے۔ ۱۸۴۳ء میں دستوئیفسکی سینٹ پیٹرسبرگ کے فوجی انجنیرنگ اسکول سے گریجویٹ ہوا اور انجنیرنگ وزارت میں ڈیزائن تیار کرنے کے کام پر ملازم ہو گیا۔ اپنی ملازمت سے وہ مطمئن نہ ہو سکا۔ ۱۸۴۴ء میں اس نے استعفا دے دیا اور اپنی ادبی زندگی کا آغاز کیا۔

اس کا پہلا کارنامہ یہی ناول تھا ــــ ''بے چارے لوگ،، ــــ جس نے اسے شہرت عطا کی۔

یہ ناول ''بے چارے لوگ،، ان دبے کچلے لوگوں کے نام معنون ہے جنہیں مصنف نے اس درد مندی سے اس شدت احساس سے یہاں پیش کیا ہے۔ اس میں سب سے نمایاں کردار ماکار الیکسئی وچ دےوشکن ایک نہایت خستہ‌حال اور خود کو ہیچ پوچ سمجھنے والا کلرک ہے جسے زندگی کے مصائب نے اس درجہ کچل ڈالا ہے کہ اس میں یہ بھی مان لینے کی ہمت نہیں رہی کہ وہ ستم‌زدہ ہے۔

یہ کتاب خطوط کے ایک سلسلے کے طور پر لکھی گئی ہے جس میں گویا مصنف نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا اور اس کی وجہ سے مصنف کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنے ہیرو کی ذہنیت کی انتہائی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔ وہ ذہنیت جو گاہے گاہے مضحکہ خیز بلکہ قابل رحم تک ہو جاتی ہے۔

گوگول اور بیلینسکی کے معتقد کی حیثیت سے دستوئیفسکی نے ابتدا میں ادب کی بہترین روایات کو مدنظر رکھا۔ مگر دستوئیفسکی کا روحانی نشوونما بہت بری طرح کچلا گیا تھا۔ ایک ترقی پسند سیاسی حلقے سے واسطہ رکھنے کے جرم میں اس پر مقدمہ چلا۔

سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا، لیکن بعد میں اس سزا میں تخفیف کرکے اسے جلاوطنی بھگتنی پڑی — یہ اس وقت جب کہ مصنف کچی پھانسی کی ذلت انگیز سزا کاٹ چکا تھا —

جلاوطنی کے دس برس کاٹ کر وہ ملک میں واپس آیا — اور واپسی کے بعد اتنا بدل چکا تھا کہ مقدمے سے پہلے کے دستوئیفسکی میں اور اس میں بڑا بل آگیا — اسے ''انسان کی فطرت،، پر سے ہی اعتماد اٹھ گیا — بالاخر اس نے مذہب کے دامن میں پناہ لی —

ناول ''بے چارے لوگ ،، کا مصنف اسی دردبھری مسیحی محبت کی راہ پر کھڑا نظر آتا ہے جس کے بارے میں روس کے انقلابی ڈیموکریٹ ہرتسین نے لکھا تھا ''انفعالی محبت بہت جاندار بھی ہو سکتی ہے — وہ روتی ہے، وہ بولتی ہے، اپنے آنسو پونچھتی ہے مگر مصیبت یہ ہے کہ وہ کچھ کرتی نہیں — ،،

بنی نوع انسان پر سے اعتماد اٹھ جانے کی وجہ سے دستوئیفسکی میں یہ بات آگئی کہ جہاں وہ سماجی ناانصافیوں کو بے نقاب کرتا ہے وہیں کئی رجعت پرست خیالات کا اظہار بھی کرتا ہے — وہ انسان کو برائی کے ایک مجہول تصور میں اور سماجی پستی میں دھکیلتا ہے — تاہم اس کی تصنیفوں کی صداقت آج بھی زندہ ہے —

''افوہ یہ داستانیں سنانے والے!
کیا ان سے کوئی ایسی چیز نہیں لکھی جاتی جو کارآمد ہو، خوشگوار ہو، جسے پڑھ کے لطف آئے؟ مگر توبہ، یہ تو ٹھوکروں سے گرد و غبار اٹھاتے رہتے ہیں — ان لوگوں پر تو لکھنے کی ہی قطعی پابندی ہوجاتی — بھلا یہ کیا بات ہوئی کہ آپ پڑھتے جاتے ہیں اور آپ سے آپ دل میں سوچتے ہیں —— یہ کیا خرافات دماغ میں گھسی ہوئی ہے — فضول — اچھا ہوتا کہ ان لوگوں کو لکھنے ہی سے منع کر دیا جاتا — بس یہی ہے کہ انہیں لکھنا منع کردیا جائے —،،

پرینس و — ف — اودوئیفسکی

۸ اپریل

میری پیاری واروارا الیکسئی‌ونا،

کل میں بہت خوش رہا — ایسا خوش رہا کہ دل کو یقین نہیں آ سکتا — چاہے ایک ہی بار سہی، لیکن تم نے زندگی میں ایک بار تو میرا کہنا کیا، میری ضدی پیاری! شام کے آٹھ بجے تھے جب میری آنکھ کھلی (اور تمہیں تو خبر ہوگی میری جان، کہ میں کام سے نمٹ کر ذرا جھپکی لے لیتا ہوں) میں نے موم‌بتی لی، اپنے کاغذات بچھا لئے اور ابھی قلم کھینچنے ہی چلا تھا کہ اتفاق سے نظر اوپر اٹھ گئی — ایک‌دم دل کیسے دھڑکا ہے — تو

بہر حال تم کو پتہ چل گیا کہ میں کیا چاہتا تھا، میرے دل میں کیا آرزو تھی — دیکھا کہ تمہارا پردہ عطر کے کنٹر سے ٹھیک اسی طرح ایک طرف اٹکا ہوا تھا جیسے اٹکانے کو میں نے تم سے کہا تھا — مجھے تو ایسا بھی لگا جیسے کھڑکی میں تمہاری جھلک دکھائی دی — اور تم خود وہاں سے جھانک رہی تھیں، میرا تصور لئے ہوئے — مگر ایک میں ہوں، میری بدقسمتی دیکھو میری ننھی سی چڑیا کہ پھر بھی تمہاری وہ پیاری سی صورت صاف نظر نہ آ سکی — ہائے، ایک زمانہ وہ تھا کہ میں بھی ہنسی خوشی جیتا تھا، مگر اب ڈھلی ہوئی عمر میں کیا مزا ہے، میری جان —— آنکھوں میں چکا چوندھ ہو جاتی ہے اور رات کو اگر ذرا لکھنے بیٹھ گئے تو صبح کو آنکھیں ایسی کڑوا جاتی ہیں، آنکھوں میں پانی بھرا ہوتا ہے کہ کسی باہر کے آدمی سے ملتے ہوئے شرم آتی ہے — لیکن میرے دماغ میں تو تمہارے اس تبسم نے دئیے جلائے تھے میرے ننھے سے فرشتے تمہارے رسیلے تبسم نے اور مجھے بالکل ویسا لگا جیسے اس وقت محسوس ہوا تھا جب تمہیں میں نے چوما تھا یاد ہے نا؟ اور اسی کے ساتھ معلوم ہوا جیسے تم نے اپنی ننھی انگلی سے مجھے دھمکایا ہو — اب بولو، تھی یہ بات؟ اگلے خط میں یہ بات ضرور بتانا مجھے —

اور پیاری — ہاں یہ تو بتاؤ کہ ہماری یہ پردے والی ترکیب کیسی رہی؟ ہے نا لاجواب تدبیر — جب میں کام کرتا ہوتا ہوں، یا سونے کی تیاری کرتا ہوں یا جاگتا ہوں، فوراً مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ تم پردے کے اس طرف میرا تصور کئے ہوئے ہو — تم مجھے یاد کر رہی ہو اور یہ کہ تم خوش و خرم ہو — پردہ گرا دیا گیا تو اس کا مطلب ہے کہ ''شب بخیر، ما کار الیکسئی وچ،، پردہ اٹھایا گیا تو مطلب ہوا ''آداب عرض ہے ماکار الیکسئی وچ — امید ہے کہ تمہاری رات چین سے کٹی ہوگی ،، یا یہ کہ ''کہو ماکار الیکسئی وچ، کیا حال ہے؟ میں خود تو اچھی ہوں، طبیعت مگن ہے، خدا کا شکر!،، دیکھو یہ ترکیب کیسی کام کی رہی میری جان — ایسی اچھی ترکیب کے بعد تو خط خطوط بھی ضروری نہیں رہتے، ہے نا ہوشیاری کی بات، کہو اور خود مجھی کو یہ سوجھی — ایسے کاموں میں بہت تیز ہوں — ہے نا، تمہارا کیا خیال ہے؟

اور اب میں تمہیں بتاؤں، میری چھوٹی سی پیاری واروارا الیکسئی ونا کہ امید کے بر خلاف میں ساری رات میٹھی نیند سویا — اور بہت لطف آیا — نئی جگہوں پر گہری نیند ویسے عام طور سے آتی نہیں ہے — ایک نہیں تو کوئی دوسری چیز نیند میں خلل ڈال ہی دیتی

ہے اور آدمی سو نہیں پاتا — میں آرام سے سویا تو صبح کو ہشاش بشاش اٹھا جیسے شکرا اور میری پیاری، یہ صبح بھی کیا صبح تھی — کھڑکی کے پٹ کھلے تھے اور دھوپ بھری ہوئی تھی، چڑیاں چہچہا رہی تھیں، ہوا میں بہار کی مہک بسی تھی — سارے عالم فطرت میں جان پڑی تھی — اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ جس شے کو دیکھو وہ متناسب اور ہم‌آہنگ اپنی جگہ پر جیسے کہ اسے بہار میں ہونا چاہئے — تھوڑی دیر صبح میں سہانے خیالوں میں بھی ڈوبا رہا — تمہارا ہی تصور تو تھا میری جان — یہ تصور بندھا کہ تم کیا ہو ایک چھوٹی سی چڑیا ہے جسے آسمانوں کی بلندیوں پر انسان کی تسکین و راحت کے لئے اور فطرت کے حسن کے لئے جنم دیا گیا — جب میں یہ تصور باندھے ہوئے تھا تو مجھے خیال آیا میری جان وارنکا، کہ ہم انسان جو فکروں اور پریشانیوں میں ڈوبے رہتے ہیں، ہمیں آسمانوں کی ان بے فکر اور معصوم چڑیوں پر رشک کرنا چاہئے وغیرہ — میں اسی طرح کی مبہم، اور دورازکار تشبیہیں سوچتا رہا — وارنکا پیاری، میرے پاس ایک کتاب ہے — اس کتاب کو تم دیکھو تو بہت سی ایسی ہی چیزیں ملیں گی — بڑی تفصیل کے ساتھ — میری جان دماغ میں طرح طرح کے خواب‌وخیال آتے ہیں، میرا بس نہیں چلتا کہ تمہیں

نہ لکھوں — اب جب کہ موسم بھی بہار کا ہے یہ خیالات ایسے روشن، ایسے مزے دار، ایسے نازک نازک ہیں کہ بس اور پھر ان سب پر گلابی رنگ چڑھا ہوا ہے— اسی لئے تو میں تمہیں یوں لکھ رہا ہوں — مگر تم سے کیا چھپاؤں، سچی بات یہ ہے کہ میں نے اس کتاب میں سے یہ خیالات لئے ہیں — خود اس کے مصنف کی دلی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے میری، اور وہ بھی شاعری میں :

یہ کیوں ہے کہ پرواز میں شاہیں نہ ہوا میں

اسی طرح کے مصرعے ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے خیالات بھی خوب ہیں — خیر، کوئی بات نہیں — تم مجھے ایک بات بتاؤ گی؟ یہ بتاؤ، صبح تم کہاں گئی تھیں واروارا الیکسئی‌ونا — میرا کام پر جانے کو جی نہیں مانتا تھا جب تم اپنے کمرے سے یوں لہلہاتے ہوئے انداز میں نکلی ہو — تمہیں دیکھ کے دل باغ باغ ہوا جاتا تھا — ہائے وارنکا، وارنکا جان — غم نہ کرو، اپنا دل نہ دکھاؤ، آنسوؤں سے کام نہیں چلتا — یقین کرنا، یہ حقیقت میں نے خود اپنے تجربے سے جانی ہے — اور غم کی کیا بات ہے، تم اب چین سے ہو، تمہاری تندرستی بھی بہتر ہو گئی ہے — فیدورا کا مزاج اب کیسا ہے؟

کتنی اچھی عورت ہے وہ — وارنکا مجھے لکھنا کہ تمہاری ایک ساتھہ کیسی نبھہ رہی ہے؟ سب کام ٹھیک چل رہے ہیں نا؟ فیدورا کچھہ جھک جھک تو ضرور کرتی ہے مگر اس کا خیال مت کرنا — وہ بڑی اچھی عورت ہے — خدا اسے خوش رکھے —

میں تمہیں اپنی تھریسا کے بارے میں پہلے ہی لکھہ چکا ہوں — یہ بھی بڑی اچھی، بڑی ایمان‌دار عورت ہے — میں بہت فکر میں مبتلا تھا کہ آخر ہم دونوں اپنے اپنے خط ایک دوسرے کو کیسے پہنچا سکیں گے مگر دیکھو، خدا کا کرنا، اس نے تھریسا کو بھیج دیا ہماری مدد کے لئے — وہ تو بڑی رحم دل، نرم مزاج اور سہارا دینےوالی عورت ہے — لیکن یہ مکان مالکہ بڑی بے رحم سنگ دل ہے اور تھریسا سے اتنا کام لیتی ہے کہ اس کی ہڈیاں رہ جائیں —

مجھے دیکھو واروارا الیکسئی‌ونا، بھلا کس جگہ میں آ پڑا ہوں — یہ ٹھیک کوڑاخانہ ہے — کیسا بےہودہ مکان ہے — تم جانتی ہو کہ میں تو ایک سادھو، جوگی کا سا جیون بتاتا تھا — ہر طرف سکون اور سناٹا، ایسا کہ مکھی کی بھنبھناہٹ سنائی دے — مگر اب یہاں شور پکار ہے، غل ہے، اودھم مچا رہتا ہے — میں نے تمہیں بتایا نہیں کہ یہ جگہ کس قسم کی ہے — ذرا خیال کرو —

لمبا سا گلیارا جس میں اندھیرا گھپ رہتا ہے اور گندگی ہی گندگی — داھنے ھاتھہ پر خالی کھردری دیوار اور بائیں ھاتھہ پر دروازوں کی قطار چلی گئی ہے جیسے ہوٹلوں میں ہوا کرتی ہے — ایک ایک دو دو یا تین تین آدمیوں نے کمرے کرائے پر لے رکھے ھیں — سب اوپر تلے الٹے سیدھے بھرے ہوئے ھیں — سچ مچ حضرت نوح کی کشتی معلوم ہوتی ہے — پھر بھی یہاں جو لوگ رہتے ھیں اچھے لوگ نظر آتے ہیں — اچھے خاصے تعلیم یافتہ، تربیت یافتہ — ان میں سے ایک آدمی کلرک ہے (جس کا ادب سے بھی کوئی واسطہ ہے بہرحال) — مطالعہ اس آدمی کا بہت ہے جیسے ہومر کے بارے میں بہت کچھہ معلوم ہے، برمبےاوس * کے متعلق علم ہے — اور ہر طرح کی دوسری تصنیفیں بھی اس نے پڑھہ رکھی ھیں — اسے سبھی کچھہ معلوم ہے — بڑا ہوشیار ذہین آدمی ہے یہ — یہاں پر دو فوجی افسر بھی رہتے ھیں جو ھمیشہ تاش کھیلا کرتے ھیں — ایک بحری افسر ہے اور ایک آدمی ہے جو انگریزی کے ٹیوشن کرتا ہے — اچھا تو تم، پیاری واروارا، دیکھنا میرے اگلے خط کا انتظار

---

* بارون برمبے اوس —— عرفیت ہے جرنلسٹ سنکوفسکی کی جو ۱۸۳۰ — ۴۰ء کے درمیان گزرا ہے — (ایڈیٹر)

کرنا — میں ان سب لوگوں کے بارے میں، جیسے وہ سچ مچ کے ہیں بس ایسے ہی میں خوب کھول کر طنزیہ انداز میں بیان کروں گا کہ تمہیں خوب مزا آئے -- ہماری جو مکان مالکہ ہے وہ بہت ناٹی اور پھوہڑ بڑھیا ہے— سارے دن ادھر سے ادھر سلیپر گھسیٹے پھرتی ہے لبادہ اوپر سے پھڑکاتی ہوئی — اور دن بھر تھریسا پر بنکارتی رہتی ہے— میں باورچی خانے میں رہتا ہوں یا بس ایسے ہی سمجھو کہ باورچی خانے سے ملا ہوا ایک کمرہ ہے جس میں میرا ٹھکانا ہے— میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہمارے یہاں کا باورچی خانہ بہت اچھا، صاف ستھرا ہے اور اس میں روشنی رہتی ہے— کمرہ بڑا نہیں ہے، بنڈیلے کا بھٹ ہے یہ ... بلکہ کہنا یوں چاہئے کہ باورچی خانہ بڑا ہے اور اس میں تین کھڑکیاں ہیں — اسی میں سے کاٹ کر ذرا سا کمرہ نکال لیا گیا ہے تاکہ ایک کرایہ دار کی گنجائش اور نکل آئے — کمرے کی گنجائش اس میں پائی جاتی ہے، آرام دہ بھی ہے اور ایک کھڑکی بھی اس کے حصے میں آئی ہے— یہیں میری بسر ہوتی ہے، مختصر لفظوں میں یوں کہو کہ مزے میں کام چل رہا ہے— تم یہ نہ سمجھنا میری پیاری وارنکا، کہ ان سب باتوں کے تذکرے میں کوئی خاص مطلب میرا چھپا ہوا ہے، یہ جو میں نے لکھا کہ میرا کمرہ

باورچی‌خانے کے ایک ٹکڑے کا نام ہے۔ اگرچہ میں یہاں عارضی دیوار کے پیچھے اس کمرے میں رہتا ہوں لیکن اس سے کیا ہوا۔ کمرہ تو میرا ہے، تنہائی بھی ہے، جیسے چاہوں رہوں۔ اکیلا رہتا ہوں بڑے آرام سے۔ اب سناؤں کمرے میں سامان کیا ہے۔ فرنیچر میں تو ایک پلنگ، ایک میز، درازوں‌والی چھوٹی الماری اور دو کرسیاں ہیں۔ ہاں میں نے یہاں ایک مورتی بھی لاکر رکھ لی ہے۔ ٹھیک ہے کہ میرے اس کمرے سے اچھے کمرے بھی ہوتے ہیں، بلکہ شاید بہت بہتر کمرے ہوتے ہیں۔ لیکن اصل بات کیا ہے، آرام اور سہولت ہے نا؟ چنانچہ میں نے یہ سب اپنے آرام اور سہولت کے لئے کیا ہے۔ ایک منٹ کو بھی یہ خیال دل میں نہ لانا کہ اس کے علاوہ میرا کوئی اور مقصد ہو سکتا تھا۔ اور تمہاری کھڑکی ہمارے احاطے میں ٹھیک اس طرف سامنے ہے۔ احاطہ تنگ ہے۔ میں تمہیں سامنے گزرتے ہوئے دیکھ سکتا ہوں۔ ایک تنہا اکیلے آدمی کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہوگی۔ وہ بھی کم خرچ بالانشیں۔ اگر گھر میں سب سے زیادہ مہنگا کمرہ کھانے کے ساتھ ۳۰ روبل میں ملتا ہے۔ یہ خرچ میری حیثیت سے زیادہ ہے۔ میرا یہ کمرہ اس سے کم خرچ ہے کیونکہ کھانے کے ساتھ ساڑھے چوبیس روبل

ادا کرنے ہوتے ہیں — پہلے میں ان سہولتوں سے محروم ہو کر بھی تیس روبل دیا کرتا تھا — پہلے ایسا بھی وقت گزر جاتا تھا کہ چائے نہیں ملتی تھی، مگر اب اتنا روپیہ بچتا ہے کہ چائے بھی ملتی ہے اور شکر بھی — اصلی بات یہ ہے کہ چائے بغیر گزر کرتے شرم لگتی ہے کیونکہ میری پیاری، تم جانو، یہاں اور لوگ تو باعزت اور صاحب حیثیت ہیں اور ذرا اچھا نہیں لگتا — اس وجہ سے آدمی کو چائے پینی پڑتی ہے، میری جان، چائے دوسروں کی خاطر شرما شرمی اور لحاظ اور دکھاوے کے مارے پلانی ہی ہوتی ہے — اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں چائے وائے کی پروا بھی نہ کرتا — میں کوئی تکلف والا آدمی تو ہوں نہیں — اور اگر کچھ روپیہ ضرورت کے وقت کے لئے نکال کر الگ رکھ دیا جائے، جیسے جوتے خریدنے ہوئے یا کپڑا بنانا ہوا تو بتائیے کیا بچ سکتا ہے؟ اسی میں میری ساری تنخواہ نکل جاتی ہے — میں کوئی شکوہ شکایت نہیں کر رہا ہوں، اطمینان ہے — کئی برس سے اسی تنخواہ میں خاصا مناسب کام چل جاتا ہے اور کبھی تنخواہ کے علاوہ بونس بھی ہاتھ آجاتا ہے —

اچھا تو میری پری — خوش رہو — خدا حافظ —

میں تمہارے لئے گلدان کا جوڑا خرید لایا تھا جس میں بلسام اور گرانیم کے پھول ھیں - ایسے کچھ خاص قیمتی تو نہیں - میرا خیال ھے کہ تمہیں میگنونٹے کا شوق ھے - چنانچہ ان کے یہاں میگنونٹے بھی موجود ھیں - تم صرف مجھے لکھ بھیجو، لیکن اتنا خیال رھے کہ ذرا تفصیل سے لکھنا - اور میری سب سے پیاری، ایک بات اور کہوں اس کا وھم بالکل نہ کرنا، ذرا بھی فکر نہ کرنا کہ میں، جو ایسے کرائے کے کمرے میں بسر کرتا ھوں، مجھ پر خریداری کا بوجھ پڑیگا - میں نے بہت آرام سے، صرف راحت کی خاطر ایسا کیا ھے - میں روپیہ کی بچت کر لیتا ھوں اور اسے نکال کر الگ کر لیتا ھوں - روپیہ رھتا ھے میرے پاس - ویسے دیکھنے میں تو میں ایسی چیز لگتا ھوں جسے کوئی مکھی بھی اگر لات مار دے تو الٹ سکتی ھے، لیکن سوچو تو ایسی کوئی بات نہیں ھے - مجھے خبر ھے کہ مجھے کیا کرنا ھے - میرا مزاج اس آدمی کا سا ھے جو مستقل اور معقول روح رکھتا ھے - میری ننھی سی پری، خدا حافظ - اب دیکھتا ھوں تو پورے دو صفحے لکھتے بھر دئے - مجھے اپنے کام پر بہت پہلے چلا جانا چاھئے

تھا — میری جان، میری پیاری، میں تمہاری نازک انگلیوں کو بوسہ دیتا ہوں — خدا حافظ —

میں ہوں، تمہارا بندۂ بےدام اور سچا جاں‌نثار

ماکار دےوشکن

نوٹ: میں تم سے ایک التجا کرتا ہوں: جواب جتنا زیادہ، خوب بھر کے، لکھہ سکو لکھنا میری پیاری — وارنکا جان، یہ ایک پونڈ مٹھائی کی گولیاں بھیج رہا ہوں — امید ہے کہ تمہیں پسند آئیں گی — اور خدا کے لئے میرے بارے میں ذرا بھی فکرمند نہ ہونا — اچھا — پھر ایک بار، خدا حافظ، میری جان —

۸ اپریل

میرے پیارے ماکار الیکسئی‌وچ!

مجھے اندیشہ ہے کہ تم سے ٹھن کے رہیگی — میرے اچھے ماکار الیکسئی‌وچ، میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ تمہارے تحفے قبول کرنا سچ مچ بہت مشکل ہے — کیونکہ مجھہ کو معلوم ہے کہ ان تحفوں کی خاطر تم پر کتنا بار پڑا ہوگا، کتنی تنگی اور کس قدر ایثار تم نے کیا ہوگا — میں تم سے ایک بار نہیں، کتنی بار

کہہ چکی ہوں کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں، بالکل کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں — تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تم جو مہربانیوں کی بوچھار مجھہ پر کرتے ہو ان کا بدلہ دینا میرے بس سے باہر ہے— تم نے یہ پھول کیوں بھیجے؟ اگر ایک ٹہنی بلسام کی بھیج دیتے تو کوئی ہرج نہ تھا لیکن گرانیم کیوں بھیجے گئے ہیں — بس کسی کے منھہ سے ذرا ایک بات بے خیالی میں نکل گئی، جیسے میں نے گرانیم کے بارے میں کہہ دیا تھا اور تم اسے خریدنے نکل کھڑے ہوئے — مہنگے ضرور ہونگے یہ لیکن ہیں خوب صورت — پھولوں کے چھوٹے چھوٹے بنفشئی چوخانے — تمہیں یہ مل کہاں سے گئے؟ میں نے انہیں کھڑکی میں سب سے نمایاں جگہ پر رکھا ہے — ان کے نیچے میں ایک بنچ ڈال دونگی — اور بنچ پر اور بھی پھول ہونگے — ذرا ٹھیرو، میرے پاس کچھہ پیسہ ہو جائے — فیدورا ہر وقت انہی کو تکتی رہتی ہے — دیکھو تو یہاں اچھی خاصی جنت ہے، صفائی، پاکیزگی، اجالا — مگر یہ مٹھائی کی گولیاں کیوں بھیجی ہیں؟ تمہارے خط سے مجھے ایسا لگا کہ کہیں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہے— بہت سی جنت ہے، بہار ہے، خوشبوئیں اڑ رہی ہیں، چڑیاں چہچہا رہی ہیں — یہ سب کیا ہے، میں جانوں شاعری بھی ہوگی وہاں؟

ماکار الیکسئی‌وچ کچھہ شعر بھی لکھہ بھیجو، باقی سب کچھہ تو موجود ہے، نازک جذبات، کھلے ہوئے رنگین خیالات، اور کیا ہے جو نہیں ہے—پردے کا معاملہ سنو کہ مجھے اس بات کا خیال تک نہ تھا - جب میں پودے جمانے لگی تو پردہ آپ سے آپ ان میں اٹک گیا - بس اتنی سی بات تھی-

ہائے ماکار الیکسئی‌وچ، چاہے تم کتنا ہی کہو، کتنی ہی کوشش کرو مجھے یہ سمجھانے کی کہ تم جتنا کماتے ہو، سب اپنی ضرورتوں پر خرچ کرتے ہو لیکن مجھہ سے تم کچھہ چھپا نہیں سکتے — میں دیکھتی ہوں کہ میری خاطر تم اپنی سب سے بڑی ضروریات کو بھی قربان کر دیتے ہو — نہیں تو پھر کیا بات ہے کہ تم ایسے کرائے کے کمرے میں بسر کرتے ہو جہاں ہر طرح کی تکلیف ہے، کوئی سکون‌چین نہیں ہے — دبے بھنچے رہتے ہو — تمہیں ایسی جگہ چاہئے جہاں تخلیہ ہو — اور یہاں تمہارے آس پاس بھی تخلیے کا پتہ نہیں ہے — جتنی تنخواہ تمہیں ملتی ہے، اسے دیکھتے ہوئے تم یہاں کے مقابلے میں کہیں اچھی طرح رہ سکتے تھے — فیدورا کہتی ہے کہ تم پہلے جہاں رہتے تھے وہ اس سے کہیں بہتر جگہ تھی — کہیں ایسا تو نہیں کہ تمہاری ساری زندگی اکیلے‌پن میں کٹ گئی — غریبی،

تنگ‌دستی اور بے دلی میں بسر ہوئی، ایک بھی پیار کا لفظ میسر نہ ہوا، اور ایسے کونوں کھدروں میں پڑے رہے جو اجنبیوں سے کرائے پر لئے ہوئے تھے - میرے مہربان دوست، تمہارے لئے میرا دل کتنا دکھتا ہے - اور کچھ نہ سہی، ماکار الیکسئی‌وچ، کم سے کم یہ تو کرو کہ اپنی صحت کا خیال رکھو - تم کہتے ہو کہ موم بتی کی روشنی میں لکھنے سے آنکھیں دکھتی ہیں، تو پھر لکھنا کیا ضرور ہے؟ تمہارے مالکوں کو، جن کے ہاں تم کام کرتے ہو، پتہ ہوگا کہ یہ کیسا محنت طلب مشکل کام ہے -

ایک بار پھر میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ مجھ پر اس قدر روپیہ نہ بہاؤ - میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو - لیکن تم دولت مند آدمی نہیں ہو... آج صبح میں بھی ہشاش بشاش اٹھی - ترنگ میں تھی - فیدورا بہت دیر سے کام کر رہی تھی - وہ میرے لئے بھی کام لے آئی تھی - اس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی - میں ذرا باہر گئی کہ ریشم خرید لوں، اور پھر اپنے کام میں لگ گئی - صبح کا سارا وقت خوشگوار رہا اور مزے میں کٹا - لیکن اس وقت پھر دل بھاری ہے اور میں دکھی محسوس کر رہی ہوں -

مجھ پر کیا بیتنے والی ہے۔ آگے میری قسمت میں کیا لکھا ہے۔ جب دل میں دبدھا ہو اور پتہ نہ چلے کہ کیا ہونے والا ہے، کچھ بھی خبر نہ ہو کہ آگے کیسی گزریگی تو جی کیسا بجھا بجھا رہتا ہے۔ جو کچھ اب تک گزری ہے وہ ایسی بری رہی کہ اس کے سوچنے سے ہی دل ٹوٹنے لگتا ہے۔ جیتے جی میں آنکھوں سے آنسو بہاتی رہونگی ان بے ایمانوں پاجیوں کی بدولت جنہوں نے میرا جیون برباد کر دیا۔

اب اندھیرا ہو چلا ہے، مجھے کام پر بیٹھ جانا چاہئے۔ اور بہت لکھنے کو جی چاہتا تھا مگر کیا کروں، وقت نہیں رہا۔ کام پڑا ہے۔ جلدی سے نمٹانا ضروری ہے۔ ٹھیک ہے کہ خطوط لکھنا اچھا کام ہے، کہ آدمی خود کو اکیلا محسوس نہیں کرتا۔ مگر تم کبھی ہماری طرف آتے کیوں نہیں۔ آخر، ماکار الیسکئی وچ، ایسا کیوں ہے؟ تمہیں کہیں دور کا فاصلہ تو طے کرنا نہیں پڑیگا اور نہ یہ بات ہے کہ تم اتنی فرصت نہ نکال سکو۔ مہربانی کرکے آؤ کسی وقت۔ ابھی تمہاری تھریسا سے ملاقات ہوئی۔ وہ ایسی بیمار، لاغر معلوم ہوتی تھی اور دیکھ کر میرا دل ایسا دکھا کہ میں نے اسے بیس کوپک دے دئے۔ اوہ میں تو بالکل بھولی جا رہی تھی۔ براہ مہربانی مجھے ذرا تفصیل سے

لکھو کہ تمہاری زندگی کیسے کٹتی ہے۔ تمہارے ساتھ جو لوگ رہتے ہیں وہ کس قسم کے ہیں اور تمہاری ان سے کیسی بنتی ہے۔ مجھے یہ جاننے کی بڑی خواہش ہے۔ دیکھنا، یہ سب ذرا ذرا مجھے لکھ دینا۔ آج رات میں جان بوجھ کر اپنے پردے کا کونا ایک طرف سے اٹھائے رکھونگی، تمہاری خاطر۔ رات کو اول وقت سو جانا۔ کل میں نے دیکھا کہ تمہارے کمرے میں آدھی رات تک موم بتی جلتی رہی۔ اچھا، خدا حافظ۔ اس دم میں دکھی ہو رہی ہوں، نڈھال ہوں اور خود کو اکیلا محسوس کر رہی ہوں۔ ایسا ہی دن کٹا۔ اچھا تو خدا حافظ۔

تمہاری دوست

واروارا دوبروسیلووا

۸ اپریل

میری پیاری واروارا الیکسئی ونا،

ہاں، میری جان، میرے دل کے ٹکڑے' یہ ایسا ہی کٹھن دن تھا جو میرے نصیب میں آیا۔ آپ چاہیں تو واقعی میرا مذاق اڑا سکتی ہیں، مجھے بوڑھے عمر رسیدہ آدمی کا مذاق، واروارا الیکسئی ونا۔ لیکن یہ میرا قصور

ہے، بس اکیلے میرے کا قصور ہے۔ ایسا ڈھلی ہوئی عمر کا آدمی جس کی چند یا پر بھی گنتی کے بال رہ گئے ہیں اور اس عمر میں عاشقی کی ترنگیں بھر رہا ہے۔ جذباتی ہوا جا رہا ہے۔ مگر، پھر بھی، میری جان اتنا ضرور کہونگا کہ آدمی کبھی کبھی بڑی عجیب مخلوق ہوتا ہے۔ وہ ایسی ایسی دون کی لیتا ہے، ایسی خرافات بگھارتا ہے کہ بس۔ کیا کہئے۔ اور اس سب خرافات کا حاصل کیا؟ اس سے نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ سوائے اس بے ہودگی کے کہ خدا ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ مجھے ناگوار نہیں ہوا۔ غصہ نہیں ہے مجھ کو میری پیاری۔ مگر یہ سوچ کر ذرا دل کڑھا کہ میں نے آپ کو ایسا کچھ لکھا جس میں بے وقوفی اور رنگینی بھری ہوئی تھی۔ آج میں خوش و خرم اپنے کام پر گیا جیسے بادشاہ سلامت ہوں۔ روح آزاد اور کھلی ہوئی تھی۔ مختصر کہوں کہ بڑا مگن تھا۔ پہلے تو میں بڑے جوش کے ساتھ اپنے کاغذوں پر جھک گیا لیکن تھوڑی دیر بعد جب میں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو سب کچھ ویسا ہی پہلے کی طرح فرسودہ اور بے کیف تھا۔ وہی پہلے والے روشنائی کے دھبے، میز، کاغذ اور خود میں بھی وہی حسب معمول تھا سارے کا سارا۔ تو پھر جب یہ ہو تو ہوا کے گھوڑے

پر سوار ہونے سے فائدہ کیا؟ میرے دماغ میں آخر کس چیز نے ہوا بھر دی تھی – کیا اس لئے کہ سورج میرے سر پر چمک رہا تھا اور آسمان نیلا تھا، بھلا وہاں کونسی خوشبوئیں مہک رہی تھیں جب کہ خدا جانے خود ہماری کھڑکیوں کے تلے احاطے میں کیا کچھ نہ ہو رہا ہوگا– تو پھر ضرور یہ میری احمقانہ خیال‌آرائی تھی– آدمی خودفراموشی میں کہاں سے کہاں جا پہنچتا ہے– اور وہ بھی صرف اپنی بے وقوفی کے زعم میں – لیکن آج شام گھر کو واپس آتے ہوئے یوں جانو کہ میں پیروں سے نہیں چلا بلکہ خود کو کھینچتا ہوا لایا – کسی وجہ سے میرے سر میں درد ہونے لگا – ہمیشہ ایسے ہی ہوتا ہے – ایک خرابی پر دوسری خرابی آ پہنچتی ہے – (ہو سکتا ہے کہ میری کمر کو سردی لگ گئی ہو –) میں بہار کی آمد آمد پر ایسا آپے سے باہر ہوا کہ وردی کے ٹھنڈے کوٹ میں، جو کام کے وقت پہنا جاتا ہے، باہر نکل گیا –

میں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے میرے جذبات کو بالکل غلط سمجھا – آپ ان کا ٹھیک مطلب نہیں سمجھ سکیں – واروارا الیکسئی‌ونا، یہ باپ کے جذبات ہیں – ان میں خالص شفقت‌پدری پائی جاتی ہے – میں نے آپ کی اس تنہائی کی یتیمی میں باپ کی جگہ

لے لی ہے — میں پورے خلوص سے کہہ رہا ہوں یہ بات — ٹھیک، اسی طرح جیسے کوئی رشتہ‌دار ہوتا ہے — میں بھی بہرحال آپ کا دور کا رشتہ‌دار تو ہوں ہی — ہے نا؟ البتہ بہت ہی دور کا رشتہ‌دار ہوں — پھر بھی ہوا تو رشتہ‌دار ہی — اور اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کا سب سے قریبی رشتہ‌دار اور محافظ بن جاؤں، کیونکہ اب تک آپ کے ساتھہ یہ ہوتا رہا ہے کہ جہاں سے مدد اور حمایت ملنی چاہئے تھی وہاں سے آپ کو ملا کیا بد عہدی اور ذلت — شاعری کی بات یہ ہے کہ میری سب سے چہیتی، آپ یہ جان لیجئے کہ میری ایسی عمر کے آدمی کو شعر شاعری کے دھندے میں پڑنا کچھہ زیب نہیں دیتا — شاعری بالکل واہیات چیز ہے — آج کل اسکول کے بچے بالے اس سے جی بہلایا کرتے ہیں — میرا تو یہی خیال ہے میری پیاری —

اور آپ یہ کیا لکھتی ہیں واروارا الیکسئی‌ونا، میرے آرام، راحت، چین وغیرہ وغیرہ کے بارے میں — میا* میری، میں کوئی نفاست‌پسند اور تکلفات کا آدمی نہیں ہوں — اور جیسی اب گزر رہی ہے اس سے بہتر کبھی نہیں گزری — عمر کے اس آخری حصے میں کیوں خاص

---

* یہ روسی انداز ہے خطاب کرنے کا، جیسے ہندستانی لوگ کہتے ہیں، میرے بھائی، میرے عزیز — (مترجم)

طور سے فکر کروں — کھانے کو کافی ہے، کپڑے اور جوتے بھی کچھ نہ کچھ تو ہیں — فضول تکلف کے سامان میں دماغ کھپا کر کیا ہوگا — میں کوئی شہزادوں کے گھرانے سے تو ہوں نہیں — بالکل نہیں — میرا باپ نوابوں راجوں میں سے بھی نہیں تھا — جتنی آمدنی اب میری ہے اس سے کم آمدنی میں پورے خاندان کو پالتا تھا — میں کوئی نازوں کا پالا نہیں ہوں؟ — ہاں اتنی بات ضرور ہے، کہ اگر سچ کہوں تو میرا پرانا گھر اس گھر سے کسی قدر اچھا تھا — اور یہ بھی ہے کہ وہاں زیادہ گھریلوپن تھا — یہ میرا موجودہ گھر ایسا برا نہیں ہے — بلکہ بعض باتوں میں تو پرانے گھر سے زیادہ آرام کا اور یہ کہ چہل پہل کا ہے — مجھے اس موجودہ گھر سے کوئی شکایت نہیں ہے البتہ یہ ہے کہ پرانا گھر یاد آتا ہے تو دکھ ہوتا ہے — ہم لوگ، ڈھلی عمر کے لوگ، جو بڑھاپے کے پھیر میں آ چکے ہیں چیزوں سے زیادہ مانوس ہو جاتے ہیں — وہ کمرہ چھوٹا تھا آپ جانئے کہ دیواریں، اور دیواروں کا کیا ذکر، ایسی ہی تھیں جیسی اور سب دیواریں ہوتی ہیں — اس میں کوئی دیوار کا سوال نہیں اصل میں اس کمرے کی یاد دل میں چٹکی سی لیتی ہے — عجیب بات یہ ہے کہ ان کی یاد خوشگوار معلوم ہوتی

ہے — اور ایک بھی کیا، وہ چیزیں بھی جو بری تھیں اور جن سے میں ایک بار تنگ آیا تھا اب وہ بھی اچھی اور خالص صاف ستھری لگتی ہیں — ہم وہاں ایسے آرام سکون سے رہا کرتے تھے میں اور وہ بڑی بی جن کا انتقال ہو چکا ہے — اس مرحومہ کی یاد بھی مجھے غمزدہ کر دیتی ہے — بڑی اچھی عورت تھی اور اپنے کمروں کا بڑھتی کرایہ نہیں لیا کرتی تھی — وہ کشیدہ‌کاری کی خوب لمبی سوئیوں سے پیوندوں یا کپڑے کے ٹکڑوں کو جوڑ کر توشکیں گدے بنا کرتی تھی — ہم اسی ایک موم بتی کی روشنی میں ایک ہی میز پر کام کیا کرتے تھے — اس کی چھوٹی سی نواسی ماشا —— اب تک مجھے اس کا بچپن یاد ہے —— شاید اب تیرہ برس کی ہونی ہو گی — کیسی شریر تھی وہ ذرا سی، ہمیشہ کسی نہ کسی چیز کے پیچھے پڑی رہتی تھی، اور ہم سب کو کتنا ہنسایا کرتی تھی — اس طرح سے ہم تینوں کی بسر ہوتی تھی — تینوں کی ایک ساتھ — سردی کی لمبی راتوں میں یہ ہوتا تھا کہ گول میز پر ہم لوگ چائے پیتے اور اس کے بعد کام میں لگ جاتے تھے — بچی کو بہلانے اور شرارتوں سے باز رکھنے کے لئے بڑی بی اسے کہانیاں سنایا کرتی تھیں — کیا کیا کہانیاں تھیں وہ! صرف بچے کی بات نہیں، سیانا سمجھ دار آدمی بھی ان کہانیوں کو سنتا

تو بس سننے میں ہی محو ہو جاتا — میں خود بھی وہاں اپنا پائپ سلگا کر بیٹھ جاتا تو کہانیاں سنتے سنتے اپنا کام بھول بیٹھتا تھا — اور بچی، وہ شرارت کا ننھا سا پتلا اپنے ننھے سے ہاتھوں پر پھول سا کھلا ہوا چہرہ ٹکا کر بیٹھ جاتی — اس کا خوب صورت منھ آدھا کھلا کا کھلا رہتا — اگر کہیں کہانی ایسی ہوئی جس میں دہشت کے واقعات آتے ہوں تو وہ ننھی سی بچی اپنی نانی کے پاس سمٹ جاتی — کیا ایسے وقت اس کی صورت تکنے میں مزا نہیں آتا ہوگا! ہم وہاں بیٹھے رہتے اور اس کا بھی خیال نہ آتا کہ موم بتی کی لو جل چکی ہے، احاطے میں ہوا چل رہی ہے یا برف کے جھکڑ چل رہے ہیں — ہاں، بڑے مزے کی زندگی تھی میری چھیتی، اور اس زندگی کا ساتھ کوئی بیس برس ایسے ہی چلتا رہا — مگر یہ میں کہاں سے کہاں نکل گیا — شاید آپ کو اس قصے میں بالکل لطف نہ آئے گا اور مجھے بھی اس کا تصور کرنا آسان نہیں ہے — خاص طور پر اس وقت ان بیتے دنوں کی یاد مشکل ہے — اندھیرا ہوتا جا رہا ہے — تھریسا ایک نہ ایک کام میں خود کو الجھائے ہوئے ہے — میرے سر میں درد ہے اور کمر میں کسی قدر چٹک ہے — میرے خیالات بھی ایسے بے تکے اور بے ہنگم پن میں مبتلا ہیں جیسے ان کو بھی درد ہے —

میری پیاری، میں آج دردمند ہوں — مگر وہ کیا بات تم نے لکھی تھی، میری جان، ذرا بتاؤ، تو میں تم سے ملنے کیسے آ سکتا ہوں؟ لوگ اس پر کیا کہیں گے؟ اگر میں نے یہ احاطہ پار کیا تو پوچھ کچھ، سوال جواب اور کھسر پھسر شروع ہو جائے گی — لوگ غلط سلط باتیں بنائیں گے — نہیں، میرے ننھے سے فرشتے، اچھا رہے گا کہ میں کل تم سے واسپرس میں مل لوں — یہ مناسب بھی ہے اور ہم دونوں کے لئے اس میں کوئی اندیشہ بھی نہیں — مہربانی کرکے مجھے اس طرح کا خط لکھنے پر معاف کر دینا میری چہیتی — دوبارہ پڑھا تو مجھے احساس ہوا کہ یہ بے تکی باتوں سے بھرا ہوا ہے — میں عمررسیدہ آدمی ہوں، عمر رسیدہ بھی اور بے علم بھی — چھوٹی عمر میں تعلیم ہی کم ملی اور اب حال یہ ہے کہ اگر شروع سے پڑھنے لکھنے کی کوشش بھی کروں تو دماغ میں کچھ ٹھیرے گا ہی نہیں — میری پیاری، یہ میں جتانا چاہتا ہوں کہ چیزوں کو بیان کرنے کی کوئی مہارت مجھے نہیں ہے — اور چاہے کوئی مجھے آگاہ کرے یا نہ کرے، کوئی مجھ پر ہنسے نہ ہنسے، مگر میں اپنی جگہ یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ جب بھی میں کوشش کرتا ہوں کہ کسی بات کو ذرا سنوار کر بنا کر لکھوں تو اس سے بس اتنا

حاصل ہوتا ہے کہ فضولیات، واہیات باتوں کا ایک الٹا سیدھا ڈھیر لگا کر رکھہ دیتا ہوں — میں نے آج آپ کو کھڑکی پر دیکھا، جب آپ چلمن چھوڑ رہی تھیں — رخصت رخصت — خدا آپ کو اپنی امان میں رکھے — خدا حافظ واروارا الیکسئی‌ونا —

آپ کا جاں‌نثار دوست

ماکار دے‌وشکن

نوٹ: میری پیاری، اب تو میں کسی کے بارے میں طنزیہ انداز میں نہیں لکھہ سکوں‌گا — واروارا الیکسئی‌ونا، عمر رسیدہ آدمی، تھکاھارا آدمی کیا کسی پر پھبتی کس سکتا ہے، کیا کسی پر دانت نکال سکتا ہے — لوگ مجھہ پر ہنسیں گے اور وہ پرانی روسی مثل دھرائیں گے کہ جو ہمسائے کے لئے کنواں کھودے‌گا، خود کنواں اسی کے آگے آئے گا —

۹ اپریل

میرے پیارے ماکار الیکسئی‌وچ،

بڑے افسوس کی بات ہے کہ میرے دوست، میرے کرم‌فرما، آپ ایسے چڑچڑے‌پن اور بے‌دلی کا شکار ہونے

جا رہے ہیں — بھلا میں آپ کو تکلیف پہنچا سکتی ہوں کیا؟ یہ تو ٹھیک ہے کہ میں اکثر بے پروائی میں رہتی ہوں لیکن مجھے یہ کبھی وہم و گمان بھی نہ ہوا تھا کہ آپ میرے لفظوں کا مطلب یہ نکالینگے کہ آپ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے — میری اس بات پر یقین کیجئے کہ مجھ سے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ کی عمر پر یا آپ کے طورطریق پر پھبتی کسوں — یہ صرف میری لاپروائی تھی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ میں بری طرح اکتائی ہوئی ہوں — جب آدمی اکتا جاتا ہے تو کیا کچھ نہیں کرتا — آپ سے سچ کہوں کہ میں ایسا سمجھی گویا آپ اپنے خط میں مذاق کرنا چاہتے تھے — میرا دل کس بری طرح بیٹھ گیا جب میں نے ایسا اندازہ کیا کہ آپ مجھ سے خوش نہیں ہیں — میرے دوست اور کرم‌فرما، آپ غلطی کریں گے اگر آپ یہ گمان کر لیں کہ مجھ میں احساس موجود نہیں ہے یا یہ کہ میں آپ کی احسان‌مندی کا جذبہ نہیں رکھتی — یہ بات نہیں ہے — میں پوری طرح اس کی قدر کر سکتی ہوں کہ آپ نے دشمنوں سے بچانے میں، ان کی نفرت اور ظلم‌زبردستی سے محفوظ رکھنے میں میرے لئے کیا کچھ نہیں کیا — میں ہمیشہ آپ کے لئے دست‌بدعا رہوں گی اور اگر خداوند عالم نے میری دعا قبول کی تو آپ ہمیشہ خوش و خرم رہیں گے —

آج میری طبیعت بہت خراب ہے— مجھے تیز بخار ہے اور بار بار کپکپی چھوٹتی ہے— فیدورا بھی میری وجہ سے بہت بےچین اور فکرمند ہے—ماکار الیکسئیوچ، آپ کو آج ہمارے یہاں آنے سے جھجکنا تو نہ چاہئے— دوسروں کی پرواہ نہ کیجئے، ان سے کیا مطلب— ہم ایک دوسرے کو بہت اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں، ہے نا؟ اچھا ماکار الیکسئیوچ، خدا حافظ— میں وہ سب کچھ کہہ چکی جو کہنا تھا— طبیعت ایسی بگڑی ہے کہ اب اور آگے نہیں لکھا جاتا— پھر ایک بار عرض کرتی ہوں آپ سے کہ مجھہ سے ناراض نہ ہوں اور یقین رکھیں کہ آپ کی عزت، احترام اور آپ سے جو عقیدت ہے وہ ہمیشہ رہے گی اس بندی کو،

جو دل‌وجان سے آپ کی فرماں بردار ہے اور آپ کے
حکم سے باہر نہیں جا سکتی، یعنی

وارورا دوبروسیلووا

۱۲ اپریل

میری سرکار وارورا الیکسئیونا،

آہ، آپ کو یہ کیا ہو گیا؟ دیکھئے آپ ہر بار ایسے ہی مجھے ڈرا دیتی ہیں! میں آپ کو ہر ایک

خط میں لکھتا ہوں، آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اپنا خیال رکھئے، اپنی صحت کی طرف دھیان دیجئے، کپڑے اچھی طرح پہنئے، موسم برا ہو تو باھر نہ نکلئے اور سب باتوں کی طرف سے هوشیار رهئے — مگر آپ هیں کہ میری پری، چھوٹی سی بچی کی طرح آپ میری بات ھی نہیں سنتی ھیں — دیکھئے، آپ ایسی تو دھان‌پان ھیں جیسے گھاس کی نازک پتی، ذرا هوا لگی اور زکام هوا — آپ کو احتیاط کرنی چاهئے میری سب سے پیاری، آپ کو اپنا دھیان کرنا چاهئے — جس چیز میں بھی خطرہ ھو اس سے بچنا چاھئے تاکہ آپ کے دوستوں کو آپ کی بدولت دکھ، تکلیف اور فکرمندی سے نجات ملے —

آپ میری روزمرہ کی زندگی اور میرے ماحول کے بارے میں ساری باتیں جاننا چاھتی تھیں؟ بے حد خوشی کے ساتھ، میری جان، ضرور سنئے — لیکن مجھے شروع سے ھی بات کا سرا پکڑنا ھوگا، یہ مناسب رہے گا — پہلی بات تو یہ کہ گھر کے سامنے کی سیڑھیاں یوں ھی معمولی سی ھیں، خاص طور سے بڑے زینے کی سیڑھیاں — یہاں صفائی ہے، اجالا ہے، کشادگی ہے — زینے تمام کے تمام دھات کے بنے ھوئے ھیں اور ان کا جنگلہ مہاگنی نام کی سرخ لکڑی کا — لیکن پیچھے کے زینے کی حالت ایسی ہے کہ منھ نہ کھلوائیے — پیچھے کے طرف والی سیڑھیاں

پیچ دار ہیں، گھٹی ہوئی، سیلی ہوئی — اور ایک ایک سیڑھی چرچراتی ہے — دیواریں سیلن کے مارے ایسی غلیظ ہو گئی ہیں کہ انگلی چھو جائے تو چپکتی اور گندی ہو جاتی ہے — ہر ایک موڑ کی چھوٹی ہوئی جگہ پر انبار لگا ہوا ہے جس میں، صندوق، کرسیاں، پرانی خستہ الماریاں بھری پڑی ہیں، پرانے کپڑوں لتوں کی قطار ہے الگنی پر — کھڑکیوں کی حالت خستہ ہے — جدھر دیکھئے بڑے بڑے طرح طرح کی گندگی سے بھرے ہوئے کنستر کھڑے ہیں، جن میں کوڑا ہے، کاٹھہ کباڑ ہے، انڈوں کے چھلکے ہیں اور مچھلی کے کھپرے — بدبو ایسی آتی ہے کہ دم گھٹنے لگتا ہے — ایک لفظ میں کہوں کہ یہاں اچھا نہیں ہے —

اب کمروں کی سنو، یہ تو میں لکھہ ہی چکا ہوں کہ ان کی ترتیب کیا ہے — خاصے آرام دہ کمرے ہیں، مگر ہاں — ذرا اتنی بات ہے کہ گھٹے ہوئے سے ہیں — میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان سے کوئی بدبو آتی ہے — ہاں اگر کہہ سکیں تو یہ کہیں گے کہ کسی قسم کی کوئی شیرے کی سی بو ہے جو طبیعت کو خوشگوار نہیں لگتی — اول اول تو اس بات سے گھن ہوتی ہے لیکن پھر چند منٹ میں ہی آدمی اس سے مانوس ہوجاتا ہے کیونکہ کوئی ایک چیز تو ہے نہیں، سب

ھی چیزوں سے — یہاں تک کہ آپ کے کپڑوں اور ہاتھوں میں بھی وہی باس بس جاتی ہے — اور پھر عادت سی ہو جاتی ہے — پھر بھی مینائیں زندہ نہیں بچتی ھیں یہاں پر — ھمارا ھمسایہ نیوی افسر اب تک پانچویں مینا خرید چکا ہے، مگر بس اتنا ہے کہ وہ یہاں ھمارے گھر کی ھوا میں دیر تک سانس نہیں لے سکتیں — باورچی‌خانہ بڑا، کشادہ اور روشن ہے — صبح کو جب مچھلی اور گنومانس پکایا جاتا ہے تو ایسی کھٹی بد بو پھیلتی ہے باورچی‌خانے سے کہ سانس لینا مشکل ھوتا ہے — مگر خیر، شام کو یہاں مزے ھیں — باورچی‌خانہ کافی بڑا ہے اور روشن بھی ہے اور اس میں پرانے کپڑے سوکھنے کے لئے لٹکے رھتے ھیں — اب چونکہ میرا کمرہ بالکل اس سے لگا ھوا ہے اس لئے ان کی بو طبیعت کو ذرا پریشان کرتی ہے لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے، آدمی اگر ایک زمانے تک یہاں رہ جائے تو اس سے بھی مانوس ھو ھی جاتا ہے —

وارنکا پیاری، اس گھر میں صبح سویرے سے ھنگامہ شروع ھو جاتا ہے — ھر شخص اٹھ رھا ہے، چل پھر رھا ہے اور پاؤں کی دھمک ھو رھی ہے — کچھ لوگوں کو کام پر جانا ھوتا ہے — کچھ جنہیں کہیں جانا نہیں ھوتا وہ بھی اٹھ بیٹھتے ھیں جیسے تیسے — پہلے

ھماری سب کی چائے ھوتی ہے۔ سماور جتنے ھیں ان میں زیادہ‌تر مالکہ‌مکان کے ھیں، مگر چونکہ گنتی میں کم پڑتے ھیں اس لئے ہر آدمی کو چائے کے لئے اپنی باری کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی آدمی کیتلی لے کر باری بغیر آ پہنچتا ہے تو باقی سب کے سب اس ملزم پر ٹوٹ پڑتے ھیں۔ مجھ پر یہ واردات ویسے ایک بار تو گزر چکی ہے، پہلی بار یہ ھوا کہ ــــ مگر خیر، اس قصے کو گولی مارو۔ اس وقت جب یہ قصہ ھوا تھا، تب ھی میری دوسروں سے جان پہچان ھوئی۔ پہلا آدمی نیوی افسر تھا، یہ آدمی ایسا کھلا ھوا ہے کہ اس نے مجھے ساری داستان سنا ڈالی: اپنے باپ کے بارے میں، ماں کے بارے میں، بہن کے بارے میں جو تولا میں ایک اہلکار سے بیاھی گئی ہے اور کرونشتاد شہر کے بارے میں۔ اس نے مجھے زبان دے دی کہ ہر ضرورت پر میری مدد کرے گا اور وھیں کے وھیں اپنے ھاں چائے کی دعوت دے ڈالی۔ میں نے اسے ایک ایسے کمرے میں پایا جہاں پر ھمارے ھاں ہر وقت تاش کی بازی جمی رہتی ہے۔ میں پہنچا تو انھوں نے میری طرف چائے بڑھائی اور اس پر اصرار کیا کہ میں بھی اس گرما گرم بازی میں ان کے ساتھ لگ جاؤں۔ میں نہیں جانتا کہ انھوں نے سنجیدگی سے زور دیا یا بس یوں ھی میرا مذاق اڑانے کو کہا۔

ساری رات یہ لوگ تاش پر جمے رہے تھے اور جب میں کمرے میں گھسا ہوں تب بھی بازی ہو رہی تھی۔ تاش کے پتے پھینٹے جا رہے تھے، کھریا گھسی جا رہی تھی اور تمباکو سے سارا کمرہ دھواں دھار ہو رہا تھا کہ آنکھ میں سوزش ہونے لگے — جب میں نے کہا کہ بھئی میں جوا نہیں کھیل سکتا تو یہ لوگ میرے سر ہو گئے کہ کیا فلسفہ بگھار رہے ہو؟ اس کے بعد کسی نے مجھ سے بات نہ کی — آپ سے سچ کہتا ہوں مجھے اس کی ذرا بھی پروا نہیں ہوئی — اب میرا ان کی طرف جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے — بس یہ لوگ کیا ہیں، جواری ہی تو ہیں! یہاں جو اہلکار ادبی کام میں بتایا جاتا ہے، اس کے ہاں بھی شام کو اکثر مہمان جمتے ہیں، دعوت ہوتی ہے — لیکن اس کے ہاں سب اچھا ہے، سلیقے سے ہے، صفائی ستھرائی سے ہے، نفاست ہے اس میں اور معیار اونچا ہے —

اس سلسلے میں وارنکا پیاری، اتنا اور ذکر کرتا چلوں کہ ہماری مالکہ مکان بڑی خرانٹ بڑھیا ہے، بدمزاج اور بدطینت سوریا کہیں کی — آپ نے تھریسا کو تو دیکھا ہی ہے — دیکھ لیجئے وہ کتنی نحیف اور نزار ہے، دبی کچلی سی، جیسے پر نچی مرغی ہو — دو خدمت گار ہیں یہاں —— ایک تو یہی تھریسا اور دوسرا

فلدونی – مجھے معلوم نہیں مگر ایسا لگتا ہے کہ فلدونی کا نام اصلی تو کچھ اور ہوگا لیکن اب فلدونی، فلدونی پڑ گیا ہے، چناں‌چہ سب اسے بھی کہتے ہیں – لال بالوں‌والا، پاجی، کانا اور اٹھی ہوئی ناک کا، اکھڑ گنوار ہے جو ہمیشہ تھریسا سے الجھتا رہتا ہے – وہ قریب قریب ہاتھا پائی پر اتر آتے ہیں – سب ملا کر میں اتنا کہوں گا کہ میری گزر بسر یہاں ایسی نہیں ہے جسے اچھا خوشگوار کہہ سکیں ... رات کو بھی ایسا کبھی، شاید ایک بار بھی نہیں ہوتا ہے کہ سب کے سب لوگ سو گئے ہوں – ہمیشہ تاش کی بازی ہی، کچھ نہیں تو، جمی رہتی ہے – اور بعض اوقات ایسی چیزیں بھی ہوتی ہیں جن کے بارے میں لکھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے – مجھے خود تو ان باتوں کی، یوں سمجھئے کہ عادت سی ہو گئی ہے مگر تعجب ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ گھربار بال‌بچوں‌والے ایسے بھنگڑ خانے میں کیسے گزر کرتے ہیں – بڑے کمرے کے اس طرف جو کمرہ ہے، بالکل سرے پر دوسرے کمروں سے کٹا ہوا سا، اس میں ایک غریب خاندان رہتا ہے – بڑے خاموش لوگ ہیں – نظر نہیں پڑتے، نہ ان کی طرف دھیان جاتا ہے – اپنی چار دیواری میں پڑے رہتے ہیں – اس خاندان کا بڑا گورشکوف نام کا ایک آدمی ہے – وہ ایک بےروزگار کلرک ہے جسے ،

برس پہلے کام سے نکالا گیا تھا کسی نہ کسی وجہ سے۔ اس کے بال پک چکے ہیں، چھوٹے قد کا آدمی ہے، اس طرح چیتھڑے لگائے گھومتا ہے کہ اسے دیکھ کر دکھ ہوتا ہے۔ اس کی واسکٹ میری واسکٹ سے بھی گئی گزری ہے۔ (ہم دونوں کی ملاقات اکثر گلیارے میں ہو جاتی ہے۔) اس کے گھٹنوں میں کپکپی رہتی ہے، ہاتھوں میں رعشہ ہے، اور سر بھی ہلتا رہتا ہے۔ کسی بیماری کی وجہ سے ایسا ہے، خدا جانے کیا بیماری ہوگی وہ۔ وہ ایسا آدمی ہے جو دبے ہوئے رہتے ہیں۔ یہ شخص بھی ہر ایک سے جھینپتا ہے اور اپنے الگ تھلگ رہتا ہے۔ میں بھی کبھی کبھی ایسا ہی جھینپنے والا آدمی ثابت ہو سکتا ہوں مگر یہ تو مجھ سے کہیں زیادہ جھینپتا ہے۔ اس کی ایک بیوی ہے اور تین بچے۔ سب سے بڑا لڑکا ایسا ہی مریل سا ہے جیسا اس کا باپ۔ بیوی کبھی کسی زمانے میں خوب‌صورت رہی ہوگی، آج بھی اسے دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے بدن پر چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں، بےچاری۔ میں نے سنا ہے کہ یہ لوگ کرایہ بھی ادا نہیں کر پائے ہیں۔ کچھ بھی ہو۔ مالکہ‌مکان ان لوگوں پر ذرا مہربان نہیں۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ بےچارے گورشکوف کی نوکری کسی نہ کسی قصے میں چلی گئی۔ کیسا

قصہ قضیہ تھا وہ؟ مقدمہ چل گیا تھا اس پر یا کوئی تحقیقات کھڑی ہو گئی تھی اس کے خلاف — بس ایسی ہی کوئی بات ہوگی — میں ٹھیک کہہ نہیں سکتا — غریب ہیں یہ لوگ، کیسے غریب ہیں — کس درجے کی غریبی ہے، میرے خدا، پروردگار — اف، ان کے کمرے میں ہمیشہ سناٹا رہتا ہے جیسے وہاں ایک بھی نفر نہ رہتا ہو — بچوں تک کی آواز سننے میں نہیں آتی — نہ بچے کبھی لڑتے جھگڑتے، شرارت کرتے، شور مچاتے ہیں، یہ کیسی بری علامت ہے — ایک دن شام کا وقت تھا — میں ان کے دروازے کے پاس سے گزرا جب گھر میں بالکل عجیب سا سناٹا تھا — میں نے سنا کہ کسی نے سسکی لی — پھر کچھ کھسر پھسر ہوئی اور پھر سسکیاں سنائی دیں — کوئی ایسا دم گھونٹ گھونٹ کے رو رہا تھا، ایسا تڑپ کے رو رہا تھا کہ میں کلیجہ مسوس کے رہ گیا — رات بھر میں انھی لوگوں کے بارے میں سوچتا رہا اور آنکھ نہیں لگی —

اچھا تو، میری وارنکا، پیاری، انمول گڑیا میری — جیسا کچھ مجھ سے ہو سکتا تھا میں نے ہر چیز اچھی طرح بیان کر دی ہے — میں آپ کے بارے میں ہی سوچتا رہا ہوں سارے دن بس آپ کے بارے میں — مجھے، میری پیاری، آپ کی اتنی فکر رہتی ہے کہ کچھ

کہنے کو نہیں -- میں جانتا ہوں کہ پیٹرسبرگ کی ان بہاروں میں آپ کو گرم کوٹ کی ضرورت ہوگی جب کہ ہوا تیز ہے، بارش ہوتی رہتی ہے، برف گرتا ہے، اور ہم جیسے لوگوں کی موت ہے یہ — ایسے بے تکے موسم کی مار سے خدا ہمیں بچائے — برا مت ماننا میری جان کہ میں جو اس ڈھنگ سے آپ کو خط لکھتا ہوں — بات یہ ہے کہ مجھے لکھنے کا سلیقہ نہیں ہے — ذرا بھی تو نہیں ہے — کیا اچھا ہوتا کہ مجھے بھی لکھنے کا سلیقہ ہوتا — اب تو یہ ہے کہ جو کچھ دماغ میں آیا وہی لکھ دیا اس امید میں کہ ذرا آپ کی دل بستگی ہو جائے گی — اگر مجھے اچھی عمدہ تعلیم ملی ہوتی تو بات ہی کچھ اور تھی — مگر مجھے کیا تعلیم ملی، دو کوڑی کی — اس سے زیادہ نہیں بالکل بھی —

آپ کا ساری عمر کے لئے اور سچا دوست

ماکار دیےوشکن

۲۵ اپریل

میرے پیارے ماکار الیکسئی وچ،

آج مجھے میری چچازاد بہن ساشا ملی — کیا مصیبت ہے — وہ بےچاری تباہ ہونے والی ہے — افواہیں مجھ تک بھی پہنچی ہیں

کہ آننا فیودروونا میرے بارے میں سب کچھ چھان بین کر رہی ہے— معلوم ہوتا ہے کہ وہ کبھی میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی— کہتی ہے کہ مجھے معاف کرنا چاہتی ہے، جو ہوا سو ہوا، اب وہ مجھے معاف کر کے ملنے کے لئے آنے والی ہے— اس کا یہ بھی دعوا ہے کہ میری آپ کی کوئی رشتہ داری نہیں ہے— بلکہ وہ میری زیادہ قریبی رشتہ دار ہے، اور یہ کہ آپ کو ہمارے گھریلو معاملوں میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے— وہ یہ بھی کہہ رہی تھی کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ میں آپ کے خیرات کے ٹکڑوں پر بسر کروں اور آپ کے سہارے جیوں — وہ طعنے دے رہی تھی کہ میں احسان فراموش ہوں، اس کے احسان بھول بیٹھی حالانکہ مجھے اور میری ماں کو بھوکوں مرنے سے اسی نے بچایا تھا— ڈھائی برس تک وہ ہمارا خرچ اٹھاتی رہی اور خود اس نے ہماری خاطر دکھ بھرے— پھر اس نے یہ بھی کہا کہ اس کا جتنا روپیہ ہم پر آتا ہے وہ سب معاف کر دیا— اس نے طعنوں تشنوں میں میری بے چاری ماں کو بھی نہیں بخشا — کاش ماں کو پتہ ہوتا کہ ان لوگوں نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے— خیر، کوئی بات نہیں — خدا کو سب خبر ہے، وہ دیکھتا ہے— آننا فیودروونا کہتی ہے کہ میں اپنی حماقت کی وجہ سے خوشی کی گھڑیوں

کو تھام نہ سکی — خود اس نے تو مجھے خوشی چین کی زندگی کے راستے پر ڈال دیا تھا — اب یہ کوئی اس کا قصور تھوڑنی ہے کہ میں اپنی عزت آبرو کی حفاظت نہ کر سکی یا میں نے اپنی آبرو بچانی نہ چاہی — پاک پروردگار! پھر یہ کس کی خطا ہے؟ آننا فیودرووونا کہتی ہے کہ مسٹر بیکوف بالکل صحیح کہتے ہیں — کوئی شخص بھی ایسی عورت سے شادی نہیں کر سکتا جو... ہاں، اب ان باتوں کے لکھنے سے فائدہ کیا! ماکار الیکسئی‌وچ، سچ کہتی ہوں، اس ظلم کو برداشت کرنا مشکل ہے — مجھے نہیں خبر کہ اب میرے ساتھہ کیا ہو رہا ہے — میں بیٹھی چپ چاپ خوف سے کانپا کرتی ہوں، سسکیاں بھرتی ہوں اور روتی ہوں — مجھے اس خط کے لکھنے میں دو گھنٹے لگے ہیں — مجھے خیال تھا کہ اور نہیں تو کم از کم اسے خود محسوس ہوگا اور وہ مان لے گی کہ اس نے میرے ساتھہ کیا ظلم زیادتی کی ہے — لیکن ہوا کیا، یہ ہوا ہے — خیر، تو آپ خدا کے لئے، میرے تنہا کرم‌فرما، آپ ذرا بھی ان باتوں کی فکر مت کیجئے گا — فیدورا ہمیشہ بات بڑھا کے کہتی ہے — میں بیمار نہیں ہوں — ذرا معمولی سی سردی لگ گئی تھی کل مجھے جب میں وولکووہ گرجا گھر اماں کی قبر پر فاتحہ کے لئے گئی تھی — آپ وہاں سے میرے ساتھہ

کیوں نہ آئے — میں نے آپ سے التجا کی تھی کہ میرے ساتھ ہی چلئے گا — ہائے، میری ماں، میری پیاری اماں، تم قبر میں لیٹی ہو، کاش تم اٹھ کے دیکھ لیتیں کہ ان لوگوں نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے!

و — د —

۲۰ مئی

وارنکا میری فاختہ،

میں آپ کو کچھ انگور بھیج رہا ہوں، میری جان، وجہ یہ کہ انگور بیماری سے اٹھنے کے بعد بدن میں جان لاتا ہے — ڈاکٹر بھی یہی تجویز کرتے ہیں کہ اس سے پیاس بجھتی ہے اور اسی لئے میں آپ کو یہ بھیج رہا ہوں، پیاس روکنے کے لئے — تو آپ کو، میری پیاری، شکرپارے کی ضرورت تھی، چنانچہ وہ میں آج آپ کو بھجوا رہا ہوں — کہئے، آپ کو بھوک تو لگتی ہے نا ٹھیک سے؟ اصل بات یہی ہے بہرحال — خدا کا شکر ہے کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا — اور ساری ہماری مصیبتیں اب خاتمے پر آگئی ہیں — اس پر ہمیں خدا کا لاکھ شکر ادا کرنا چاہئے — کتابوں کا معاملہ یہ ہے کہ ابھی مجھے کتابیں مل نہیں سکی ہیں — لوگ کہتے ہیں کہ ایک بہت ہی اچھی کتاب،

بہت عمدہ لکھی ہوئی کتاب آجکل ملتی ہے۔ کہتے ہیں کہ کتاب بہت ہی اچھی ہے۔ میں نے خود تو یہ کتاب ابھی نہیں پڑھی ہے البتہ ہر آدمی سے تعریف ہی سننے میں آئی۔ وعدہ کیا ہے ان لوگوں نے کہ مجھے بھی یہ کتاب کچھ دن کے لئے دے دی جائے گی۔ آپ یہ کتاب پڑھیں گی کیا؟ آپ کے مزاج میں نفاست پسندی اس بلا کی ہے کہ یہ جاننا مشکل ہو جاتا ہے کہ آپ کو کس طرح کی کتاب پسند ہو گی۔ میری جان، مجھے یہ بات خوب معلوم ہے۔ آپ شاید کوئی ایسی چیز چاہیں گی جو شاعرانہ ہو، کوئی ایسی تصنیف آپ کو درکار ہو گی جو آہوں سے، پیار محبت سے بھری ہوئی ہو۔ غم مت کیجئے، میں آپ کے لئے اسے کہیں نہ کہیں سے پیدا کر لوں گا۔ ان لوگوں کے پاس ایک نوٹ بک یا بیاض ایسی ہے جس پر شعر نقل کئے گئے ہیں۔

میرا معاملہ یہ ہے کہ میں بالکل خیریت سے ہوں۔ آپ مہربانی کرکے ذرا بھی میری فکر نہ کیجئے گا۔ اور فیدورا جو کچھ کہے اسے خاطر میں نہ لائیے گا۔ اس سے کہہ دیجئے کہ وہ تو پرانی گپی ہے۔ آپ اس سے ایسے ہی کہہ دیجئے گا، دیکھئے! میں نے اپنی نئی وردی نہیں بیچی ہے۔ اور بیچوں ہی کیوں آخر؟ کس غرض سے وردی بیچی جائے گی؟ میں نے خبر سنی ہے کہ تنخواہ

کے علاوہ ابھی اور چالیس روبل انعام کے مجھ کو ملنے والے ھیں — جب یہ بات ہے کہ اور روبل ملنے والا ہے تو میں پھر کیوں اپنی وردی بیچنے لگا — تو میری پیاری، آپ فکر نہ کیجئے — آپ تو جانتی ھیں کہ یہ فیدورا بڑی وھمی ہے، بڑی کہیں کی شکی طبیعت کی — اچھے خوشی کے دن آنے والے ھیں — ذرا اتنا ھو کہ آپ کو صحت ھو جائے میرے آسمانی نور — خدا کے واسطے، تندرستی بحال کر لیجئے — ایک بوڑھے کا دل نہ توڑئیے — یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ میں دبلا ھو گیا ھوں — بالکل غلط — یہ بھی ایک گپ رھی — فضول کی اڑائی ھوئی — میں تو اچھا خاصا ھوں اور اتنا تندرست ھو گیا ھوں، اتنا مضبوط ھو گیا ھوں کہ خود اپنے آپ سے شرم آتی ہے — یوں سمجھئے کہ — اے دیکھئے گلے گلے مزے میں ھوں — بس آپ کی فکر ہے کہ آپ تندرست ھو جائیں — اچھا، خدا حافظ، رخصت، میرے پیار بھرے فرشتے — میں آپ کی ننھی نازک انگلیوں کو چومتا ھوں میں، جو سدا رہے گا

آپ کا فرماں بردار اور پائدار دوست

ماکار دےوشکن

نوٹ: میری جان، یہ آپ پھر سے کیا لکھنے لگی ہیں؟ ذرا سوچو، بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں اس طرح بار بار آپ سے ملنے کیسے آسکتا ہوں؟ بھلا مجھ سے کیسے یہ ہوگا؟ ایسی بات کیوں کر ممکن ہے میری ذات سے؟ میرا آپ کے ہاں آنا ہو سکتا تو ایک ہی حالت میں ہو سکتا ہے کہ رات کا اندھیرا اس پر اپنا پردہ ڈال دے۔ اب دیکھو کہ موسم ایسا ہے جس میں رات کا اندھیرا تو قریب قریب ہوتا ہی نہیں ہے۔ جب آپ اتنی بیمار تھیں اور آپ کا بیماری نے یہ حال کر دیا تھا کہ دماغ کام نہیں کرتا تھا تب تو میں ہر وقت آپ کی پٹی سے لگا بیٹھا رہا۔ کوئی وقت ہوگا مشکل سے، جب میں آپ کے بستر کے نزدیک نہ رہا ہوں گا۔ یہ میں کیسے کرسکا۔ اس کا سمجھنا خود میرے لئے مشکل ہے۔ مگر جب اس کا چرچا ہونے لگا اور باتیں پھیلنے لگیں تو میں نے آنا جانا بند کر دیا۔ پھر بھی زبانیں ہیں کہ قینچی کی طرح چل رہی ہیں۔ تھریسا کی ذات سے تو مجھے امید ہے کہ اس نے اپنی زبان سے کچھ نہ کہا ہوگا۔ وہ باتیں نہیں بناتی ہے۔ لیکن اب آپ ہی ذرا سوچئے کہ کیا ہوگا جو ہمارے بارے میں اور باتیں پھیلیں گی۔ لوگ کیا سوچیں گے۔ کیسی چہ می گوئیاں ہوں گی۔ ذرا صبر و ضبط سے کام لیجئے۔ میری

پیاری، جب تک کہ آپ تندرست ہو جائیں — تب پھر ہم دیکھیں گے اور ایسا کریں گے کہ کہیں نہ کہیں ملاقات کی سبیل رہے گی —

۱ جون

میرے مہربان محسن ماکار الیکسئی وچ،

میرا اتنا جی چاہتا ہے کہ آپ کی خاطر کچھ نہ کچھ ایسا کروں جو آپ کو پسند آئے، جس سے آپ کی خوشنودی کا سامان ہو اس واسطے کہ آپ نے میرے ساتھ بہت شفقت اور محبت کا برتاؤ کیا ہے— بالاخر کیا فیصلہ کیا میں نے کہ درازیں الٹیں پلٹیں اور ان میں سے اپنی بیاض کھوج کر نکالی — سو یہ ہے وہ بیاض جو میں آپ کو بھیج رہی ہوں — میں نے اسے اپنے خوشی چین کے دنوں لکھنا شروع کیا تھا اور تھوڑے تھوڑے وقفے سے برابر اس میں لکھتی رہی ہوں — آپ نے اکثر مجھ سے بیتی ہوئی زندگی کے بارے میں سوال کئے ہیں — مثلاً یہ کہ میری ماں کے متعلق، پوکروفسکی کے متعلق اور آنا فیودروونا کے ساتھ میرا معاملہ کیا تھا، اس کے بارے میں اور بالاخر مجھ پر جو حال میں مصیبتیں پڑیں ان کے بارے میں آپ جاننا چاہتے تھے — آپ اس بیاض کو پڑھنے

کے لئے بہت بے تاب تھے، جس میں خدا جانے کیوں، جب بھی مجھے ذرا فرصت ملی، میں نے اپنی گزری ہوئی زندگی کے الگ الگ منظر ایک جگہ کر دئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو ان کے پڑھنے میں بڑا مزا آئے گا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے، میں اسے اٹھا کر پڑھتی ہوں تو دل بھر آتا ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ جب میں نے اس بیاض میں آخری سطریں لکھی تھیں اس وقت سے اب تک دو گنی عمر کی ہو گئی ہوں، بوڑھیا گئی ہوں۔ یہ ساری تحریریں ایک ساتھ نہیں بلکہ مختلف اوقات میں لکھی گئی ہیں۔ اچھا تو ماکار الیکسئی‌وچ، خدا حافظ۔ اس وقت میرا دل بہت بری طرح اداس ہے اور بے خوابی اکثر مجھے اذیت پہنچاتی ہے۔ بیماری سے اٹھنے کے بعد صحت اور قوت حاصل کرنے کے یہ دن کیسے بھاری کٹ رہے ہیں۔

و۔ د۔

۱

میری عمر صرف چودہ برس کی تھی جب میرے باپ کا انتقال ہوا۔ میرا بچپن زندگی میں بڑے عیش‌آرام کا زمانہ تھا۔ یہاں نہیں، یہاں سے بہت دور ایک مقام پر جہاں ہم رہتے تھے۔ یہ دن گزرے ہیں۔ راجکمار

''پ،، کی اسٹیٹ میں میرے باپ مختارعام تھے۔ یہ جگہ ''ت،، کے تعلقے (گبرنیا) میں تھی۔ اسٹیٹ کے ایک گاؤں میں ہم لوگ بڑے خوش‌خرم رہتے تھے، کوئی غم نہ تھا، ہر طرح کی بے فکری تھی، کسی کی ہم پر نظر نہ تھی... میں بڑی شریر لڑکی تھی۔ باغوں میں اچھال‌چھکا پھرا کرتی تھی، جنگل میں، سبزہ‌زار میں ادھر ادھر دوڑتی پھرتی تھی۔ کوئی مجھے روکتا ٹوکتا نہ تھا۔ میرے باپ ہمیشہ اسٹیٹ کے قصوں‌قضیوں میں گھرے رہتے تھے۔ اور ماں کو گھر کے کام دھندوں سے فرصت نہ تھی۔ پھر مجھے کون روکتا۔ میرے جو جی میں آتا کرتی۔ مجھے پڑھایا لکھایا بھی نہیں گیا۔ میں اس سے اور بھی خوش تھی۔ صبح سویرا ہوتے ہی سیدھی تالاب کی طرف بھاگتی، کبھی باغوں اور سبزہ زاروں میں، کبھی بھوسا پھٹکنے والوں کی طرف اور کبھی فصل کاٹنے والوں کی جانب۔ کچھ پروا نہ تھی کہ دھوپ میں تپی جا رہی ہوں یا گھر سے کتنی دور نکل آئی ہوں۔ نہ اس کی فکر تھی کہ جھاڑجھنکاڑ میں گھسنے پھرنے سے میرے ہاتھ پاؤں چھلے جا رہے ہیں یا کپڑوں کی دھجیاں اڑی جا رہی ہیں۔ اور جب گھر پہنچوں گی تو میرا یہ سر جھاڑ، منھ پھاڑ حلیہ دیکھ کر ڈانٹ پڑے گی، اس کی بھی پروا نہ تھی۔

مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ میں خوش رہتی اگر اسی گاؤں میں ساری زندگی گزارنے کو ملتی لیکن حکم کچھ اور تھا — اس گاؤں سے اس ایک جگہ سے اگر کہیں اور روانہ نہ ہوتے تو کیا اچھا ہوتا مگر ابھی میں بارہ برس کی بچی تھی کہ ہمارے گھر والے پیٹرسبرگ کو روانہ ہو گئے — جب مجھے یاد آتا ہے تو سینے پر سانپ لوٹتا ہے کہ سفر کے لئے ہم نے سامان کیسے باندھا، میں کیسی بلک بلک کر روئی ہوں — جب اپنی پیاری چیزوں سے سدھارنے لگی تو اپنے ابا کی گردن میں باہیں ڈال کر کیسے ضد کرتی تھی کہ کہیں نہ جائیے اور کچھ عرصے یہیں رہئے — میرے ابا میرے ضد کرنے سے تنگ آگئے اور ڈانٹنے لگے — میری اماں رو پڑیں اور انہوں نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا، بیٹا، ہمیں جانا ہی ہوگا کیونکہ تمہارے ابا کے کام کی مجبوری ہے — واقعہ یہ تھا کہ بڑے راجکمار کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کے وارثوں نے میرے باپ کو نوکری سے الگ کر دیا تھا — میرے باپ اپنی مختاری کے زمانے میں کچھ روپیہ بعض آدمیوں کے کاروبار میں لگا چکے تھے اور ان کا خیال تھا کہ راجدھانی پیٹرسبرگ میں رہ کر کام کی دیکھ بھال کر سکیں گے اور گھربار کے حالات سدھار سکیں گے — اماں نے مجھے اس کے بہت بعد یہ

سب بتایا اور سمجھایا — جب ہم اس بڑے شہر میں آ گئے تو پیٹرسبرگ ستورونا کے ایک مکان میں بس گئے — اور وہیں رہے یہاں تک کہ میرے باپ کا انتقال ہو گیا —

نئی زندگی سے مانوس ہونا میرے لئے کس قدر مشکل تھا — خزاں کے موسم میں ہم شہر پہنچے تھے مگر جب ہم اپنے گاؤں سے نکلے ہیں تو وہ دن کھلا ہوا تھا، ہر طرف دھوپ بھری ہوئی تھی، ایسا روشن، ایسا خوشگوار دن — کھیت کٹ چکے تھے — اناج پھٹکنے کے چبوتروں پر اناج کے ڈھیر لگے ہوئے تھے — اور سروں پر چڑیاں چہچہاتی اور فراٹے بھرتی پھر رہی تھیں — ہر چیز جیسے دیکھو زندگی، روشنی اور خوشی سے بھرپور تھی — اور جب ہم وہاں سے نکل کر شہر میں پہنچے ہیں تو کیا دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے — اور بجھے بجھے سے آسمان کے نیچے فضا سردی سے ٹھٹھری ہوئی تھی اور خزاں کی کیچڑ پھیلی ہوئی تھی — ان جانی صورتیں، اجنبی چہرے، جن کو تواضع یا مدارات سے کوئی واسطہ نہ تھا — اور بےمروتی، بدخلقی ان سے ٹپکتی تھی — مجھے یاد ہے کہ بہرحال بڑی ہوحق کے بعد اور وہ جو گھر گرہستی لگانے کی مصیبت ہوتی ہے اس سے گزرنے کے بعد ہم اس نئے مکان میں بس گئے — ابا اکثر و بیشتر گھر سے باہر ہی رہتے تھے اور اماں بھی

همیشہ کام دھندوں میں لگی رہتی تھیں ۔ میری طرف سے سب بے فکر تھے، کسی کو میرا دھیان نہ تھا ۔ یہاں پہنچنے کے بعد جو پہلی صبح ہوئی ہے تو کیسی افسردہ غمزدہ صبح تھی ۔ ہمارے مکان کی کھڑکیاں ایک پیلے جنگلے کی طرف کھلتی تھیں جس کے نیچے گلی میں مستقل کیچڑ بھری رہتی تھی کہ سوکھنے میں نہ آتی تھی ۔ اس طرف بہت کم راہ گیر گزرتے تھے اور جو گزرتے تھے وہ بھی کوٹوں میں خوب لپٹے لپٹائے کہ کہیں ہوا نہ لگ جائے ۔

ہمارے گھر کی فضا میں بھی اداسی اور افسردگی بسی ہوئی تھی ۔ شاید ہی کبھی کوئی رشتہ دار یا میل ملاقاتی ہمارے یہاں آتا ہوگا ۔ میرے ابا کی آنتا فیودرو ونا سے بول چال بالکل بند تھی (ان پر ابا کا کچھ روپیہ واجب تھا) ۔ ہمارے یہاں جن لوگوں کا آنا جانا تھا وہ میرے ابا کے کاروباری شریک تھے، جو بات بات پر جھگڑتے، الجھتے، بحثا بحثی کرتے اور شور مچاتے تھے ۔ یہ لوگ جب آکے چلے جاتے تو میرے ابا کا چہرہ اترا ہوا ہوتا، وہ کھرے اور چڑچڑے ہو جاتے تھے اور بگڑے ہوئے موڈ میں کمرے کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پورے پورے گھنٹے ٹہلتے رہتے تھے ۔ ایسے وقت اماں بھی ان سے بالکل بات کرنے کی

تاب نہ رکھتی تھیں اور میں تو چوھیا کی طرح دم سادھے ہوئے کسی کونے میں دبک جاتی تھی کتاب ھاتھہ میں لئے ہوئے۔

پیٹرسبرگ پہنچنے کے ۳ مہینے بعد مجھے ایک بورڈنگ اسکول بھیج دیا گیا اور وھاں سارے کے سارے اجنبیوں کے درمیان میرا وقت کس مصیبت سے کٹا ہے۔ جسے دیکھو وھی بےمروتی اور بدسلوکی پر تلا ھوا تھا۔ استانیاں ھیں کہ ھر وقت چیخ چلا رھی ھیں، لڑکیاں مجھہ پر جملہ‌بازی کر رھی ھیں، فقرے کس رھی ھیں اور میں ایسی الگ تھلگ کہ خود کو سنبھال نہیں پاتی تھی۔ یہاں ھر بات میں سختی اور پابندی تھی۔ ھر چیز کے گھنٹے مقرر تھے۔ سب کے ایک ساتھہ کھانے کا انتظام۔ استانیاں ایسی کہ ان سے دم الٹے۔ ان سب چیزوں کو دیکھہ دیکھہ کر میرا دل بیٹھا جاتا تھا اور جان جلی جاتی تھی۔ پہلے تو میری آنکھہ ھی نہیں لگی بلکہ ساری رات آنکھوں سے آنسو ٹپکاتی رھی۔ کیسی ذلیل بےھودہ راتیں تھیں جو کسی طرح ختم ھونے میں نہیں آتی تھیں۔ ھم لوگ شام کو اپنا سبق تیار کرنے بیٹھتے تھے اور میں فعل، مصدر، جملہ پر آنکھیں جھکاتی تھی اور اپنی جگہ سے جنبش کرتے ھوئے بھی ڈر لگتا تھا، عین اس وقت میرے خیالات اپنے گھر

کی طرف پرواز کرتے تھے، خیال کی دنیا میں ابا اور اماں اور میری انا نظر آتی، ان کہانیوں کا خیال بندھتا جو انا مجھے سنایا کرتی تھی اور دل ایسا ڈوبنے لگتا کہ سنبھالے نہ سنبھلتا ــ کیسا مزا آتا تھا گھر کی ذرا ذرا سی باتوں کا تصور کرنے میں بھی کہ کہوں تو کہنا مشکل ہے ــ اور یہ تمنا کرتے رہنے میں کیا لطف آتا کہ کاش میں وہاں اپنے گھر کے چھوٹے سے کمرے میں بیٹھی ہوتی، سماور سے بھاپ اٹھہ رہی ہوتی، ہر طرف جانی پہچانی صورتیں ہوتیں اور ہر چیز ایسی خوشگوار دھند میں لپٹی ہوئی، آرام دہ اور گرما گرم ہوتی ــ کیا میں اپنی اماں سے نہ لپٹ جاتی ــ میں تو ان کے گلے میں باہیں ڈال دیتی، چمٹ جاتی ــ جب میں یہ سب تصور باندھا کرتی تھی تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپاٹپ گرنے لگتے اور سبق ان میں دھندلا جاتے تھے ــ ساری رات مجھے اپنی استانی، بڑی استانی اور لڑکیوں کے خواب دکھائی دیتے اور ایسا خیال آتا جیسے میں اپنے سبق رٹ رہی ہوں اور ان پر نظریں گاڑے ہوئے ہوں لیکن صبح کو جب آنکھہ کھلتی تو سبق ویسے کے ویسے ہی کورے ہوتے ــ اس پر سزا ملتی اور مجھے مرغا بنا دیا جاتا ــ دن کے کھانے پر صرف روکھا سوکھا ایک کھانا دیا جاتا ــ ہمیشہ میں رنجیدہ رہتی ــ شروع میں

تو لڑکیاں مجھ پر ہنسا کرتی تھیں، مجھے تنگ کیا کرتی تھیں اور جب میں استانی کے سوال کا جواب دینے کھڑی ہوتی تو مجھے بے بس کر دیا کرتی تھیں — جب ہم لڑکیاں جوڑی مل کر کھانا کھانے یا چائے پینے چلتے تو لڑکیاں میرے چٹکیاں بھرا کرتی تھیں اور ذرا سی بات پر بڑی استانی سے الٹی میری شکایتیں کر دیا کرتی تھیں — یہ سب دکھ بھرتی تھی لیکن جب سنیچر کی شام کو میری انا مجھے لینے آتی تو کیسا مزا آتا تھا — وہ آتی تو میں اس سے لپٹ جاتی، اسے جی بھر کے پیار کرتی، وہ مجھے خوب کپڑوں میں لپیٹتی اور ہم دونوں بورڈنگ ہاؤس سے چل پڑتے — جب ہم گھر کی طرف روانہ ہوتے تھے تو انا مشکل سے میرے ساتھ چل پاتی تھی، میں اس سے باربار آگے نکل جاتی — راستے بھر کبھی میں ایک چیز کے بارے میں، کبھی دوسری کے بارے میں چٹرپٹر اس سے باتیں بنایا کرتی اور جب گھر آجاتا تو میں بہت خوش خوش ہنستی کھیلتی گھر میں داخل ہوتی اور ہر ایک سے لپٹ کر خوب پیار کرتی جیسے دس برس گھر سے باہر رہی ہوں — پھر کیا کیا ہنگامہ نہیں مچتا تھا گھر میں، باتوں پر باتیں ہو رہی ہیں، کہانیاں سنائی جارہی ہیں — ہر ایک کو میں سلام کرنے دوڑتی تھی زور زور سے ہنستی تھی،

چیخ کر بات کرتی تھی، فراٹے بھرتی پھرتی تھی — پھر اس کے بعد بڑے جوش کے ساتھہ ابا سے میں باتیں کرتی کہ اسکول میں سبق کیسے چل رہے ھیں — استانیاں کیسی ھیں، فرانسیسی زبان کیا ھوتی ھے، لوموندے کی گرامر کیا ھے، ھر شخص میری باتوں سے خوش ھوتا تھا، ھر آدمی لطف لیتا تھا — جب مجھے یہ باتیں اب بھی کبھی یاد آ جاتی ھیں تو ان پر ھنسی آتی ھے — اپنے ابا کی خوشنودی کو میں نے پورا زور لگایا کہ اپنے سبق یاد کروں — مجھے ایسا لگا کہ وہ میری پڑھائی پر اپنی کمائی کا ایک ایک پیسہ لگائے دے رھے تھے اور خدا جانے کیسے بسر کر رھے تھے — روز بہ روز ان پر اداسی چھاتی جا رھی تھی — ان میں بےچینی، پریشانی اور چڑچڑاپن بڑھتا جاتا تھا — اب ان کا مزاج بگڑ گیا تھا — ان کے کام بھی بگڑتے چلے جا رھے تھے اور وہ بری طرح قرضوں میں پھنس چکے تھے — اماں بالکل دم بخود تھیں — ان سے نہ رویا جاتا تھا نہ زبان ھلائی جاتی تھی کیونکہ ابا بات بات پر برھم ھوجاتے تھے — چنانچہ میری اماں بیمار رھنے لگیں، دبلی کمزور ھوتی چلی گئیں اور انھیں بری کھانسی لگ گئی — جب میں اسکول سے گھر آتی تو دیکھتی کہ سب کے چہرے اترے ھوئے ھیں — باپ غصے میں بھرے ھوئے ھیں،

ماں کی آنکھیں چپکے چپکے رونے سے سوجی ہوئی اور لال انگارہ ہو رہی ہیں — ہر طرف سے ملامت بھری باتیں ہوتیں اور نا گوار لفظ سننے میں آتے — ابا شکایت کے لہجے میں کہتے کہ مجھ سے انہیں کوئی راحت نہیں ملتی — آرام اور تسلی کی کوئی صورت نہیں نظر آتی — انہوں نے تو اپنی طرف سے آخری پائی بھی میری تعلیم پر لگا دی اور میں ہوں کہ ابھی تک فرانسیسی بولنا بھی نہیں سیکھا — غرض یہ کہ تمام ناکامیوں، بدنصیبیوں پر، سارے کاموں کے بگاڑ پر مجھے اور میری اماں کو الزام سننے پڑتے تھے — ابا کو بھی ترس نہ آتا تھا بچاری اماں کا دل دکھاتے — جب میں اپنی اماں کو دیکھتی تو نظر پڑتے ہی دل ٹوٹنے لگتا — ان کے گال بیٹھ گئے تھے، آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے اور سوکھ کر بالکل کانٹا ہوگئی تھیں — چہرے پر خون کا پتہ نہ تھا — اس سے بڑھ کر مصیبت مجھ پر ٹوٹتی تھی — کسی نہ کسی چھوٹی سی معمولی بات پر بات کھڑی ہوتی اور پھر خدا جانے کہاں سے کہاں پہنچ جاتی — اکثر میں یہ بھی بھول جاتی تھی کہ سارے فساد کی جڑ کہاں ہے اور کس بات سے یہ سب قصہ کھڑا ہوا — میرے خلاف ہر طرح کے الزام لگ جاتے — فرانسیسی زبان میں بالکل کمزور ہوں، نہایت

غبی اور کند ذہن لڑکی ہوں — بڑی استانی بڑی احمق ہے، اسے اپنی ذمہ داریوں کی بالکل پروا نہیں ہے، اور اس کا ذرا بھی خیال نہیں کہ بچوں کے اخلاق بگڑے جا رہے ہیں کہ میرے ابا کو ابھی تک کہیں کام نہیں مل سکا — اور یہ کہ لوموندے کی گرامر بالکل فضول ہے، یہ تو زاپولسکی کی گرامر سے بھی گئی گزری ہے — اور یہ کہ مجھ پر بہت روپیہ بہایا جا چکا ہے مگر میں بہت بےدرد اور بےحس ہوں — ایک لفظ میں یہ کہ چاہے کتنے ہی زور سے، محنت سے میں فرانسیسی کی قواعد، افعال و مصادر یاد کرتی تھی لیکن پھر بھی ہر ایک چیز کا الزام مجھی پر آتا تھا — یہ بات نہیں کہ ابا مجھ سے محبت نہیں کرتے تھے، وہ پیار تو بہت کرتے تھے، مگر اماں اور مجھ پر دل کی بھڑاس نکالتے تھے — ان کا مزاج کچھ ایسا ہی تھا —

اپنی فکروں اور ناکامیوں سے تنگ آ کر ابا کے مزاج میں بے نیازی آ گئی اور وہ کسی چیز کا یقین نہ کرتے، شکی ہو گئے تھے — اکثر ان کی حالت یہ رہتی تھی کہ غموں سے نڈھال ہوکر گرپڑیں گے اور آخر انہوں نے اپنی صحت کی طرف سے لاپروائی برتنی شروع کر دی — ایک بار سردی کھا گئے اور تھوڑے دن بیماری کی تکلیف سہہ کر دنیا سے چل بسے — وہ ایسے آناً فاناً دنیا سے

سدھارے کہ کچھ دن تو ہم سکتے میں رہے۔ دل کو یقین ہی نہ آتا تھا کہ وہ ہم سے دور جا چکے ہیں۔ اماں کو غش پر غش آنے لگے اور میں سہم گئی کہ خدا خیر کرے۔ ابھی ابا کو مرے ہوئے زیادہ دن نہ گزرے ہوں گے کہ ہر طرف سے ان کے قرض خواہ ابل پڑے اور ہم پر چاروں طرف سے یلغار ہونے لگی۔ ہمارے پاس جو کچھ اثاثہ تھا وہ اس میں نکل گیا۔ وہ ایک چھوٹا سا مکان، جو ابا نے پیٹرسبرگ آنے کے کوئی چھ مہینے بعد پیٹرسبرگ ستوروتا میں خریدا تھا، وہ بھی بیچنا پڑا۔ مجھے نہیں معلوم کہ آخر حساب کیسے چکایا گیا مگر حساب چکانے میں ہماری اپنی حالت یہ ہو گئی کہ نہ رہنے کو گھر، نہ سر چھپانے کو کوئی ٹھکانا اور نہ گزر بسر کا کوئی ذریعہ۔ اماں بہت خطرناک اور تکلیف دہ بیماری میں گھلی جارہی تھیں۔ ہمیں روٹیوں کے ٹوٹے ہو گئے تھے۔ نہ ایسا کوئی سہارا تھا جس سے خرچ چل سکے اور نہ آئندہ کو کوئی امید نظر آتی تھی۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ میری عمر صرف چودہ برس کی تھی۔ پہلی بار تب ہی آننا فیودرووونا ہم سے ملنے آئی تھیں۔ انہوں نے برابر اسی پر اصرار کیا کہ وہ کوئی جائداد والی ہیں اور ہماری رشتہ دار بھی۔ اماں بھی کہتی تھیں کہ ہاں، ہیں تو یہ ہماری

رشتہ‌دار لیکن بہت ہی دور کا کوئی رشتہ ہے — جب تک ابا زندہ رہے وہ ہم سے ملنے کبھی نہ آئی تھیں اور اب ان کے مرنے کےبعد آئیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے — انھوں نے ابا کے مرنے پر اور جو مصیبتیں ہم پر پڑی تھیں ان پر بہت غم وافسوس کیا لیکن ساتھہ ساتھہ یہ بھی کہا کہ سب قصور ابا کا ہی تھا — وہ چادر سے زیادہ پاؤں پھیلاتے تھے، انھوں نے آمدنی سے خرچ بڑھا رکھا تھا، بہت اونچا اڑتے تھے اور اپنے آپ کو بہت کچھہ سمجھتے تھے —

آننا فیودرو‌ونا نے کہا کہ وہ ھمارے ساتھہ برادرانہ سلوک کرنا چاھتی ھیں اور یہ بھی کہا کہ خیر جو کچھہ ھونا تھا ھو چکا اسے بھول جاؤ — جب اماں نے ان سے کہا کہ میرے دل میں تو آپ کی طرف سے کبھی کوئی کینہ نہیں رھا تو وہ یہ سن کر رو پڑی تھیں — پھر وہ میری اماں کو گرجا گھر لے گئیں، وھاں انھوں نے ابا مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے فاتحہ درود (وہ میرے ابا کو کبوتر کہتی تھیں) کرایا اور اس طرح ھمارا ان کا پھر سے ملاپ ھو گیا —

بہت کچھہ ادھر ادھر کی باتیں ھوتی رھیں جن میں آننا فیودرو‌ونا یہ جتاتی رھیں کہ ھمارے حالات ابتر ھیں، ھم بے کس، بےبس اور تنہا ھیں اور آگے کا کوئی

سہارا نہیں، ایسی حالت میں اچھا رہے گا اگر ہم لوگ ان کے معمولی جھونپڑے میں اٹھہ جائیں — وہ اپنے گھر کو انکساری سے معمولی جھونپڑا کہتی تھیں — اماں نے ان کا شکریہ تو ادا کیا لیکن دیر تک فیصلہ نہ کرسکیں کہ ان کے گھر میں منتقل ہوں یا نہ ہوں — مگر اور اس کے سوا چارہ بھی کیا تھا — یہ نہ کرتے تو کیا کرتے آخر، اسی لئے مجبوراً اماں نے ان سے کہہ ہی دیا کہ اچھا، آپ کا بہت شکریہ — ہم آپ کے گھر میں آرہیں گے — مجھے وہ صبح آج تک ذرا ذرا یاد ہے جب ہم پیٹرسبرگ ستوروونا سے گھر چھوڑ کر واسیلئےفسکی اوستروف میں پہنچے ہیں — وہ موسم خزاں کی ایک صاف کھلی ہوئی اور خشک مگر یخ بستہ صبح تھی — اماں میری روتی جا رہی تھیں اور میں بھی غم‌زدہ تھی — میرا دل کسی ان جانے اندیشے کے بوجھہ تلے ڈوبا جا رہا تھا... یہ وقت بہت بھاری تھا . . . .

. . . .

۲

آننا فیودرووونا کے یہاں شروع میں زندگی عجیب نامانوس اور خوف‌ناک لگتی تھی جب تک کہ ہم اس گھر کے عادی نہ ہو گئے — ان کا مکان ذاتی تھا اور

چھٹی لائن میں واقع تھا - پانچ کمرے تھے اس مکان میں رہنے کے - ان میں سے تین کمروں میں خود آنتا فیودرووونا اور میری رشتے کی بہن ساشا یہ دونوں رہتی تھیں - ساشا یتیم تھی اسے آنتا فیودرووونا نے گود لے لیا تھا - چوتھا کمرہ میری اماں کو اور مجھے رہنے کے لئے دے دیا گیا - پانچویں کمرے کو کسی غریب طالب علم ہوکروفسکی کے نام کرائے پر چڑھا دیا گیا - آنتا فیودرووونا دیکھنے میں جتنی کھاتی پیتی خاتون معلوم ہوتی تھیں اس سے زیادہ دولت مند اور جوش حال تھیں - لیکن ان کی آمدنی کے راستے ویسے ہی پراسرار تھے جیسے ان کے طور طریق - وہ کبھی نچلی نہیں بیٹھتی تھیں - ہر وقت مصروف اور کسی نہ کسی کام سے لگی ہوئی - دن میں کئی بار گھر سے باہر جایا کرتی تھیں - لیکن یہ بات میرے وہم وقیاس سے باہر تھی کہ آخر وہ کونسا کام ہو سکتا ہے جس میں وہ جٹی رہتی ہیں - ان کے کئی ملنےوالے، بھانت بھانت کے ملنے والے، ہر وقت ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا - یہ کون لوگ تھے، خدا جانے - ہمیشہ کسی نہ کسی کام سے ان کے پاس آتے، منٹ دو منٹ کو ٹھیرتے اور الٹے پاؤں چلے جاتے - جب بھی دروازے کی گھنٹی بجتی اور کوئی آنےوالا ہوتا تو اماں ہمیشہ مجھے پکار

کر اپنے پاس بلا لیا کرتی تھیں۔ اس بات سے آنتا فیودرووونا بہت ناراض ہوتی تھیں۔ وہ بری طرح بنکارنے لگتیں اماں پر کہ تم کو اکڑ بہت ہے۔ اپنی حیثیت سے زیادہ خود کو سمجھتی ہو، بھلا تمہارے پاس کیا دھرا ہے جو اتنی اکڑ دکھاتی ہو۔ اسی طرح وہ گھنٹوں چلایا کرتی تھیں اور یہ جھاڑ بتانے کا سلسلہ ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ اس زمانے میں غور کرنے کے باوجود میں نہیں سمجھ پاتی تھی کہ میری اماں پر یہ ڈانٹ پھٹکار کیوں ہو رہی ہے۔ اب کہیں جا کر میں سمجھتی ہوں کہ آخر اماں آنتا فیودرووونا کے گھر اٹھ جانے سے کیوں کتراتی رہی تھیں۔ آنتا فیودرووونا بڑی بدمزاج عورت تھیں اور مسلسل ہم کو بہت تنگ کرتی تھیں۔ جب یہ بات تھی تو انہوں نے ہم کو اپنے ہاں رہنے کے لئے بلایا ہی کیوں، میں اب تک اس راز کو سمجھ نہیں پائی ہوں۔ شروع شروع جب ہم ان کے ہاں جا کر رہے تو وہ مہربانی سے، مروت سے پیش آئیں لیکن ایک عرصے بعد ان کی اصلی طبیعت کی قلعی کھلنے لگی۔ یہ کب؟ جب انہوں نے اچھی طرح ٹھونک بجا کر دیکھ لیا کہ ہاں ہم ماں بیٹی بالکل ہی بے بس ہیں اور واقعی کوئی اور ہمارا ٹھکانا نہیں ہے۔۔۔ بعد میں وہ پھر مجھ پر مہربان ہوتی گئیں اور یہاں

تک پہنچیں گویا میں ان کی چہیتی ہوں — یہ بعد کی بات ہے، شروع میں تو مجھے بھی اماں سے کچھ کم ان کی اذیت نہیں سہنی پڑی — باربار ہمیں جتاتی تھیں کہ وہ بڑی رحم‌دل اور سلوک کرنےوالی عورت ہیں — ان کی یہ باتیں ایسی تھیں گویا ان کے سوا اور کوئی بات ہی کرنے کو نہیں ہے — آنا فیودرووونا نے کئی اجنبی لوگوں سے ہمیں ملایا اور ہمارے بارے میں بتایا کہ یہ بےچارے بڑے ہی مصیبت‌زدہ غریب رشتہ‌دار ہیں جن کو انہوں نے اپنی مسیحی غریب‌نوازی کی وجہ سے ٹھکانا دے دیا ہے — جب ہم کھانا کھانے بیٹھتے تو وہ ایک ایک لقمے پر کڑی نظر رکھتی تھیں لیکن اگر ہم پیٹ بھرے بغیر میز سے اٹھنے لگتے تب بھی وہ ایک ہنگامہ کھڑا کردیتی تھیں، طعنے دئےجاتے کہ ہاں، تم تو بڑے تکلف‌پسند لوگ ہو، تمہیں میری میز کچھ جچتی ہی نہیں ہے — تم نے بھلا کونسی بڑی نعمتیں چکھی تھیں جو یہاں موجود نہیں ہیں؟ وہ غصے میں میرے ابا مرحوم کو ضرور برے لفظوں سے یاد کرتی تھیں کہ انہوں نے دوسروں سے ممتاز ہونے کی کوشش کی تھی نتیجہ یہ کہ ان کا انجام برا ہوا — ان کے کرتوتوں نے اپنے خاندان کا بھکاریوں کا سا حال کر دیا اور اگر ایک ہمدرد، خداترس اور نیک‌دل رشتہ‌دار موجود نہ ہوتا، یعنی آنا فیودرووونا

جیسی مسیحی طینت نہ ہوتی، تو آج نہ جانے ان لوگوں کو کہاں کہاں سڑکوں گلیوں کی خاک چھاننی پڑتی اور بھوکوں مرنا پڑتا — وہ کونسا طعنہ تھا جو یہ عورت اپنی زبان سے نہیں نکالتی تھی! ان کی باتیں ایسی تھیں کہ دکھ سے زیادہ ان پر غصہ آتا تھا — اماں بہت کڑھتی تھیں تو رو پڑتی تھیں اور ان کی تندرستی روز بہ‌روز گرتی چلی جا رہی تھی — صاف دیکھنے سے پتہ چلتا تھا کہ غموں سے گھلی‌جارہی ہیں — اس پر بھی ہم دونوں ماں بیٹیاں صبح سے رات گئے تک کام میں جٹے ہی رہتے تھے — زیادہ تر اجرت پر سلائی کا کام کرتے تھے ہم — اس بات سے بھی آنتا فیودرووِنا خفا ہوتی تھیں اور ہر دم کہتی تھیں، میرا گھر کوئی سلائی کے فیشنوں کی دوکان نہیں ہے — پھر بھی ہمیں اپنے کپڑے لتے کے خرچ نکالنے کے لئے اور اچانک ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کام کرنا ہی پڑتا تھا — ضروری تھا کہ خود ہماری جیب میں بھی کچھ نہ کچھ اپنا روپیہ پڑا رہے — اور اس کے علاوہ ہم اس لئے بھی محنت سے کام کرتے تھے کہ کچھ روپے کی بچت ہو جائے تو یہاں سے کہیں اور اٹھ جائیں — مگر میری اماں میں جو تھوڑا بہت دم رہ گیا تھا، محنت مشقت نے اسے بھی چوس لیا اور ان کی حالت برابر ابتر ہوتی چلی گئی — بیماری ان کی زندگی کو گھن کی طرح کھائے

جا رہی تھی اور انہیں قبر کے پاس لے جا رہی تھی — میں نے یہ سب کچھ دیکھا، سب کچھ محسوس کیا اور سب کچھ سہا، یہ سب ستم میری آنکھوں کے آگے گزرے۔

یوں ہی دن پر دن گزرتے چلے گئے — اور ہر دن ایک سا تھا — ہم چپ چاپ ایسے بسر کر رہے تھے جیسے شہر میں رہتے ہی نہ ہوں — آنا فیودرووونا بھی رفتہ رفتہ چیخنا چلانا کم کرتی گئیں کیونکہ انہیں خود ہی احساس ہوتا گیا کہ اب ہم پر کامل فتح حاصل ہوگئی ہے اور ہم ان کے بس میں پوری طرح آچکے ہیں — اب کسی کو یہ گمان بھی نہ ہو سکتا تھا کہ ان کی بات کاٹے — ہمارے اور ان کی رہائش کے کمروں میں برآمدے کا فاصلہ تھا — اور ہمارے برابر کا کمرہ پوکروفسکی کے پاس تھا -- یہ تو میں بتا ہی چکی ہوں — وہ ساشا کو فرانسیسی اور جرمن زبانیں پڑھاتا تھا، تاریخ اور جغرافیہ سکھاتا تھا، بلکہ جیسا کہ آنا فیودرووونا کا بیان تھا، تمام علوم میں ٹیوشن دیتا تھا اور اس کے عوض میں پوکروفسکی کو یہ رعایت حاصل تھی کہ وہ بغیر کچھ ادا کئے ہوئے وہاں رہتا اور وہیں کھانا کھاتا تھا — ساشا بہت سمجھدار لڑکی تھی اور یہ بھی ہے کہ وہ ایک نٹ کھٹ لڑکی تھی — بناؤ سنگار اور الللوں تللوں کا اسے بڑا شوق تھا —

اس وقت ساشا کی عمر ۱۳ برس ہوگی — اور ایک بار جب آننا فیودرووونا نے میری اماں سے کہا، اس میں کوئی ہرج نہیں اگر میں بھی ساشا کے ساتھ پوکروفسکی سے سبق لے لیا کروں، کیونکہ میری تعلیم اسکول میں ٹوٹ چکی ہے، تو اماں بڑی خوشی سے اس پر راضی ہو گئیں — میں بھی ساشا کے ساتھ ہوگئی اور سال بھر تک پوکروفسکی سے پڑھتی رہی —

پوکروفسکی غریب تھا، بہت ہی غریب نوجوان تھا — اس کی تندرستی ایسی نہ تھی کہ وہ کہیں باقاعدہ تعلیم پا سکتا مگر عادتاً اسے طالب علم کہا جاتا تھا — وہ بڑے سلیقے کی زندگی بسر کرتا تھا، شانتی سے، سکون سے اور ایسی خاموشی سے رہتا تھا کہ اس کے کمرے سے ہم نے کبھی اس کی آواز نہیں سنی — اس کا حلیہ بھی کچھ عجیب ہی سا تھا — ایسے کچھ بے ڈول طریقے سے چلتا تھا، سلام کو سر جھکانے میں ایسا انکسار برتتا تھا اور اس کی گفتگو میں ایسا کچھ عجوبہ پن تھا کہ پہلی بار تو میں اپنی ہنسی بھی ضبط نہ کر سکی — ساشا ہمیشہ اس کی درگتی بناتی، اس پر شرارتیں کرتی، خاص طور سے سبق کے دوران — بدقسمتی دیکھئے کہ پوکروفسکی کو غصہ بہت جلدی آتا تھا — ذرا سی کوئی بات مزاج کے خلاف ہوجائے، بس وہ برہم ہوجاتا،

وہ چیخ پڑتا، ڈانٹتا، شکایتیں کرتا اور اکثر سبق ختم کئے بغیر کمرہ چھوڑ کر چل دیتا — وہ کئی کئی دن تک اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا رہتا اور اپنی کتابوں پر نظریں جمائے رکھتا — کتابیں بھی اس کے پاس بہت کافی تھیں — اچھی خاصی نایاب اور قیمتی کتابیں — ادھر ادھر دوسروں کے ہاں ٹیوشن کرنے سے بھی اسے اوپر کی آمدنی ہو جایا کرتی تھی، مگر جہاں سے بھی روپیہ اس کے ہاتھ آتا وہ اس کی اور کتابیں خرید لاتا — جیسے جیسے اس کے بارے میں میری جان کاری بڑھتی گئی وہ ایک اچھا بھلا آدمی نکلا، اب تک جتنے مردوں سے میں واقف ہوں ان سب سے اچھا تھا یہ پوکروفسکی — اماں اس کو بڑی قدر کی نظر سے دیکھتی تھیں اور ہوتے ہوتے یہ ہوا کہ اماں کے بعد دوسرے نمبر پر سب سے قریبی دوست میرا وہی ہو گیا —

شروع میں تو میں بھی اس پر شرارتیں کرتی تھیں، اگرچہ خاصی سیانی ہو گئی تھی پھر بھی اسے ستانے میں مزا لیتی تھی — گھنٹوں ساشا اور میں، ہم دونوں نئی نئی ترکیبیں سوچا کرتے کہ اسے کیونکر ستایا جائے، کیسے چڑایا جائے — جب پوکروفسکی کو غصہ آتا اور وہ آپے سے باہر ہونے لگتا تو ایسا بے ہودہ معلوم ہوتا تھا اور ہم کو اس قدر لطف آتا تھا کہ میں کیا کہوں —

(مجھے اب بھی اس کا خیال آتا ھے تو بڑی شرم دامن گیر هوتی ھے) — ایک بار جب هم نے اسے اتنا چڑایا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرآئے تو میں نے اس کی زبان سے یہ لفظ سنے ''اف کیسے ظالم بچے هیں!،، یہ سننا تھا کہ مجھہ میں فوراً ایک تبدیلی آگئی — اس بات پر بڑی ندامت هوئی کہ اسے ستایا کیوں اور مجھے اس آدمی کا درد محسوس هوا — بری طرح جھینپ کر تمتمائے هوئے چہرے اور قریب قریب آنکھوں میں آنسو لئے هوئے اس سے میں نے کہا کہ آپ ٹال جائیے اور هماری بچکانہ احمقانہ شرارتوں سے ناراض نہ هوجئیے — لیکن اس نے کتاب بند کر دی اور پڑھائے بغیر اس کمرے سے نکل گیا — سارے دن مجھہ پر پچھتاوا طاری رها اور اسی کے ساتھہ میں یہ سوچتی رهی کہ دیکھو، هم بچوں نے کیا بےهودگی کی کہ اس کی آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے — کیا هم یہ سمجھتے تھے کہ وہ شرارت سے تنگ آکے رو پڑےگا؟ کیا هم یہ چاهتے تھے کہ وہ رودے؟ نہیں — مگر هم نے، هم دو بچوں نے اس غریب دکھیا کو ایسا ستایا کہ اس کی آنکھوں میں ستم‌رسیدہ زندگی تازہ هو گئی — اس رات میں بالکل نہ سو سکی — مجھے ایسا افسوس هو رها تھا رہ رہ کے — اور اپنی حرکت پر اس قدر پچھتاوا اور اس درجہ ندامت تھی — کہتے هیں کہ پچھتاوا اور افسوس کرنے سے دل

کا بوجھہ ھلکا ھوجاتا ھے— یہ بات کتنی غلط ھے— اب یہ ھوا کہ افسوس اور دکھہ کے احساس میں خودی کا فریب بھی شامل ھوگیا، میں اب یہ نہیں چاھتی تھی کہ وہ مجھے بچہ سمجھے، میری عمر اس وقت پندرہ برس کی ھوگئی تھی—

اس دن سے میرے تصور نے بہت دکھہ سہے اور ھزاروں تدبیریں میں نے سوچیں کہ کس طرح پوکروفسکی کی رائے اپنے بارے میں بدلوا دوں— مگر میں ایک شرمیلی اور دبو لڑکی تھی اور میرا دماغ سوائے مبہم خیالوں کے کسی بات پر ٹھیرنے نہیں پاتا تھا— (کیسے کیسے خواب‌وخیال مجھے آتے تھے!) مجھہ سے اگر کچھہ بن پڑتا تھا تو یہی کہ ساشا کی طرف سے جو شرارتیں کی جائیں ان سے خود کو بےتعلق کرلوں— چنانچہ پوکروفسکی نے ھم سے ناراض ھونا چھوڑ دیا مگر میرے لئے، میرے احساس خودی کے لئے صرف اس قدر کافی نہ تھا—

اب یہاں چند لفظ میں اس شخص کے بارے میں کہنا چاھتی ھوں کہ اب تک جتنے لوگوں سے میں ملی ھوں ان میں وہ سب سے عجیب، دل‌چسپ اور قابل رحم تھا— اب اس مقام پر اس کا ذکر کروں گی کیونکہ اب تک تو میں نے اس کی طرف کوئی توجہ ھی نہ کی تھی، البتہ توجہ شروع ھوئی اس دن سے جب پوکروفسکی کے

تعلق سے تمام باتیں اچانک میری گہری دل‌چسپی کا مرکز بن گئیں۔

ہمارے یہاں گھر میں وقتاً فوقتاً ایک بوڑھا آدمی آیا کرتا تھا، چھوٹے سے جثے کا، جس کے کپڑے بے تکے، میلے کچیلے ہوتے تھے۔ بال سفید ہوچکے تھے، طور طریق میں بھدا پن تھا، ایک لفظ میں یہ کہ وہ اس قدر عجوبہ تھا کہ کچھ کہنے کو نہیں۔ اس پر پہلی نظر ڈالتے ہی یہ خیال آسکتا تھا کہ وہ کسی نہ کسی چیز سے ہمیشہ جھجکتا اور آپ ہی آپ شرماتا رہتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ سکڑا سمٹا رہتا تھا۔ اضطرابی کیفیت طاری رہتی تھی اور چلنے پھرنے میں ایسا انمل بے جوڑپن تھا کہ اسے دیکھ کر یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوتا کہ اس کے حواس اپنی جگہ پر نہیں ہیں۔ جب وہ آتا تو شیشے کے دروازے کے باہر کھڑا ہو جاتا۔ اسے اندر آتے ہوئے ڈر لگتا تھا۔ اور جب کوئی وہاں سے گزرنے لگتا، جیسے میں ہوئی، ساشا ہوئی یا کوئی نرم‌دل سا نوکر گزرتا ہوا تو وہ طرح طرح کے اشارے کرتا جس کا مطلب یہ ہوتا کہ ہم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اور جب اسے اشاروں کے جواب میں اشاروں سے ہی یہ بتا دیا جاتا کہ گھر میں کوئی اجنبی موجود نہیں ہے اور وہ خوشی سے اندر آسکتا ہے تو وہ دھیرے سے دروازہ کھولتا، خوشی

سے مسکراتا ہوا، ہاتھ ملتا ہوا، پنجوں کے بل پوکروفسکی کے کمرے کی طرف روانہ ہوجاتا — یہ شخص پوکروفسکی کا باپ تھا —

مجھے اس کا پورا قصہ بعد میں معلوم ہوا — وہ کسی زمانے میں کہیں کلرک تھا — اس میں چونکہ کوئی خاص صلاحیت نہ تھی اس لئے بہت حقیر، سب سے معمولی کاموں پر اسے لگایا گیا — جب اس کی پہلی بیوی، جو پوکروفسکی کی ماں تھی، مر چکی تو اس نے فیصلہ کیا کہ دوسری شادی کرلے چنانچہ ایک خوش ہوش خوش باش عورت سے شادی ہو گئی — لیکن نئی بیوی کے آنے سے سب کچھ الٹ پلٹ ہو گیا — وہ کسی کو اس کے حال پر نہیں چھوڑتی تھی، ہر ایک کو اپنے انگوٹھے کے نیچے رکھنے پر کمربستہ تھی — اس وقت پوکروفسکی کی عمر دس برس ہوگی — سوتیلی ماں اس سے بری طرح نفرت کرنے لگی — لیکن قسمت اس لڑکے کا ساتھ دینے پر تلی ہوئی تھی — ایک کھاتا پیتا زمیندار جس کا نام بیکوف تھا اور جو بڑے میاں کو جانتا تھا اور ان پر ہمیشہ عنایت کی نظر رکھتا تھا ان کے بیٹے پر مہربان ہو گیا اور اس دس برس کے بن ماں کے بچے کو اپنی سرپرستی میں لے لیا، اسے اسکول بھیجا — زمیندار بیکوف کو اس لڑکے سے اس لئے دلچسپی ہوئی کہ وہ اس کی مرحومہ ماں

سے واقف تھا — اور وہ ابھی لڑکی ہی تھی کہ آننا فیودرووِنا کے احسانات کے زیر بار ہو چکی تھی اور آننا فیودرووِنا نے ہی اس کی شادی پوکروفسکی کے باپ سے کرا دی تھی — رحم‌دلی اور سخاوت کے جذبے سے متاثر ہو کر مسٹر بیکوف نے، جو آننا فیودرووِنا کے بہت خاص آشناؤں میں تھے اس لڑکی کو شادی کے وقت پانچ ہزار روپے جہیز میں دئے تھے — اس روپے کا کیا ہوا کسی کو پتہ نہیں — یہاں تک تو مجھے آننا فیودرووِنا سے معلوم ہوا — مگر خود ہمارا استاد پوکروفسکی اپنے خاندانی معاملات کے متعلق بات چیت کرنے سے کتراتا تھا — اس کی ماں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ بہت ہی خوب صورت تھی، پھر نہیں معلوم کیوں اس نے اپنا جوڑا ایسا کمزور اور بے‌میل چنا... وہ نوجوانی میں ہی انتقال کر گئی، شادی کے صرف چار سال بعد —

اسکول کی تعلیم ختم ہوئی تو پوکروفسکی پہلے جمنازیم میں گیا پھر یونی‌ورسٹی میں داخل ہو گیا — اور مسٹر بیکوف جو اکثر سینٹ پیٹرسبرگ آیا جایا کرتے تھے اس کی سرپرستی جاری رکھتے رہے — بے چارے لڑکے کو خرابی صحت کی بنا پر اپنی تعلیم بیچ میں سے چھوڑنی پڑی — بیکوف نے اسے آننا فیودرووِنا سے ملا دیا اور اس کی سفارش کر دی چنانچہ وہ یہاں آننا فیودرووِنا کے

گھر آ کر رہنے لگا جہاں ساشا کو پڑھانے کے عوض رہنے اور کھانے کی سہولت میسر ہو گئی۔

اس دوران میں یہ ہوا کہ پوکروفسکی کے باپ بڑے میاں اپنی دوسری بیوی سے ایسے تنگ آئے کہ حد درجہ بے ہودگیاں کرنے لگے، اب اس شخص کا حال یہ تھا کہ ہر وقت نشے میں دھت رہتا تھا۔ اس کی بیوی اسے پیٹتی تھی، باورچی خانے میں بند کر دیتی تھی اور ایسی نوبت کو پہنچا دیا تھا کہ اب اس غریب شوہر پر نہ تو مار پیٹ کا کوئی اثر ہوتا تھا، نہ گالی گفتار کا اور اس نے حرف شکایت بھی زبان پر لانا بند کر دیا تھا۔ اگرچہ یہ شخص اپنی عمر کے حساب سے بوڑھا نہ تھا لیکن مستقل شراب نوشی کی علت نے اس کی عقل و تمیز گم کردی تھی۔ اب اس شخص میں اگر کوئی انسانیت کی رمق باقی رہ گئی تھی تو یہ کہ اسے پوکروفسکی کی لگن اب بھی تھی۔ کہا جاتا تھا کہ یہ لڑکا جو اپنی ماں کی نشانی تھا یہ شاید اس کی پہلی شریف بیوی کی یاد تھی جو اس شکستہ حال بڑے میاں میں والہانہ محبت کی لہر دوڑاتی تھی۔ وہ اپنے بیٹے کے علاوہ کچھ اور نہ تو سوچتا تھا اور نہ بولتا تھا، من میں بھی بیٹا تھا، زبان پر بھی بیٹا تھا۔ وہ ہفتے میں دو بار بیٹے سے ملنے آیا کرتا تھا کیوں کہ اس سے زیادہ بار آنے کی اس

کی ہمت نہ پڑتی تھی — اور تو اور خود بیٹا اس کا روادار نہ تھا — اسے باپ کا آنا کچھ زیادہ پسند نہیں تھا — پوکروفسکی میں اور جو خرابیاں ہوں گی وہ تو ہوں گی ہی، لیکن سب سے بری بات یہ تھی کہ وہ اپنے باپ کی عزت نہیں کرتا تھا — اب اس بڑے میاں کو دیکھنے تو اکثر یہ بےچارہ شاید دنیا کا سب سے ناپسندیدہ آدمی ہوتا تھا کیوں کہ اول تو اس میں پوچھ کچھ کی خصلت بہت بری حد تک تھی، دوسرے اس کی گفتگو اور سوالات نہایت الجھے ہوئے اور بے معنی ہوتے تھے، اس سے نوجوان طالب علم کی پڑھائی میں خلل پڑتا تھا — اور آخری بات یہ کہ کبھی وہ ایسی حرکتیں بھی کرتا تھا جیسے پیے ہوئے ہو — مثلاً بیٹا باپ کو سمجھا رہا ہے کہ آپ اپنی یہ بد عادتیں چھوڑ دیجئے، نشے کی لت سے توبہ کر لیجئے — ہر بات پر سوال کرنے کی عادت اور بےضرورت باتیں کئے جانے کی عادت چھوڑ دیجئے، نتیجہ یہ کہ باپ یہ سب سن کر اسے ایک پیغمبرانہ حکم سمجھتا ہے اور اس طرح ہونٹ سے ہونٹ چپکا کر بیٹھ جاتا ہے کہ جب تک خاص اجازت حاصل نہ ہوجائے گی وہ زبان نہ ہلائے گا —

بےچارے بڑے میاں اپنے پیتینکا کی تعریف کرتے نہ تھکتے تھے (وہ بیٹے کو پیتینکا ہی کہتے تھے) — جب وہ بیٹے سے ملنے آتے تو ان کے چہرے پر بڑی بےچارگی،

انکساری اور بے بضاعتی برستی ہوتی تھی کہ میں ملنے جا تو رہا ہوں مگر نہ جانے میری قبولیت ہوگی یا نہیں — وہ دروازے کے پاس جھجک کے ساتھہ کھڑا رہتا تھا اور اگر میں کبھی ایسے وقت سامنے سے گزرتی تو وہ مجھی سے سوال کرنے لگتا اور اپنے پیتینکا کے بارے میں کوئی بیس منٹ سوال جواب کرتا رہتا — اس کی طبیعت کیسی ہے؟ مزاج اس وقت کیسے ہیں پیتینکا کے؟ کیا وہ کسی خاص ضروری کام میں لگا ہوا ہے؟ اور اگر واقعی کسی ضروری کام میں ہے تو کس قسم کا کام ہے یہ؟ لکھہ رہا ہے کچھہ؟ یا سوچ بچار میں غرق ہے؟ جب میں اچھی طرح بڑے میاں کی ہمت بندھا دیتی تھی اور اسے یقین دلا دیتی تھی کہ ملاقات بالکل مناسب ہے تو وہ بیٹے سے ملنے کا فیصلہ کرتا تھا اور پھر ہائے کس آہستگی سے دھیرے دھیرے دروازہ کھولتا تھا اور جھری میں سر اندر ڈالتا تھا — جب اسے اطمینان ہو جاتا کہ بیٹا ناراض نہیں ہے بلکہ اس نے باپ کو اندر بلانے کے لئے سر ہلا کر اشارہ بھی کر دیا ہے تو وہ آواز کئے بغیر بہت پھونک پھونک کر قدم اندر دھرتا تھا، اپنا کوٹ اور ٹوپ اتارتا جو ہمیشہ میلا کچیلا مڑا تڑا ہوتا تھا اور جس میں جگہ جگہ سوراخ کھلے ہوتے تھے، ٹوپ کا چھجا ادھڑا ہوا ہوتا تھا — وہ اپنا سامان

کھونٹی میں ٹانگ کر اسی احتیاط کے ساتھہ ایک کرسی میں خود کو ڈال دیتا تھا، اور ہر لمحے اس کی نظر بیٹے پر ہی جمی رہتی تھی اور اس کی ایک ایک حرکت کو ایسے نوٹ کرتا تھا جیسے پتہ لگانا چاہتا ہو کہ پیتینکا بیٹے کا موڈ کیسا ہے۔ اگر پیتینکا صاحب ذرا بھی بگڑے ہوئے ہوں یا ان کے مزاج درست نہ ہوں تو نظر ڈالتے ہی بڑے میاں فوراً بھانپ جاتے تھے اور منمناتے ہوئے اٹھتے تھے، ''کوئی بات نہیں، میں تو یوں ہی دو چار منٹ کے لئے ادھر سے گزرتا ہوا نکل آیا تھا کہ ذرا دم لے لوں اور پھر چل دوں ۔۔'' یہ کہتے ہی وہ خاموشی سے اٹھتا، اپنے کوٹ کی طرف اور اس چیتھڑے ٹوپ کی طرف بڑھتا، انہیں بٹور کر وہ پھر اسی طرح دھیرے دھیرے دروازہ کھولتا اور پنجوں کے بل سرک جاتا۔ چلتے وقت اس کے لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ ہوتی جس کے معنی تھے کہ اندر ہی اندر اپنے درد کو بیٹے سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

اس کے برخلاف جب اسے خندہ پیشانی سے قبول کیا جاتا تو بڑے میاں کی خوشی دیکھنے کے قابل ہوتی، وہ جامے سے باہر ہونے لگتا۔ اس کے چہرے کی ایک ایک جھری میں، ایک ایک حرکت میں اطمینان کی لہریں چمکنے لگتی تھیں۔ اگر پیتینکا اپنے باپ سے باتیں

کرنے کی طرف رجوع کرتا تو وہ اپنی نشست تک سے بات بات پر اٹھنے لگتا اور جواب ایسے لہجے میں دیتا تھا جس میں انکساری دباؤ اور فرماں برداری پائی جاتی تھی، ذرا اندیشے کے ساتھ، نہایت احتیاط اور شستگی پیدا کر کے، ظاہر ہے کہ یہ لب ولہجہ اور بھی مہمل اور فضول کے الفاظ سے کام لیتا تھا۔ بےچارہ بوڑھا کوئی مقرر تو تھا نہیں، بات بنانے میں اور بگڑجاتی تھی اور وہ ہمیشہ الجھا ہوا، کھویا ہوا ہوتا تھا اور جھینپنے لگتا تھا، اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اپنے ہاتھوں کا بلکہ خود اپنے وجود کا کیا کرے۔ ہمیشہ الفاظ منہہ میں چباتا تھا گویا اسے اس بات کی فکر ہے کہ اپنے جوابوں کو درست کر لے۔ لیکن اگر کبھی اس کے منہہ سے معقول جواب نکل جاتا تو پھر بڑے میاں کو اپنے اوپر جو فخر ہوتا وہ قابل دید تھا، وہ کاندھے مٹکاتے، اپنی واسکٹ ٹھیک بٹھانے لگتے، ٹائی اور فراک کوٹ درست کرنے لگتے اور خوشی سے چہرہ دمکنے لگتا۔ کبھی کبھی بڑے میاں میں اتنی جرأت پیدا ہو جاتی کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلتے ٹہلاتے کتابوں کے خانوں کی طرف بڑھتا یوں ہی کوئی کتاب اٹھا لیتا اور اس میں سے کچھ الٹ پلٹ کر دیکھنے لگتا۔ ایسے اتفاقی موقعوں پر اس کے طور طریق میں ایک سلیقہ اور

ٹھیراؤ نظر آتا تھا، ایسا لگتا تھا جیسے وہ اپنے بیٹے کی کتابیں الٹنے پلٹنے اور دیکھنے کا عادی ہے۔ جیسے بیٹے کی طرف سے عنایت کی نظر بھی ایک چیز ہوتی ہے گویا۔ لیکن ایک بار ایسا ہوا کہ میں وہاں اس وقت موجود تھی جب بیٹے نے باپ سے کہا کہ میری کتابیں نہ چھیڑئیے، انہیں وہیں رہنے دیجئے اور بڑے میاں سہم سے گئے، گھبراتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے اس نے کتاب کو الٹی طرف سے وہیں ٹھونسا جہاں سے وہ نکالی گئی تھی اور پھر فوراً ہی اپنی اس غلطی کو درست کرنے میں اس نے کتاب کو غلط طرف سے اندر ٹھونس ہی دیا۔ وہ کھسیانی ہنسی ہنسا، چہرہ جھینپ کے مارے سرخ ہو گیا اور اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ اپنی غلطی کو کیسے ٹھیک کرے۔ پوکروفسکی اپنے باپ کو سنبھالنے کی اور بری عادتیں چھڑانے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ نصیحتیں کرنے کے علاوہ یہ بھی ہوتا کہ اگر باپ اس کی نصیحتوں کے اثر سے لگاتار تین بار سدھری ہوئی حالت میں نظر آیا تو وہ چار آنے، آٹھ آنے سے یا زیادہ سے اس کی مدد کیا کرتا تھا۔ یا اسے نئی جوڑی جوتے پیش کر دیتا، کوئی ٹائی یا واسکٹ دے دیتا جسے پا کر بڑے میاں خوشی سے اکڑ جاتے اور یوں تن کر چلتے جیسے مور ٹہل رہا ہو۔ کبھی کبھی وہ جب ہمارے یہاں آتا تو میرے اور

ساشا کے لئے شکرپاروں کی بنی ہوئی چڑیاں اور سیب لے آتا، اور ہم سے صرف اپنے پیتینکا کے بارے میں باتیں کیا کرتا — ہم سے کہتا کہ دیکھو، لکھنے پڑھنے میں جی لگایا کرو اور جتاتا کہ میرا بیٹا پیتینکا بہت ہی اچھا بیٹا ہے۔ ایسا بیٹا خدا ہر ایک کو دے، سب سے بڑھ کے خوبی یہ ہے کہ وہ پڑھا لکھا لائق بیٹا ہے — یہ باتیں کرتے کرتے وہ یوں آنکھیں مٹکاتا اور ایسے ایسے مسخرے پن کے چہرے بناتا تھا کہ ہم لوگ ہنسی کے مارے پھٹ پڑتے تھے — اماں کو بھی بڑے میاں کافی پسند تھے لیکن اسے نفرت تھی تو آنتا فیودرووونا سے، یہ اور بات ہے کہ آنتا فیودرووونا کی موجودگی میں وہ گھٹے پانی کی طرح اور دبی گھاس کی طرح چپ چپ رہتا تھا۔

پوکروفسکی سے میری پڑھائی ختم ہونےوالی تھی مگر وہ تھا کہ اب بھی مجھے بالکل بچہ ہی سمجھتا تھا جیسے میں کوئی کم‌عمر چھوکری ہوں ساشا کے برابر کی — اس سے مجھے دکھ ہوا کیونکہ میں پوری طاقت سے اس کی کوشش کرتی تھی کہ اپنی پچھلی حرکتوں کو اس کی نظر سے دھو دوں — مگر اس بھلے آدمی پر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوتا تھا، اس سے اور بھی جی کو الجھن ہوتی تھی — میں نے شاید ہی پوکروفسکی سے کبھی سبق کے وقت کے علاوہ بات کی ہو گی، بلکہ ایسے

موقعے آئے تب بھی میں کبھی بات چیت کرنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاسکی تھی — ایسے موقعوں پر میرے چہرے کا رنگ سرخ ہوجاتا اور شرم سے زبان پر تالا پڑ جاتا اور وقت گزر جانے پر کسی کونے میں جھلاہٹ کے مارے رویا کرتی —

نہ جانے یہ صورت کب تک اسی طرح قائم رہتی اگر وہ عجیب وغریب واقعہ نہ ہوجاتا —

ایک شام جب اماں آنا فیودرووانا کے کمرے میں گئی ہوئی تھیں میں دبے پاؤں پوکروفسکی کے کمرے میں جا پہنچی — مجھے معلوم تھا کہ وہ باہر گیا ہوا ہے، مگر میں بتا نہیں سکتی کہ کس چیز نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا — میں اس سے پہلے پوکروفسکی کے کمرے میں کبھی نہ گئی تھی اگرچہ ہمیں برابر کے کمروں میں رہتے رہتے سال بھر سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا — دل بری طرح دھڑک رہا تھا جب میں اس کے کمرے میں داخل ہوئی — ایسا دھڑک رہا تھا جیسے نکل پڑے گا — پہلے تو میں نے کمرے میں چوکنے ہو کر خوب ادھر ادھر نظر دوڑا لی — اس کمرے میں سروسامان خستہ تھا اور ترتیب بھی کوئی اچھی نہ تھی — کتابوں کی پانچ قطاریں دیوار کے سہارے لگی لگی چلی گئی تھیں — کرسیوں پر، میز پر کاغذوں کے انبار لگے

ہوئے تھے— ہر طرف کتابیں اور کاغذ بھرے پڑے تھے—
اس وقت میرے دماغ میں ایک بے تکا سا سوال آیا
جس سے مجھے الجھن بھی ہوئی، پریشانی بھی— سوال
یہ تھا کہ بھلا یہ شخص پوکروفسکی مجھ سے دوستی
برتنے کی اور قریبی واسطہ رکھنے کی فکر کیوں کرے—
اسے اس سے کیا غرض— وہ تو ایک پڑھا لکھا آدمی ٹھیرا
اور میں —— میں کیا ہوں؟ ایک نادان لڑکی، جسے کچھ
بھی علم نہیں، جس نے کچھ بھی نہیں پڑھا ہے، حد
یہ کہ ایک کتاب بھی نہیں.... میں جہاں کی تہاں
کھڑی رہی اور رشک سے ان لمبے خانوں کو دیکھتی رہی
جو کتابوں کے بوجھ سے ٹوٹے جا رہے تھے— میرا دل
دکھی ہو رہا تھا— اندر سے تنگ تھی اور قریب قریب
جھلائی ہوئی تھی— میں نے جی میں سوچا کہ اچھا
تو میں بھی یہ ساری کتابیں ایک ساتھ پڑھ کر دکھا
دوں گی — ایک سرے سے سبھی پڑھ ڈالوں گی اور
وہ بھی جلد سے جلد— شاید میرے دل میں یہ بات سما
گئی تھی کہ اس شخص نے اب تک جتنا کچھ پڑھا
ہے وہ سب کا سب میں پڑھ لوں گی تو اس کی دوستی
کے قابل بن جاؤں گی— چناں چہ جلدی سے میں نے ایک
پرانی میلی کچیلی کتاب کی جلد آنکھیں بند کرکے
کھینچ لی، اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور کمرے سے نکل

بھاگی — خوف اور شدتِ جذبات سے میرا دل دھڑک رہا تھا، میں کانپ رہی تھی، چہرہ تمتمایا ہوا تھا، ہوائیاں اڑ رہی تھیں — میں نے سوچ لیا تھا کہ رات کو جب اماں سوجائیں گی تو میں اندھی بتی میں ساری کتاب پڑھ ڈالوں گی —

لیکن مجھے کس غضب کی مایوسی ہوئی ہے جب میں نے کمرے میں پہنچ کر یہ کتاب کھولی — اور دیکھتی کیا ہوں کہ کوئی بڑی پرانی بوسیدہ کیڑوں کھائی کتاب تھی لاطینی زبان کی — میں فوراً الٹے پاؤں پھری اور کتاب کو اس کی اصلی جگہ پر لگانے ہی والی تھی کہ اتنے میں برآمدے میں آہٹ ہوئی اور قدموں کی چاپ سنائی دی — میں نے اس مہمل چیز کو جلدی جلدی جمانے کی کوشش کی — مگر وہ اپنی جگہ پر پہلے کچھ اس درجہ ٹھکی ہوئی تھی کہ اب جب کہ ایک بار وہاں سے ہٹ گئی تو اس کے ہمسایوں نے وہ جگہ اپنے وجود سے بھر دی اور بالکل گنجائش نہ چھوڑی — میں اس کتابچے کو وہاں ٹھونس نہ سکی اور جیسے بن پڑا اسے وہیں ٹھونک دینے کی گھبرائی ہوئی کوشش میں پورا زور لگایا — معلوم ہوتا ہے کہ وہ زنگ خوردہ کیل جس پر کتابوں کا یہ خانہ ٹکا ہوا تھا اسی وقت کا انتظار کر رہی تھی — وہ سرک گئی اور کتابوں کا خانہ

اڑاڑا دھم کر کے نیچے آ پڑا—سب کتابیں یہاں سے وہاں تک بکھر گئیں– اسی لمحے دروازہ کھلا اور پوکروفسکی کمرے میں داخل ہوا–

یہاں میں اتنا کہتی چلوں کہ پوکروفسکی کو ذرا بھی برداشت نہ تھی کہ کوئی اس کی چیزیں چھیڑے– خدا سمجھے، بھلا کون ان کتابوں کو چھیڑتا– اب ذرا اس وقت کی میری حالت کا تصور کیجئے کہ ساری کتابیں، موٹی، پتلی، طرح طرح کے سائز کی، لمبی، چھوٹی، اوپر تلے فرش پر پھیلی پڑی ھیں، میز کے نیچے، کرسیوں تلے اور سارے کمرے میں ہر طرف انہی کی ڈھیریاں پھسلتی چلی گئی ھیں—میرے جی میں آئی کہ کس طرح نکل بھاگوں مگر کیا کرتی، نکل بھاگنے کا وقت بھی گزر چکا تھا– بس اب خاتمہ سمجھو، میں نے جی میں سوچا، قصہ ختم ھوا! میری شامت آئی– میں دھری گئی– ایسی حماقت میں پھنسی جو دس برس کا بچہ ھی کر سکتا ھے– ایک احمق چھوکری ھی کر سکتی ھے ایسی حرکت، اف، میں کتنی بڑی بے وقوف ھوں! پوکروفسکی غصے کے مارے بے قابو ھو گیا– اس نے ڈانٹا ،،واب اور کیا کرنا ھے؟ تمہیں ایسے لونڈھیارپن سے شرم نہیں آتی؟ آخر تمہیں سمجھ کب آئے گی؟ ،، وہ کتابیں اٹھانے کے لئے گھٹنوں کے بل جھک گیا—میں بھی دوھری ھوئی کہ

لاؤ اس کا ھاتھہ ھی بٹا دوں— ''بس، مہربانی کیجئے،، وہ جھلاھٹ میں چلایا ''جب تک آدمی خود نہ چاھے اس کے کام میں ٹانگ مت اڑاؤ،،— لیکن اس نے میرے انداز سے یہ محسوس کرلیا کہ خود بھی شرم سے گڑی جارھی ھوں اور اس احساس کے ساتھہ ھی اس کے لہجے میں مشفق استاد کی سی گھلاوٹ پیدا ھوئی— اب وہ اس انداز میں بولا جو ھمارے پچھلے سبقوں کا انداز تھا ''خدارا بتاؤ، تمہیں عقل کب آئے گی؟ تم کوئی ننھی سی دودھہ پیتی بچی نہیں ھو— پندرہ برس کی ھو گئی ھو اب تو—— یہ سوچو—،، اتنا کہتے ھوئے اس نے یہ جانچنے کے لئے کہ آیا ٹھیک ھے یا نہیں کہ اب میں ننھی سی بچی نہیں رھی ھوں، ایک نظر مجھہ پر ڈالی— نظر کا پڑنا تھا کہ اس کے منھہ پر سرخی دوڑ گئی— میری سمجھہ میں کچھہ نہ آیا— میں نظریں گڑائے کھڑی رھی— وہ اپنی جگہ سے اٹھا، کچھہ الجھا ھوا میرے قریب آیا اور بےربط طریقے سے بولنے لگا— وہ کسی بات پر غلطی کی معافی مانگ رھا تھا، شاید اس بات کی کہ اب کہیں جاکر اسے احساس ھوا کہ میں واقعی سیانی ھوگئی ھوں— بالاخر میں سمجھی— اس وقت مجھے کیا ھوگیا تھا، یہ اب یاد نہیں رھا— بس اتنا یاد ھے کہ میں گڑبڑا گئی، بدحواس ھوگئی اور پوکروفسکی سے بھی زیادہ میرا چھرہ

سرخ ہوگیا، میں نے ہاتھوں سے منھہ چھپا لیا اور کمرے سے نکل بھاگی۔

میری کچھہ عقل میں نہیں آتا تھا کہ مجھے کیا ہوگیا ہے، شرم کے مارے کہاں منھہ چھپاؤں۔ یہ کیسی بات ہوئی کہ اس نے مجھے اپنے کمرے میں دیکھہ لیا، ایسی لجا آئی کہ میں تین دن تک اس سے آنکھیں چار نہ کرسکی اور میرے منھہ پر سرخی دوڑتی رہی یہاں تک کہ آنکھوں میں آنسو آگئے۔ دماغ میں طرح طرح کے بے تکے سوال، الجھے ہوئے خیال آتے رہے۔ ان میں سے ایک عجیب خیال یہ بھی تھا کہ چلو، اس سے چل کے معافی مانگ لوں۔ اور اپنے سینے کا بوجھہ ہلکا کرلوں۔ بتا ہی دوں کہ یہ سب کچھہ کیسے ہوا، کیوں ہوا۔ اور اس سے منوالوں کہ میں نے کوئی ننھی بچی کی سی حماقت نہیں کی ہے بلکہ میرا ارادہ نیک تھا۔ میں نے ایسا کرنے کا قطعی فیصلہ کر لیا تھا لیکن کسی طرح ہمت ہی نہ پڑی۔ خدا کا شکر ہے۔ اب میں اندازہ کرسکتی ہوں کہ اگر اس سے یہ سب کہنے گئی ہوتی تو کتنی احمق نظر آتی۔ آج بھی مجھے اس بات کو سوچ کر شرم آتی ہے۔

اس واقعے کو چند ہی روز گزرے ہوں گے کہ میری اماں بہت خطرناک بیماری میں مبتلا ہوگئیں اور بستر

پر پڑ گئیں — دو دن تک وہ بستر سے نہ اٹھ سکیں، تیسرے دن رات کو انہیں تیز بخار چڑھا اور سرسام ہوگیا — میں نے انہیں ایک منٹ کو بھی تنہا نہ چھوڑا — انہیں پانی اور دوا دیتی رہی — دوسری رات کو تھک کر چور ہو گئی اور نیند کے مارے کچھ ہوش نہ تھا — بار بار آنکھوں کے آگے ہرے دھبے آجاتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک چیز سامنے گھوم رہی ہے — ہر لمحے یہ حالت تھی کہ اب نیند سے گری اور اب گری لیکن اماں کی کمزور بیمار کراہیں مجھے آنکھ نہ جھپکنے دیتی تھیں — بار بار میں چونکنی ہو کر سنبھلتی لیکن ہر بار نیند کے جھونکے آنکھیں بند کر دیتے — سخت اذیت ہو رہی تھی — مجھے کچھ معلوم نہیں، کچھ یاد نہیں، لیکن کسی ایک لمحے آنکھ جھپک گئی اور میں بیداری اور غفلت کی کش مکش میں سو گئی — نیند آئی تھی کہ میرے خیالوں اور پریشانیوں سے بکھرے ہوئے دماغ پر ایک عجیب وغریب خواب، ایک ہیبت ناک خواب کا حملہ ہوا — جھٹ میری نیند ٹوٹ گئی — کمرے میں بالکل اندھیرا تھا — صرف اندھی بتی ٹمٹما رہی تھی اور اس کی دھیمی روشنی کی لہریں دیوار پر لرز رہی تھیں — خوف، عجب طرح کا ایک خوف مجھ پر سرسرایا، میرے خیالوں پر خواب پریشان چھا گیا اور دل سکڑنے

لگا... اچھل کر میں کرسی پر سے اٹھی اور میرے منھ سے خوف کے مارے چیخ نکل گئی — یہ چیخ جو انتہائی سخت درد سے بے اختیار نکلتی ہے — دیکھتی ہوں کہ دروازہ کھلا اور پوکروفسکی داخل ہوا —

مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ جب مجھے ہوش آیا تو میں اس کے بازوؤں میں تھی — اس نے احتیاط سے مجھے آرام کرسی میں لٹا دیا، پانی کا گلاس میری طرف بڑھایا اور ایک پر ایک سوال پوچھتا چلا گیا — میں نے بھی جواب دئے، یاد نہیں کہ کیا جواب دئے تھے — ''آپ بیمار ہیں — آپ بہت بیمار ہیں،، وہ میری نبض تھام کر بولا ''آپ کو بخار ہے، اپنی صحت برباد کئے لے رہی ہیں آپ — یہ نہ کیجئے، آرام کیجئے، پاؤں پھیلا لیجئے اور سو جائیے — میں آپ کو دو گھنٹے بعد اٹھا دوں گا، اب آرام کر لیجئے تھوڑا سا لیٹ رہئے — لیٹ رہئے!،، وہ برابر اسی طرح بولتا رہا اور مجھے اس نے ہاں نہیں کرنے کی بھی مہلت نہ دی — میں تھکن کے مارے گر پڑنے کے قریب تھی، میرے پپوٹے بری طرح بھاری تھے — میں آرام کرسی میں دراز ہو گئی اس خیال سے کہ گھنٹے آدھے گھنٹے کو ذرا آرام کر لوں — پھر اس وقت آنکھ کھلی جب صبح ہو گئی تھی اور پوکروفسکی نے مجھے جگایا کیوں کہ اماں کو دوا دینے کا وقت ہو گیا تھا —

اگلی رات کو جب میں دن میں تھوڑا سا آرام کر چکی تھی اور اماں کی پٹی سے لگی بیٹھی تھی جی میں ٹھانے ہوئے کہ کچھ بھی ہو آج رات جاگوں گی، پوکروفسکی نے گیارہ بجے رات کو دروازہ کھٹکھٹایا — "اکیلے بیٹھنے میں آپ کا جی نہیں لگتا ہوگا — لیجئے، آپ کو یہ کتاب دیتا ہوں — اب اس کے سہارے کچھ جی لگا رہے گا —" میں نے خوشی سے کتاب لے لی — اب مجھے یاد نہیں کہ یہ کون سی کتاب تھی اور اگرچہ میں ساری رات سوئی نہیں پھر بھی میں نے اس کتاب پر نظر بھی ڈالی تھی یا نہیں، اتنا بھی یاد نہیں رہا — اس رات میرے اندر ایسی موجیں اٹھ رہی تھیں کہ انہوں نے ایک پہلو قرار نہ دیا اور میں ایسی بے اختیار رہی کہ ایک جگہ نچلی نہیں بیٹھ سکی اور کمرے میں ٹہلتی رہی — میرے اندر کوئی کسی طرح کی مسرت تھی جو جگمگا رہی تھی — ایک اطمینان کا جذبہ تھا — اس کی توجہ کی بدولت میں بہت خوش خوش تھی — مجھے فخر تھا کہ آخر اسے میرا خیال تو ہوا، فکر تو کی — رات بھر میں بیٹھی جاگتی، تصورات باندھتی اور سوچتی رہی — وہ پھر نہ آیا — میں جانتی تھی کہ اب نہ آئے گا وہ — اگلی رات کو بھی آئے گا یا نہیں، یہی قیاس دوڑا رہی تھی —

اگلی رات کو جب گھر میں سب سوئے ہوئے تھے پوکروفسکی نے اپنا دروازہ کھولا اور وهیں اپنی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر مجھه سے بات‌چیت شروع کر دی— مجھے اب بالکل یاد نہیں کہ اس وقت ہم نے ایک دوسرے سے کیا کہا سنا بس اتنی خبر ہے کہ میں شرم سے سرخ ہوتی رہی، آنکھیں جھپکتی رہی، الجھی الجھی رہی اور اپنے اوپر جھنجھلاتی رہی اور بے صبری سے اس کا انتظار کرتی رہی کہ کسی طرح یہ بات چیت ختم ہونے میں آئے— اگرچہ دل سے اس کی تمنا تھی، سارے دن اسی کی آرزو کرتی رہی تھی اور آپ ہی آپ دل میں سوال جواب کئے تھے... اس رات ہماری دوستی شروع ہو گئی— جب تک اماں بیماری میں رہیں ہم دونوں ایک دوسرے سے گھنٹوں ہر روز رات کو باتیں کیا کرتے تھے— رفتہ رفتہ میرا حجاب جاتا رہا— اگرچہ جب باتیں ختم ہوتیں تو بعد میں اپنے اوپر جھنجھلاہٹ ضرور ہوا کرتی تھی— مگر مجھے دل ہی دل میں یہ دیکھه کر خوشی ہو رہی تھی کہ اب اپنی ان منحوس کتابوں کی طرف سے اس کا دھیان بٹتا جا رہا تھا— ایک دن اتفاق کی بات کہ مذاق کے اشاروں میں بات چیت نے اس دن کتابیں گر جانے کے واقعے کا موڑ لے لیا— اس وقت میں کچھه عجیب ہی موڈ میں تھی اور کھل کر صاف دل سے بات

کرنے پر تلی ہوئی تھی، میں عجب قسم کے بہاؤ میں نکل گئی اور میں نے کھل کے اعتراف کر لیا کہ ہاں، میں واقعی کتابیں پڑھنا چاہتی تھی، علم حاصل کرنا چاہتی تھی اور مجھے اس سے سخت الجھن تھی کہ مجھے ایک ننھی بچی شمار کیا جائے — پھر ایک بار کہتی ہوں کہ اس روز میں صاف گوئی کی عجب حالت میں تھی اور میرا دل نرم ہوچکا تھا، میری آنکھیں بات کرتے ہوئے بھیگ گئی تھیں، میں کچھ بھی نہ چھپا سکی اور جو ماجرا تھا وہ صاف کہہ ڈالا — بہاؤ میں سبھی کچھ کہتی چلی گئی کہ میں اس سے کیسی گہری دوستی کرنا چاہتی ہوں، اس سے کس قدر محبت کرنے کی تمنا رکھتی ہوں، اس سے یک دلی کے ساتھ بسر کرنا چاہتی ہوں، اس کی آسائش کا کس قدر خیال رکھنا چاہتی ہوں اور مجھے کتنی فکر ہے کہ اس کی راحت کا سامان کروں، اسے آرام پہنچاؤں — وہ عجیب طرح سے میرا منہ تکنے لگا — وہ حیرت زدہ تھا، الجھن میں مبتلا تھا اور اس کے منہ سے ایک لفظ نہ نکلا — اس سے فوراً میرا دل بھر آیا، بڑا ہی دکھ ہوا اور سخت مایوسی ہوئی — مجھے ایسا لگا کہ وہ میرے من کی بات سمجھا ہی نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مجھ پر ہنسا ہو — میں بچے کی طرح پھوٹ کر رونے لگی اور سسکیوں

کا دورہ ایسا پڑا کہ خود کو سنبھالنا مشکل ہوگیا — اس نے میرے ھاتھ اپنے ھاتھوں میں لے لئے، انھیں چوما اور اپنے سینے میں بھینچ لیا — اور زبان سے صرف تسلی کے لفظ ادا کرتا رہا — اس پر بہت اثر ہوا تھا — مجھے یاد نہیں کہ اس وقت اس نے مجھے کیسے سمجھایا بجھایا تھا، صرف اتنا یاد ہے کہ میں روئی، ھنسی، اور پھر روئی — میرے گال تمتماتے رہے اور زبان سے خوشی کا ایک حرف نہ نکال سکی — اگرچہ میں خود شدت جذبات سے بے حال تھی لیکن پھر بھی اس پر نظر گئی کہ ہو کر وفسکی اندر ھی اندر خود کو گھونٹے ہوئے بیٹھا تھا اور بےچین تھا — لگتا ہے کہ میری اس رندانہ جرأت پر، اس اچانک پرسوز دوستی کے اقدام پر وہ اپنی حیرت کے چکر سے نکل نہ سکا تھا — شاید اول تو وہ حیرت میں ڈوب گیا اور پھر تذبذب سے ابھرا تو میری چاھت، میرے التفات اور میرے پرخلوص جذبے سے بھرے ہوئے الفاظ اس نے قبولیت کے ساتھ دل سے لگائے اسی ایمان داری سے جو میری ایمان داری سے کچھ کم نہ تھی — اسی توجہ، مہربانی اور نرمی کے ساتھ بالکل ایک مخلص دوست کی حیثیت سے، ٹھیک ٹھیک ایک سگے بھائی کی طرح سے — میرے دل میں ایسی ٹھنڈک پڑی، ایسا اچھا لگا کہ بس اب مجھے کچھ چھپانے کو نہ تھا، کچھ راز میں

رکھنے کو نہ تھا — بالکل نہیں — اس نے یہ سب دیکھ لیا اور روزبہ‌روز وہ میرے قریب سے قریب‌تر آتا چلا گیا —

وہ کون‌سی کہنے قابل بات ہوگی، مجھے یاد نہیں، جو ہم دونوں نے اپنے ملاقات کے ان تلخ اور شیرین وقتوں میں نہ کہی سنی ہوگی جو رات کے وقت ٹمٹماتی ہوئی بتی کی مدھم روشنی میں اپنی بیمار اماں کی پٹی کے پاس بیٹھ کر گزارے ہیں — جو بات بھی دماغ میں گزری اسی پر ہم نے گفتگو کر ڈالی، جس چیز کے کہنے سننے کو جی چاہا کھل کر کہہ لی، جو بات دل میں جیسے آئی ویسے ہی کہہ دی — اور ہم قریب قریب مسرور تھے... آہ، کیا وقت تھا، جس میں خوشی بھی تھی، رنج بھی — نشاط و غم ایک ساتھ — اور اب جب میں اس وقت کو یاد کرتی ہوں تو راحت بھی ہوتی ہے دکھ بھی ہوتا ہے — بیتے لمحوں کی یادیں، چاہے وہ خوشی سے بھری ہوں یا تلخی سے، لیکن ہوتی ہیں — بہر حال کسک لئے ہوئے — کم سے کم میرے معاملے میں تو یہی ہے — مگر یہ غم کی کسک بڑی خوش گوار قسم کی ہوتی ہے — اور جب بھی میرا دل بھاری ہوتا ہے تو یہ یادیں دل کو اسی طرح ہلکا اور تروتازہ کر دیتی ہیں جیسے بےچارے پھول کو دوپہر کی دھوپ میں تپنے کے بعد شام ہوتے اوس کی بوندیں۔

اماں کی تندرستی اب بحال ہوتی جا رہی تھی مگر میری نشست اب بھی اماں کے پلنگ کے پاس جمتی تھی۔ اکثر پوکروفسکی میرے لئے کتابیں لایا کرتا، شروع میں ان کتابوں کا مقصد صرف اتنا تھا کہ ان کے پڑھنے میں جی لگا رہے اور رات کو میں جاگ سکوں۔ لیکن رفتہ رفتہ ان کتابوں میں میری توجہ بڑھتی چلی گئی اور بالاخر ان کے مطالعے کا شوق ہو گیا۔ ان میں اس قدر نئی نئی باتیں تھیں، ایسی کہ جن کا پہلے مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا کہ میرے دل میں نئے نئے نقش ابھرنے لگے۔ ان خیالات اور نقوش کو ذہن‌نشین کرنا جس قدر مشکل ہوتا تھا اسی قدر وہ اور عزیز ہوتے تھے اور روح کو اسی قدر زیادہ پیارے ہو جاتے تھے۔ ایک دم انہوں نے میرے دل کا قرار چھین لیا اور میرے سینے میں ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ میں ایک عالم حیرت میں رہ گئی۔ خوش‌قسمتی کہ یہ روحانی یلغار میرا ذہنی توازن بالکل نہ بگاڑ سکی۔ میں اس معاملے میں خواب و خیال کی زیادہ عادی تھی اور یہی عادت کام آئی۔

جب اماں کی تندرستی بحال ہو گئی ہماری رات گئے تک کی ملاقاتیں اور لمبی باتیں ختم ہونے کو آئیں۔ اب یہ گاہے ماہے ہوتا تھا کہ ہم دونوں میں کبھی دو باتیں ہو جاتی ہوں۔ یہ سرسری باتیں بھی اگرچہ

شاید بہت مختصر یوں ہی سی ہوتی تھیں، مگر اس سے کیا، میں تو انہیں خاص، اپنے حسب منشا اور بہت ہی مخصوص معنی پہنا ہی دیتی تھی — میری زندگی ان دنوں ایسی بھری ہوئی تھی، میں اتنی خوش و خرم تھی، پرسکون اور چین سے تھی کہ کیا کہوں — اسی طرح کئی ہفتے گزر گئے...

ایک بار پوکروفسکی کا باپ ہمارے یہاں آیا — وہ دیر تک ہم سے ادھر ادھر کی باتیں چھانٹتا رہا — اس روز وہ بڑا ہی مگن تھا، مزے میں تھا اور خوب باتیں بنائے جا رہا تھا، آپ ہی آپ ہنستا، چھیڑ چھاڑ کرتا اور بالآخر اس کے مگن ہونے اور پھولے نہ سمانے کی گتھی یوں کھلی کہ اس نے بتایا کہ پیتینکا کی سال گرہ کا دن قریب ہے، ہفتے بھر بعد — وہ اس مبارک موقعے پر اپنے بیٹے سے ضرور ملنے آئے گا — اس دن وہ نئی واسکٹ پہنے گا اور وہ بوٹ جوتے بھی جو اس کی بیوی نے خرید کر دینے کا وعدہ کیا ہے — ایک لفظ میں یہ کہ وہ اس دن بہت خوش تھا اور جو چیز بھی اس کے دماغ میں آ جاتی تھی اسی پر باتیں بنانے لگتا تھا —

اس کی سال گرہ کا دن! دن رات مجھے اسی کا خیال رہنے لگا اور کسی کل چین نہ پڑا — میں نے

ٹھان لی کہ اپنی دوستی کی یاد تازہ رکھنے کے لئے اسے کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور دوں گی — مگر تحفہ کیا ہو — آخر یہ سوچا کہ اسے تحفے میں کتابیں دی جائیں — مجھے معلوم تھا کہ تحفے کی کتابوں میں اسے پوشکن کا نیا اڈیشن ضرور پسند آئے گا — چناں چہ پوشکن کی کلیات دینے کا فیصلہ میں نے کر لیا — سلائی کر کرکے جو کچھ پونجی میرے پاس ہوئی تھی وہ کل تیس روبل تھے جن سے ایک فراک اپنے لئے خریدنے کی سوچ رکھی تھی — چناں چہ میں نے گھر کی بوڑھی ماما متریونا کو دوکان پر بھیجا کہ پوشکن کی کلیات کی قیمت معلوم کرکے آئے — کیا مصیبت ہوئی! جلد سمیت پوری گیارہ جلدوں کی قیمت ساٹھ روبل نکلی — اب میں باقی روبل کہاں سے لاؤں؟ سوچتی رہی، طرح طرح کی ترکیبوں پر دماغ لڑاتی رہی لیکن کوئی راہ نہ سوجھی — اماں سے روپیہ مانگنے کی ہمت نہ تھی — اگر میں ان سے مانگ لیتی تو وہ انکار تو نہ کرتیں لیکن ایسی حالت میں سب کو خبر ہوجاتی اور گھر میں سب لوگ یہی سمجھتے کہ پوکروفسکی کو سال بھر پڑھائی کی فیس اس شکل میں ادا کی جارہی ہے — میں چاہتی تھی کہ یہ نہ ہو — میں صرف اپنی طرف سے تحفہ دوں — جو کچھ زحمت اس نے

میری خاطر اٹھائی تھی، اس کی تو میں زندگی بھر احسان مند رہنے والی تھی اور سوچ رکھا تھا کہ تمام عمر اس کی خیر خواہ رہوں گی اور کبھی بے تعلق نہ ہوں گی — سوچتے سوچتے ایک ترکیب مجھے سوجھہ گئی —

مجھے معلوم تھا کہ گوستینی دوار کے کتب فروشوں کے ہاں سے استعمال شدہ کتابیں جو قریب قریب نئی ہوتی ہیں، اگر مول تول خوب کیا جائے تو آدھی قیمت پر مل جاتی ہیں — چناں‌چہ میں نے طے کیا کہ جتنی جلد ہوسکے وہاں پہنچوں اور دوسرے ہی دن مجھے اس کا موقع ہاتھہ آگیا — ہمیں بھی کچھہ خریدنا تھا، آننا فیودرو‌ونا کے ہاں بھی کسی سودے کی ضرورت تھی — اماں تو بیمار کمزور ٹھیریں اور آننا فیودرو‌ونا کاہلی کے مارے اپنی جگہ سے ہلنے کو آمادہ نہ تھیں — اب یہ خریداری کا کام میرے ذمے پڑا اور میں متریونا کو لے کر خریداری کو نکل پڑی —

خوش قسمتی سے مجھے فوراً ہی پوشکن کا ایک خوب صورت مجلد کلیات مل گیا — اب میں نے مول تول شروع کیا — منہہ کھولتے ہی کتب فروش نے اتنی قیمت مانگی جو دوکانوں کی مقررہ قیمت سے بھی بڑھی چڑھی تھی لیکن بڑی آناکانی کے بعد، کئی بار اس کی دوکان سے نکلنے پر، جانے پر، بڑی مشکلوں سے سودا

پٹ گیا اور طے ہوا کہ چاندی کے سکوں میں دس روبل قیمت ہو گی — سودا پٹانے میں کیا مزا آیا ہے — بے چاری متریونا کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آخر میں اتنی بے قرار کیوں ہوں، اتنی بہت سی کتابوں کا کیا کروں گی — اب مشکل یہ آپڑی کہ میری پونجی تو تیس روبل تھے صرف نوٹوں کی شکل میں اور کتب فروش زبان سے جو ایک بار کہہ چکا تھا اس سے ایک کوپیک کم پر کتابیں اپنی دوکان سے باہر جانے نہ دیتا — آخر مجبور ہو کر میں نے اس سے التجا کی، بہت التجا کی، سمجھایا، کہا سنا اور جب کئی بار یہ عمل کیا تو وہ ڈھائی روبل اور نیچے اترا — اور بولا کہ صرف آپ کی خاطر یہ قبول کئے لے رہا ہوں — صرف اس لئے کہ آپ اچھی قبول صورت لڑکی ہیں، ورنہ آپ کی جگہ چاہے کوئی بھی ہوتا، میں ہرگز ان داموں سے کم پر راضی نہ ہوتا — خیر، یہ تو ہوا — مگر اب ڈھائی روبل ہی کی کسر رہ گئی اور یہ سوچ کر قریب تھا کہ میں عاجز آ کر رو دوں کہ اتنے میں ایک عجیب اتفاقی واقعہ ایسا ہو گیا جس نے میری مصیبت کے وقت سہارا دیا —

کتابوں کے دوسرے اسٹال پر، قریب میں ہی کیا دیکھتی ہوں کہ پوکروفسکی کے باپ بڑے میاں

کھڑے ہیں اور چار پانچ کتب‌فروشوں نے انہیں گھیر رکھا ہے اور سب ان کی پائی پائی نکلوا لینے پر تلے ہوئے ہیں — ہر ایک اپنی اپنی کتابیں ان پر جھونکے دے رہا ہے — اور کتابیں بھی کیا کیا تھیں اور بڑے میاں بھی کیا کیا خریدنے پر تیار تھے، توبہ ہے — بڑے میاں ان کے بیچ میں گھرے ہوئے بالکل حواس باختہ ہو گئے تھے، کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کیا لینا تھا اور کیا لیں — میں جب اس کے پاس پہنچی اور پوچھا کہ وہ یہ کیا کر رہا ہے تو بوڑھا بے چارہ بہت خوش ہوا — وہ مجھے جی جان سے چاہتا تھا، شاید اپنے بیٹے پیتینکا سے کم مجھ سے پیار نہ کرتا ہوگا — وہ بولا ''جی ہاں، کتابیں ہیں — میں خریدنا چاہتا ہوں وارووارا الیکسئی‌ونا، پیتینکا کے لئے کتابیں خرید رہا ہوں — اس کی سال گرہ کا دن قریب ہے اور اسے پسند ہیں کتابیں — بس تو کتابیں خریدنے آیا ہوں اس کے لئے...،، بوڑھا ہمیشہ ذرا مسخرے‌پن سے بات کرتا تھا اور اب اس کا دماغ الجھا ہوا تھا اور وہ سخت کش مکش میں تھا — چاہے وہ ان کتابوں میں سے کچھ بھی لے لیکن قیمت ایک تھی، وہی دو روبل یا تین روبل — بڑی کتابوں کی قیمت اس سے زیادہ ہوگی مگر اس نے پوچھی ہی نہیں تھی — صرف نگاہ اشتیاق سے انہیں

دیکھا تھا اور ورق الٹ پلٹ کر انہیں پھر انہی کی جگہ لگا دیا تھا — ''نہیں نہیں — بہت مہنگی ہیں — اچھا اور کوئی کتاب دکھاؤ —،، چناں‌چہ وہ پھر کوئی سستے سے رسالے، گانے کی کتابیں، کتابچے، جنتریاں وغیرہ الٹنے پلٹنے لگتا — ان کی قیمت البتہ بہت کم تھی — میں بولی ''آپ انہیں خرید کر کیا کریں گے؟ یہ تو سب فضولیات اور خرافات ہیں —،، اس نے جواب دیا ''نہیں — افوہ، یہ بات نہیں ہے — ذرا آپ ان پر ایک نظر تو ڈالئے، کیسی اچھی اچھی کتابیں یہاں پر موجود ہیں — کتابیں تو بڑی اچھی، بہت ہی اچھی ہیں!،، آخری لفظ تو اس نے اتنا دکھی ہو کر بمشکل منھ سے نکلا کہ میں سمجھی، اب بوڑھا غم سے رو دے گا کیوں کہ اچھی کتابوں کے دام بہت تھے — دیکھتی ہوں تو واقعی اس کی آنکھ میں آنسو کی موٹی سی بوند آگئی تھی اور سرخ ناک پر ٹپکنے ہی والی تھی — میں نے اس سے پوچھا کہ جیب میں کل دام کتنے ہیں؟ ''اوہ — یہ لیجئے، یہ رہے —،، اتنا کہہ کر اس نے ـــ اس بے چارے بوڑھے نے جیب میں سے ایک بوسیدہ اخبار کے کاغذ کی پڑیا نکالی، ساری پونجی اسی پڑیا میں لپٹی لپٹائی ہوئی تھی — ''یہ رہے — آدھا روبل ہوا، بیس کوپک یہ ہوئے، ۲۰ کوپک کے پیسے اور نکلے — یہ رہے —،،

میں بوڑھے کا ھاتھ تھام کر اسے اپنے کتب فروش کی دوکان کی طرف لے چلی — ''یہ ھیں گیارہ کتابیں — ان سب کی قیمت ملا کر ساڑھے بتیس روبل ھوتی ہے — تیس روبل تو میرے پاس موجود ھیں — آپ بھی اپنے ڈھائی روبل اس میں ملا دیجئے تو پورے ھوجائیں گے — ھم دونوں اپنی پونجی ملا کر یہ کتابیں خرید لیتے ھیں اور ھم دونوں کی طرف سے یہ یک جا تحفہ ھو جائے گا —،، بوڑھا خوشی سے دیوانہ ھوگیا — اس نے جلدی جلدی اپنے چاندی اور تانبے کے سب سکے کتب فروش کی مٹھی میں دھر دئے اور کتب فروش نے فوراً ھماری نو خرید لائبریری اس پر لاد دی — جیبوں میں کتابیں بھرے ھوئے، بغل میں کتابیں دابے ھوئے بوڑھا خوش خوش گھر کی طرف روانہ ھوگیا اور مجھ سے اس نے پکا وعدہ کرلیا کہ دوسرے دن خاموشی سے یہ کتابیں آپ کو پہنچا دوں گا —

دوسرے دن بڑے میاں اپنے بیٹے پیتینکا سے ملنے آیا — حسب معمول وھاں کوئی آدھے گھنٹے بیٹھنے کے بعد وہ ھماری طرف نکل آیا — اور اس طرح بیٹھا کہ اس انداز نشست سے زیادہ کوئی اور مسخرےپن کا اور پر اسرار قسم کا انداز ھو نہیں سکتا تھا — بڑی معنی خیز مسکراھٹ کے ساتھ اور ایسے آدمی کی طرح جس کے سینے

میں کوئی بڑا راز مخفی ھو اس نے اپنی ھتھیلیاں مسلتے ہوئے ھمیں بتایا کہ کتابیں یہاں پہنچ چکی ھیں چپکے سے ھمارے کمروں تک آگئی ھیں اور باورچی خانہ کے کونے میں متریونا کی نگرانی میں چھوڑ دی گئی ھیں — اس کے بعد گفتگو اس خوشگوار واقعے کی طرف مڑگئی اور بڑے میاں نے بڑی تفصیل سے بتایا کہ اس روز جب سال گرہ ھوگی تو ھم یہ کتابیں اس کے بیٹے کو کیسے پیش کریں گے — لیکن وہ جتنی زیادہ باتیں کرتا جاتا تھا مجھے برابر محسوس ھوتا جا رھا تھا کہ کوئی نہ کوئی بات اس کے دل میں ھے جو وہ کہہ نہیں پا رھا ھے بلکہ کہنے سے ڈرتا ھے — میں خاموش اور منتظر رھی — اس کے رازدارانہ اشارے، اس کے طورطریق اور انداز میں وہ دبی دبی سی مسرت کا وفور، چہرے کا رنگ، بائیں آنکھ بھینچ کر اشارے میں بات کرنا، سب کچھ جاتا رھا — وہ کچھ بتانے کو بے قرار ھے — اور یہ اضطراب بڑھتا ھی جاتا ھے — بالاخر اس کی زبان سے بات نکل ھی پڑی —

''واروارا الیکسئی‌ونا،، اس نے دبی گھٹی آواز میں کہنا شروع کیا ''آپ کو خبر ھے کہ میں کیا سوچ رھا ھوں واروارا الیکسئی‌ونا؟،، وہ بات کرتے وقت گڑبڑایا جا رھا تھا ''یوں کریں کہ دیکھئے آپ ان میں سے دس

کتابیں لے لیجئے اور آپ اسے سال گرہ کے موقع پر دس کتابیں تحفے میں دے دیجئے اپنی طرف سے — یہ آپ کا تحفہ ہوا — میں گیارھویں کتاب لاؤں گا — وہ میں اپنی طرف سے تحفے میں دے دوں گا — یہ ہو گیا میرا تحفہ — دیکھئے نا اس طرح سے آپ کی طرف سے بھی تحفہ پہنچ گیا اور میری طرف سے بھی تحفہ پہنچ گیا — ہم دونوں کی طرف سے تحفے بھی اسے مل جائیں گے اور پھر یہ بھی ہے کہ ہمارے الگ اپنے اپنے لانے لانے تحفے ہوں گے...،، وہ بات کرنے میں الجھا جا رہا تھا چناں‌چہ خاموش ہو گیا — میں نے اس پر ایک اچٹتی نظر ڈالی اور دیکھا کہ وہ میرے جواب کا بری طرح منتظر ہے — میں نے کہا ''آپ آخر یہ کیوں نہیں چاہتے کہ ہم دونوں اپنے تحفے ایک جگہ کر کے پیش کریں زخار پیتروو‌چ؟،، ''جی — وہ دیکھئے نا، بات یہ ہے کہ اصل میں کہ بات یہ ہے...،، اس کی زبان لکنت کر رہی تھی، اور لفظوں میں گتھی پڑی جا رہی تھی، منہہ لال ہو گیا تھا اور وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پا رہا تھا —

''دیکھئے نا آپ،، آخر اس نے اپنے من کی بات کھول کر کہہ دی ''میں کبھی کبھی بے تکا‌پن، وہ دیکھئے کہ کچھ گڑبڑ کر جاتا ہوں... واروارا الیکسئی ونا، ہمیشا ہی کچھ نہ کچھ گڑبڑ مجھ سے ہو جاتی

ہے — ایک لفظ میں یوں سمجھئے کہ جیسے مجھے کرنا چاہئے، جیسے وہ کیا کہتے ہیں کہ زیب دیتا ہے مجھے، ویسے نہیں کر پاتا — کبھی وجہ یہ کہ آدمی ٹھنڈا ہے — کبھی کوئی پریشانی ہے — یا یوں سمجھئے کہ موڈ میں نہیں ہے... آپ جانئے، کوئی کام بگڑ گیا ہے تو پھر میں گڑبڑا جاتا ہوں اور کچھ بن نہیں پڑتا ہے مجھ سے، تو یہ ہے کہ پی پلا لیتا ہوں — کبھی کبھی ذرا زیادہ ہوجاتی ہے — اور یہ پیتینکا ایسا بیٹا ہے کہ اسے یہ سب اچھا نہیں لگتا — وہ، آپ دیکھئے کہ اس پر بگڑ جاتا ہے، مجھے پھٹکارنے لگتا ہے اور طرح طرح کی نصیحتیں کرنے لگتا ہے — اب جو میں اسے تحفہ دوں گا تو اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ مجھ پر اس کی بات کا اثر ہوا ہے اور میرا چال چلن سدھرنے لگا ہے — اور یہ جو کچھ میں نے خریدا ہے، کتاب وتاب جو خریدی تو ایک دم سے نہیں خریدی بلکہ بہت دن تک اس کی تیاری کی — کیوں کہ روپیہ تو اکثر میرے پاس ہوتا نہیں ہے سوائے اس کے کہ پیتینکا کبھی کچھ دے دلا دیتا ہے... اسے یہ بات خوب معلوم ہے -- اور تحفہ دیکھ کر بڑا خوش ہوگا کہ میں نے روپیہ اس میں لگایا اور پتہ چلے گا کہ یہ میں صرف اس کی خاطر، اسی اکیلے کے لئے کر سکتا ہوں —،،

اس بوڑھے آدمی پر میرا دل بہت دکھا — تھوڑی دیر میں نے سوچا — بوڑھا بے چینی سے مجھے تک رہا تھا — ''اچھا تو، آپ سنئے زخار پیتروویچ — آپ ہی یہ سب کتابیں اپنی طرف سے پیش کردیجئے —،، وہ حیرت سے بولا ''کیا مطلب؟ سب کی سب کتابیں آپ کا مطلب ہے؟،، ''جی ہاں، سب کی سب کتابیں،، ''اور اپنی طرف سے سب کتابیں؟،، ''جی ہاں — اپنی ہی طرف سے —،، ''یعنی یہ کہ اکیلی اپنی ذات کی طرف سے — صرف اپنی جانب سے؟،، ''جی ہاں — بالکل اپنی اکیلی ذات کی ہی طرف سے —،، میرے خیال میں تو میں نے بہت ہی کھل کر وضاحت کردی لیکن بڑے میاں دیر تک میری بات سمجھ نہ سکے —

''اچھا — تو خیر، یہ بات،، وہ فکر میں پڑتے ہوئے بولا ''یہ بات تو ہوئی، بہت اچھی، بلکہ حد سے زیادہ اچھی رہے گی لیکن یہ بتائیے کہ آپ کا کیا ہوگا واروارا الیکسئیونا؟،، ''ہاں میں کچھ بھی تحفہ نہیں دوں گی —،، ''نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے،، بوڑھا ایسے چیخا جیسے قریب ڈر گیا ہو — ''یعنی، آپ پیتینکا کو کچھ تحفہ نہیں دیں گی — کچھ بھی آپ اسے تحفہ دینا نہیں چاہتی ہیں؟،، بوڑھا واقعی سہم گیا تھا — اس لمحے ایسا لگتا تھا جیسے وہ اپنی

پہلی تجویز سے خود ہی بھر جائے گا تاکہ میں اس کے بیٹے کو تحفہ دے سکوں — بوڑھا اچھے دل کا آدمی تھا — میں نے اسے یقین دلانا چاہا کہ کوئی بات نہیں، میں تحفہ تو ضرور دینا چاہتی ہوں — لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ کی خوشی میں کھنڈت ڈالوں — میں نے کہا ''اگر آپ کا بیٹا خوش ہوجائے گا اور آپ خود خوش ہوں گے تو آپ دونوں کی خوشی میں میری خوشی ہے — اور یہ ایسا ہی ہے جیسے میں نے خود تحفہ دے دیا ہو —،، اس سے اس کو بھروسہ ہوگیا — بات پکی ہو گئی — وہ ہمارے پاس دو گھنٹے اور ٹھیرا مگر اس عرصے میں وہ دم بھر کو بھی ایک کل نہیں بیٹھا — کودتا اچھلتا رہا، باتیں کرتا رہا، ہنستا کھیلتا اور ساشا سے خوش فعلیاں کرتا رہا — مجھے جھٹ سے چوما، چٹکی بھری، چپکے سے آننا فیودروونا کا منھ چڑایا اور آخر میں آننا فیودروونا نے اسے گھر سے چلتا کر دیا — مختصر یہ کہ بڑے میاں اس دن اس طرح جامے سے باہر ہوئے جا رہے تھے کہ اس سے پہلے کبھی اس عالم میں نہیں دیکھا گیا —

تقریب کے دن کو وہ سچ مچ ٹھیک وقت سے گیارہ بجے آ پہنچا — سیدھا گرجا گھر سے نمٹ کر آرہا تھا، کپڑے لتے سب درست تھے، ہر چیز سلیقے

سے لگی ہوئی تھی — واسکٹ اور بوٹ جوتے بھی واقعی نئے تھے — دونوں ہاتھوں میں الگ الگ دو پارسل تھے کتابوں کے — (یہ دن اتوار کا تھا) اور ہم آنتا فیودرووونا کے کمرے میں بیٹھے اس وقت چائے پی رہے تھے — بڑے میاں، نے آتے ہی غالباً پہلی بات منھ سے یہ نکالی کہ یہ پوشکن تو سچ مچ بڑا اچھا شعر کہنے والا تھا — لیکن فوراً گھبرایا اور دوسرا موڑ اختیار کر کے اس رائے پر زور دینے لگا کہ آدمی کو چاہئے خود کو لئے دئے رکھے — اور اگر ذرا بہکا تو اس کا مطلب ہے کہ راہ بےراہ ہوا اور برے چسکے آدمی کو کسی کرم کا نہیں چھوڑتے — اس رائے کا اظہار کرتے وقت اس نے بہت سی خطرناک بلکہ ہیبت ناک مثالیں دیں اور جتایا کہ اب میں کچھ عرصے سے اپنی اصلاح کر رہا ہوں اور اپنے آپ کو بہت عمدہ طریقے سے سنبھال کر لے چل رہا ہوں — اسے خوب احساس تھا کہ بیٹا جو کچھ کہتا ہے صحیح کہتا ہے اور ان سب کو اس نے خوب گرہ باندھ لیا تھا لیکن اب کہیں جا کر، اس کے طور طریقوں میں تبدیلی آئی ہے — اس بات کے ثبوت میں بڑے میاں نے بیٹے سے کہا کہ وہ ان کتابوں کو قبول کرے جو عرصے سے روپیہ بچا بچا کر اس نے آج کے دن کے لئے خریدی ہیں —

میں بوڑھے کی اس بات کو سن کر اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکی اور چیخ پڑی۔ اسے ضرورت پڑنے پر کہانی گڑھنا کیسا آتا تھا۔ کتابیں اس کے بیٹے کے کمرے میں بھیج دی گئیں اور کتابوں کے خانے میں جما دی گئیں۔ ہوکروفسکی نے اسی وقت حقیقت کو بھانپ لیا تھا۔ اس روز بوڑھے کو دو پہر کے کھانے کے لئے روک لیا گیا، کیا مزے کا دن تھا۔ کھانے سے نمٹ کر ہم لوگوں نے تاش کھیلے، ساشا بہت زور میں تھی اور میں بھی اس سے کچھ پیچھے نہیں رہنے والی تھی۔ ہوکروفسکی اس دن میری طرف بہت متوجہ تھا اور اس تلاش میں تھا کہ کوئی موقع ملے اور وہ مجھ سے اکیلے میں بات کرے مگر میں نے موقع نہیں دیا۔ میری زندگی کے پچھلے چار برس میں یہ دن سب سے زیادہ مزے کا دن تھا۔

اب اس کے بعد سے غم بھری اور مصیبتوں کی ماری یادیں شروع ہوتی ہیں۔ وہ دن جو میرے لئے سیاہ تھے۔ اسی لئے شاید آگے چلتے ہوئے قلم کی رفتار دھیمی ہو گئی ہے اور وہ اٹک رہا ہے۔ یہ بھی غالباً اس وجہ سے ہے کہ میں نے اپنے خوشی کے دنوں کی ایک ایک تفصیل، ذرا ذرا سی بات بہت لطف لے کر لکھی ہے۔ خوشی کے دن اتنی مختصر تھے اور ان کے

پیچھے پیچھے اتنے مصائب اور اتنے دکھ بھگتنے پڑے ھیں کہ جن کی کوئی حد نہیں، خدا جانے کب ان کا سلسلہ ٹوٹے گا-

میری بد قسمتی اور مصیبت پوکروفسکی کی بیماری اور موت سے شروع ھوتی ھے- اس واقعے کے دو مہینے بعد، جس کا میں ابھی ابھی ذکر کر چکی ھوں، پوکروفسکی بیمار پڑ گیا- ان دو مہینوں میں اس غریب نے روٹی کمانے کے لئے بڑی سخت دوڑ دھوپ کی- اب تک اسے کہیں مستقل نوکری نہ ملی تھی- اور آخری لمحے تک پھیپھڑے کے تمام مریضوں کی طرح وہ اس امید کا دامن مضبوطی سے تھامے رھا کہ اسے بہت عرصے جینا ھے- اگر اسے بچوں کو پڑھانے کا کام ناپسند نہ ھوتا تو وہ بڑی آسانی سے استاد کی پوزیشن میں بسر کر سکتا تھا- سرکاری ملازمت کا کوئی سوال ھی پیدا نہ ھوتا تھا کیوں کہ اس کی صحت بہت گری ھوئی تھی- اور پھر یہ بھی تھا کہ پہلی تنخواہ ملنے تک اسے بہت دن انتظار کے گزارنے پڑتے- چناں چہ اب جتنا وہ سوچتا زندگی کا صرف تاریک رخ ھی اس کی آنکھوں کے سامنے آتا تھا- چناں چہ اس کا مزاج بگڑتا چلا گیا اور اسی کے ساتھ صحت بھی برباد ھوتی گئی لیکن اسے خود کچھ بھی پتہ نہ چلا کہ یہ کیا

ہو رہا ہے — خزاں کا موسم آیا تو اس کی لاپروائی کی نوبت یہ تھی کہ پتلے کپڑے کے کوٹ میں ہی باہر نکل جاتا اور نوکری کی درخواستیں دیتا، کوششیں کرتا، اور نوکری کی ان التجاؤں میں اسے ذلت نفس کا سخت احساس ہوتا تھا — کئی بار یہ ہوا کہ وہ بارش میں پھنس گیا — پاؤں بھیگ گئے، اور ایک دفعہ بیمار ہو کر بستر پر ایسا گرا کہ پھر اٹھنے کا نام نہیں لیا... وہ خزاں کے موسم کے درمیان دنیا سے سدھار گیا، اکتوبر کے آخری دن تھے یہ —

جب تک وہ بیمار رہا، پورے عرصے میں شاید ہی کبھی اسے کمرے میں اکیلا چھوڑ کر گئی ہوں، ہمیشہ اس کی دیکھ بھال کرتی رہی، تیمارداری میں لگی رہی اور ہر ضرورت کی فکر کرنے کے علاوہ رات رات بھر جاگی — ہوش میں کم رہتا، اکثر اوقات اس کو سرسام ہو جاتا تھا اور وہ طرح طرح کی باتیں بڑبڑایا کرتا —— کبھی اپنی کتابوں کی، کبھی ان نوکریوں کی، جن کے لئے اس نے درخواستیں دے رکھی تھیں، کبھی میرے بارے میں، کبھی اپنے باپ کے بارے میں... بہت سی ایسی باتیں بھی اس کے منھ سے نکلتی تھیں جن کے متعلق مجھے کچھ خبر نہ تھی یا جو میرے وہم و گمان میں بھی نہ آئی تھیں — جب وہ بیمار پڑا

اور میں نے اس کی تیمارداری شروع کی تو گھر میں ہر شخص گویا تعجب کے ساتھہ مجھہ پر نگاہ رکھتا تھا — آنا فیودرووونا اکثر مجھے دیکھہ کر سر ہلاتی تھیں — لیکن میں ہر شخص سے آنکھیں چار کرتی رہی — اور رفتہ رفتہ یہ ہو گیا کہ لوگوں کی توجہ مجھہ پر سے ہٹ گئی، کم سے کم میری اماں کا استعجاب جاتا رہا —

ایسے وقت بھی آئے جب پوکروفسکی مجھے پہچان لیتا تھا، اگرچہ یہ اتفاق سے کبھی ہوتا تھا، اکثر تو وہ ہذیان میں بکتا رہتا تھا — اور بعض موقعوں پر وہ ساری ساری رات کسی سے بحث کرتا رہتا تھا یوں ہی مبہم، ناواضح، بے ربط جملوں میں — اس کی بھرائی ہوئی آواز اس تنگ کمرے میں گونجتی تھی تو عجیب لگتی تھی، اس میں کھوکھلاپن ہوتا تھا جیسے کسی قبر سے آرہی ہو — مجھے ہول آتا تھا — اس کی زندگی کی آخری رات تو وہ بری طرح ہنکار رہا تھا، اسے تکلیف بھی سخت تھی اور کراہیں بھی نکل رہی تھیں — گھر میں ہر شخص کو خوف آیا، یہاں تک کہ آنا فیودرووونا تو دعائیں مانگنے لگیں کہ خدایا اسے جلد اٹھالے — ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ صبح تک وہ ہر حالت میں ختم ہو جائے گا —

بوڑھے باپ نے ساری رات دروازے کے پاس گزاری جہاں اس کے لئے چٹائی ڈال دی گئی تھی — وہ بار بار کمرے میں آتا رہا مگر اسے دیکھنے سے خوف لگتا تھا — بوڑھا اس رات بڑا دل شکستہ تھا، غم کے مارے اسے سکتہ سا ہو گیا تھا اور ہوش اڑے ہوئے تھے — خوف سے اس کا سر کانپ رہا تھا اور سارا بدن لرز رہا تھا — خود اپنے آپ سے وہ لفظ چبا چبا کے کچھ کہتا، اور آپ ہی آپ سوال جواب کئے جاتا تھا — مجھے ایسا لگتا تھا کہ وہ غم سے دیوانہ ہو جائے گا —

صبح تڑکا ہونے سے پہلے وہ غم و الم سے نڈھال ہو گیا اور نیند میں ایسا گرا اپنی چٹائی پر جیسے ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا ہو گیا ہو — صبح کے سات بجتے ہی میں نے دیکھا کہ موت نزدیک آ پہنچی ہے اور میں نے باپ کو جگا دیا — مرنے والے کو ہوش آ گیا تھا اور ہر ایک سے آخری رخصت کے الفاظ کہہ رہا تھا — حیرت ہے کہ مجھے بالکل رونا نہیں آیا اگرچہ میرا دل درد سے ٹکڑے ہوا جاتا تھا —

لیکن اس کے آخری لمحے سب وقتوں سے زیادہ مجھے دکھ دے گئے — یہ بہت کٹھن گزرے — وہ اپنی بے قابو لکنت کرتی ہوئی زبان سے کسی بات کی التجا کئے جا رہا تھا لیکن الفاظ میں کسی طرح سمجھ

نہ سکی۔ وہ التجا کرتا رہا اور میں سمجھے بغیر سنتی رہی — یہ اذیت میرے لئے نا قابل برداشت تھی — گھنٹے بھر تک وہ تڑپتا رہا، میری طرف دکھ بھری اداس نظروں سے دیکھتا تھا اور اشارے سے کچھ کہنے کی کوشش کرتا تھا — پھر اس نے اپنی بھرائی ہوئی، کھوکھلی آواز میں، جو مگھم تھی، کچھ التجا کی، اب کے پھر میں نہ سمجھ پائی — ایک ایک کو میں اس کے بستر مرگ کے پاس لے کر آئی اور اسے کچھ پانی دیا لیکن اس نے درد ناک انداز میں سر ہلا کر انکار کر دیا — بالاخر میں سمجھ گئی کہ وہ کیا مانگ رہا ہے — وہ مجھ سے یہ چاہتا تھا کہ سامنے سے پردہ سرکا دوں اور پٹ کھول دوں تاکہ وہ دن کے ابھرتے ہوئے اجالے پر آخری نظر ڈال سکے، سورج کی روشنی کو اور خدا کی کائنات کو آخری بار دیکھ لے — میں نے سامنے سے پردہ سرکا دیا مگر باہر صبح کی یہ پہلی گھڑیاں ویسی ہی بجھی ہوئی اور دردناک تھیں جیسے کمرے کے اندر رخصت ہوتی ہوئی زندگی — دھوپ کا پتہ نہ تھا اور فضا کہرے میں لپٹی ہوئی تھی، آسمان غم ناک اور جھکا ہوا تھا — کھڑکیوں کی شیشے پر ہلکی بوندیں پٹ پٹ گر رہی تھیں، اور بارش کی ٹھنڈی اور گدلی دھار کھڑکیوں کو دھو رہی

تھی — فضا ناصاف اور تاریک تھی — کمرے میں بجھے ہوئے دن کی کرنیں بہت ھلکی ھلکی آ رہی تھیں اور اس کی وجہ سے مقدس شبیہ کے سامنے کے شمعدان میں ٹمٹماتی ہوئی بتی کی روشنی آپ سے آپ بے بس ہوئی جاتی تھی... مرنے والے نے میری طرف دیکھا، غم ھی غم تھا ان آنکھوں میں اور دیکھتے دیکھتے اس کا سر ڈھلک گیا — لمحے بھر بعد وہ سدھار چکا تھا —

آننا فیودرو ونا نے کفن دفن کا انتظام کیا — معمولی سے معمولی تابوت لایا گیا اور نہایت سادہ گاڑی کرائے پر لی گئی — اس پر جو کچھ خرچ آیا تھا اس کے بدلے میں آننا فیودرو ونا نے مرنے والے کی ساری کتابیں اور تمام سامان اپنے قبضے میں لے لیا — بڑے میاں نے آننا فیودرو ونا سے بہت سخت جھگڑا کیا اور جس قدر کتابیں وہ جھپٹ سکتا تھا اس نے جھپٹ لیں، انہیں اپنی جیبوں میں بھرا، اپنے ٹوپ میں رکھا اور تین دن تک انہیں اپنے سے جدا نہیں کیا بلکہ انہیں چرچ بھی ساتھ ساتھ لے گیا — ان تمام دنوں میں بوڑھا بالکل حواس گم اور دم بخود رہا — برابر وہ تابوت کے چکر کاٹتا رہا، کبھی تابوت کے سہرے ''وینچک،، کو ٹھیک ٹھاک کرتا تھا، کبھی شمعیں جلاتا اور ان کا گل صاف کرتا تھا — بہت دیر تک اس کے خیالات کسی

ایک نقطے پر ٹھیرنے نہیں پاتے تھے — گرجا گھر میں اس کی نماز جنازہ پر نہ تو اماں جا سکیں اور نہ آننا فیودرو ونا گئیں — اماں کی طبیعت اچھی نہیں تھی اور آننا فیودرو ونا جانے کو تیار تھیں کہ کسی بات پر بڑے میاں سے تو تو میں میں ہوگئی اور انہوں نے بھی جانے کا خیال ترک کر دیا — وہاں صرف بڑے میاں موجود تھے یا میں تھی — جب آخری رسمیں ادا ہو رہی تھیں عین اس وقت گرجا گھر میں مجھ پر ایک وحشت طاری ہوئی، یہ ایک قسم کی گھبراہٹ یا اندیشہ تھا مستقبل کے بارے میں — میں چرچ میں بھی مشکل سے ہی ٹھیر سکی — بالاخر تابوت بند کیا گیا، اس کی کیلیں ٹھونکی گئیں، گاڑی پر رکھا گیا اور وہاں سے لے گئے — سڑک کے نکڑ تک میں بھی پہنچانے گئی — گاڑی‌بان نے گھوڑوں کو چابک رسید کر کے دوڑا دیا تھا مگر بوڑھا باپ تھا کہ پیچھے پیچھے دوڑتا جا رہا تھا زور زور سے روتا، آہیں بھرتا ہوا — دوڑنے میں آواز کانپ رہی تھی — دوڑتے دوڑتے اس کا ٹوپ سر سے گرا مگر وہ اٹھانے کے لئے نہ جھکا — اس کے بال بارش سے تربتر تھے اور منھ پر تیز ہوا کے تھپیڑے پڑ رہے تھے — لیکن اسے کسی بات کا ہوش نہ تھا اور وہ تابوت گاڑی کے ایک طرف سے دوسری طرف جھکائی کھاتا دوڑ رہا تھا — اس کے

پرانے کوٹ کے دامن تھپ تھپ کر رہے تھے۔ کتابیں اس کی ساری جیبوں سے کھسک کر نکل پڑیں مگر اس نے سب سے بڑی کتاب کو بھینچ کر سینے سے لگا لیا۔ راہ گیر یہ حال دیکھتے تو وہ سر سے ٹوپی اتارتے اور چہرے پر، منھ پر صلیب کا نشان بناتے تھے۔ کچھ لوگ چلتے چلتے رک جاتے تھے اور اس بے چارے بوڑھے کے حال تباہ کو دیکھنے لگتے تھے۔ کتابیں اس کی جیبوں سے نکل نکل کر کیچڑ میں گرتی رہیں۔ جب لوگ اسے روک کر کہتے تھے کہ کتاب گر گئی ہے، اٹھا لو تو وہ جھکتا، کتاب اٹھاتا اور گاڑی پکڑنے کے لئے پھر دوڑ پڑتا۔ سڑک کے نکڑ پر ایک بوڑھی فقیرن بھی اس کے ساتھ ساتھ ہولی۔ آخر جب تابوت گاڑی نظروں سے اوجھل ہوگئی تو میں گھر چلی آئی، اپنی اماں کے سینے پر گر پڑی اور تڑپ تڑپ کے رونے لگی۔ میں نے اماں کو جی بھر کے پیار کیا اور ان کو اپنے دونوں بازوؤں میں بھینچ لیا جیسے میں اپنے آخری عزیز کو بچا لینا چاہتی ہوں اور موت کے سپرد نہیں کرنا چاہتی لیکن موت! موت تو بے چاری اماں کے سر پر منڈلا رہی تھی۔

. . . .

۱۱ جون

کل جو ہم جزیروں میں گھومنے پھرنے چلے گئے تھے اس پر میں کیا کہوں، ماکار الیکسئیوچ، آپ کی کتنی شکر گزار ہوں — وہاں کس قدر تروتازگی ہے، کتنا اچھا ہے، کیسی ہریالی ہے — میں نے ایک زمانے سے سبزہ نہیں دیکھا تھا — جب میں بیمار تھی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ اب کے ضرور مر جاؤں گی اور کبھی ہریالی نہ دیکھ سکوں گی — ذرا تصور کیجئے کہ کل مجھے کیسے لگا ہوگا، کیا میں نے محسوس کیا ہوگا — مہربانی کرکے آپ ذرا بھی جی میں نہ کڑھیے گا کہ کل میں بہت دل گرفتہ رہی — میں تو بہت خوش تھی، دل ہلکا تھا — لیکن نہ جانے کیسے یہ ہوتا ہے کہ اپنی انتہائی خوشی کے عالم میں دل گرفتہ ہوجاتی ہوں، اداسی مجھ پر طاری ہوجاتی ہے — اگر رو بھی پڑی تو کوئی بات نہیں — اکثر میں رو پڑتی ہوں اور نہیں جانتی کہ رونا کیوں آتا ہے — اس کا سیدھا سبب یہ ہے کہ جن چیزوں کو میں خوب محسوس کرتی ہوں وہ مجھے آسانی سے ٹھیس لگا دیتی ہیں — میرے احساسات میں دکھ بسا ہوا ہے — بادلوں کے بغیر پیلا آسمان، ڈوبتا ہوا سورج اور شام کا سناٹا —— یہ سب میں نہیں

جانتی کہ کیسے، مگر ایسا عالم تھا کل کہ جس میں خود بخود جی بھر آتا ہے اور آنسو طلب کرتا ہے۔ یہ سب میں آپ کو کیوں لکھہ رہی ہوں؟ خود میرے دل میں بھی یہ ساری باتیں مبہم اور دھندلی سی ہیں، کاغذ پر لکھی جاتی ہیں تو بالکل ہی بے معنی لگتی ہیں — مگر شاید آپ سمجھہ جائیں گے — آنسو اور قہقہے! آپ ماکار الیکسئی‌وچ، کس درجہ مہربان، کتنے اچھے ہیں — کل آپ میری آنکھوں میں ایسے جھانک رہے تھے جیسے آنکھوں آنکھوں میں پڑھہ لینا چاہتے ہوں کہ میں کیا محسوس کرتی ہوں اور میری خوشی کا اندازہ کرنا چاہتے ہوں — چاہے جھاڑی ہو، پودا ہو، سایہ دار روش ہو، پانی بھرا نشیب ہو، یا کوئی جگہ، ہر مقام پر آپ میرے سامنے کھڑے اس طرح میری آنکھوں میں غور سے دیکھتے تھے اور فخرمند تھے جیسے یہ کوئی آپ کی اپنی جاگیر ہے جو آپ مجھے دکھارہے ہیں— ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک اچھے دل کے مالک ہیں ماکار الیکسئی‌وچ، اور میں اسی بات کی وجہ سے آپ سے محبت کرتی ہوں — اچھا، خدا حافظ، رخصت — آج پھر میری طبیعت خراب ہو گئی ہے — کل پاؤں بھیگ گئے تھے جس سے نزلہ ہو گیا — فیدورا کی بھی کچھہ

طبیعت ٹھیک نہیں — چناں چہ ہم دونوں ہی آج اپاہج ہوگئے ہیں — مجھے بھول نہ جائیے گا اور اکثر یہاں آیا کیجئے —

آپ کی

و — د —

۱۲ جون

میری کبوتری واروارا الیکسئی‌ونا،

کل جو آپ کا خط آیا اس کے بارے میں تو میں نے سوچا تھا کہ پورا خط شعروں میں لکھا ہوگا لیکن یہ کیا کہ اس کے بجائے صرف ایک کاغذ کا پرزہ لکھا ہے آپ نے — میں اصل میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ یہ خط بہت مختصر ہے، صرف ایک صفحہ، لیکن بہت ہی خوب ہے — بڑا پیارا خط — اس میں مناظر قدرت کا حسن ہے، دیہات کی طرح کے مناظر ہیں، جذبات و احساسات ہیں، مختصر یہ کہ آپ نے کوزے میں بڑی خوبی سے دریا بند کردیا ہے — میرا معاملہ یہ ہے کہ مجھ میں تو کوئی لیاقت ہے نہیں — اگر میں درجن بھر صفحے بھی لکھ ڈالوں گا تو کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے اس سے — میں ایسا کرکے دیکھ چکا ہوں اور خوب جانتا ہوں — میری پیاری، آپ کہتی ہیں کہ میں

مہربان، خوش خلق آدمی ہوں، بےضرر ہوں اور خدا نے فطرت کے مناظر میں جو نعمتیں ہم کو دی ہیں ان کا اپنے عمل سے شکرانہ ادا کرتا ہوں، اور اس کے علاوہ دوسرے طریقوں سے بھی آپ میری تعریف کرتی ہیں — یہ سب سچ ہے — قطعی برحق ہے — میں ویسا ہی ہوں جیسا آپ کا بیان ہے — میں خود اسے جانتا ہوں — لیکن آپ جو کچھ لکھتی ہیں اسے پڑھ کر آدمی کا دل پگھلنے لگتا ہے اور غم‌ناک خیالات اور جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں — اب میں آپ سے اپنے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں میری ننھی منی!

جب میں پہلی بار دفتر میں کام کرنے گیا تو میری عمر سترہ برس کی تھی — یہ اب سے تیس برس پہلے کی بات ہے — میں کہہ سکتا ہوں کہ نوکری کرتے کرتے اتنا عرصہ گزرا کہ کتنی سرکاری وردیاں بدن پر تار تار ہوچکی ہیں — مگر اسی کے ساتھ عمر بھی بڑھی — عقل بھی کچھ آئی — اور لوگوں کو بھی میں نے بہت دیکھا بھالا — کہہ سکتا ہوں کہ میں نے عمر کا بڑا حصہ کاٹ دیا — دنیا میں بہت کچھ دیکھ لیا — ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ خطاب یا اعزاز دلوانے کے لئے میرے نام کی سفارش کی

گئی تھی — ممکن ہے آپ اس کا یقین نہ کریں — مجھے کیا حق ہے کہ آپ کو یقین دلاؤں ہی — خدا شاھد ہے — بد قسمتی سے ہر جگہ برے لوگ بھی نکل آتے ہیں، میری پیاری — لیکن میں آپ سے کہوں گا کہ میں چاہے کتنا ہی نادان، فضول، بے سمجھ آدمی سہی، پھر بھی دل تو میرے پاس بھی ویسا ہی ہے جیسا دوسروں کے پاس ہوسکتا ہے — وارنکا پیاری، آپ جانتی ہیں اس برے آدمی نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے — بہتر ہو کہ آپ پوچھیں، اس نے ایسا سلوک کیوں کیا؟ صرف اس لئے کہ میں بے زبان آدمی ہوں، خاموشی پسند ہوں اور نرم دل سینے میں رکھتا ہوں — میں اس آدمی کے ذوق کا نہیں تھا، بس اسی لئے یہ ہوا — چھوٹی چھوٹی باتوں سے بات کا بتنگڑ بن گیا — ''ماکار الیکسئی‌وچ ایسے آدمی ہیں، ماکار الیکسئی‌وچ ویسے آدمی ہیں،، — یہاں سے کہنا شروع کیا گیا، نوبت یہاں تک پہنچی کہ ''اور اس کے سوا ماکار الیکسئی‌وچ سے امید بھی کیا ہوسکتی ہے،، بالآخر تان یوں ٹوٹنے لگی ''قصور کس کا ہے؟ ظاہر ہے کہ ماکار الیکسئی‌وچ کا قصور ہے —،، چناں‌چہ آپ دیکھئے میری جان کہ ہمیشہ ماکار الیکسئی‌وچ کا ہی قصور ثابت کیا جانے لگا — یہ سب کرتوت تھے

ان لوگوں کے کہ ماکار الیکسئیوچ کا نام انہوں نے مستقل طور سے الزاموں کا نشانہ بنالیا اور پورے محکمے میں پھیلا دیا — مگر صرف اسی پر بس نہیں کی گئی — یہ ہونے لگا کہ میں جو بوٹ پہنے ہوئے جاؤں ان پر جملے کسے جاتے تھے — میرے دفتری کوٹ پر پھبتیاں ہوتی تھیں — میرے بالوں کی تراش پر اور حد ہے کہ میرے چہرے مہرے پر — گویا یہ سب غلط اور بےوضع ہے، اسے بدلا جانا چاہئے — ان لوگوں کا یہ سلوک ایک دو دن نہیں بلکہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، بلا ناغہ روزانہ ہی برسوں تک جاری رہا — اب مجھے اس کی عادت ہوچکی ہے — میرا کیا ہے، میں ہر چیز سے مانوس اور اس کا عادی ہوسکتا ہوں کیوں کہ ہوں نا بہر حال چھوٹا آدمی، بے حیثیت آدمی — لیکن پھر بھی آخر یہ کیوں ہوتا رہے — کیوں میں اس کو سہوں؟ میں نے کسی کو کیا نقصان پہنچایا؟ کس کا حق مار لیا؟ کیا میں نے کبھی کسی کی برائی افسروں سے کی ہے؟ کیا میں نے کبھی ترقی کے لئے چھین جھپٹ اور جوڑ توڑ کئے ہیں؟ کیا میں نے کبھی کسی کے خلاف تکلّم کی ہے؟ ایسی حرکتیں سوچنے سے ہی مجھے شرم آتی ہے — اور یہ بھی جانے دیجئے، سوچئے کہ بھلا مجھ میں اتنی

قدرتی لیاقت اور صلاحیت بھی ہے کہ دوسروں کو فریب دے کر خود آگے بڑھ سکوں— خدا مجھے معاف کرے لیکن آخر میں نے وہ کیا قصور کیا ہے جس کے عوض میں یہ سب کچھ عطا ہوتا ہے... آپ کی نظر میں ایک اچھا لائق آدمی ہوں میں — کیا ہوں نہیں؟ اور آپ، میری پیاری، تمام دوسروں سے کہیں اچھی ہیں— اچھا چلو— یوں دیکھو شرافت میں سب سے بڑی شرافت کونسی؟ ایفستافی ایوانووچ نے کچھ دن پہلے ایک آپس کی بات چیت میں کہا کہ سب سے بڑی شرافت یہ کہ روپیہ بناؤ— انہوں نے یہ بات مذاق میں کہی تھی (میں سمجھتا ہوں کہ مذاق میں ہی کہی ہوگی) لیکن اخلاقی شرافت یہ ہے کہ آدمی کسی دوسرے پر بار نہ بنے اور میں کسی پر بار نہیں ہوں— میرے پاس میری اپنی روٹی کا ٹکڑا موجود ہے، باسی ہی سہی لیکن ہے تو اپنا، خود اپنی محنت سے، ایمانداری سے، جائز طریقے پر کمایا ہوا— ایک آدمی کا فرض کیا ہے؟ اسے کیا کرنا ہے؟ کاغذوں کی نقلیں کرنا کوئی بڑے مزے کی دعوت تو ہے نہیں، لیکن اس پر بھی میں اس نقل کے کام سے مطمئن ہوں— کیوں کہ میں اپنے ماتھے سے پسینہ ٹپکاتا ہوں — اور پھر یوں دیکھو، کاغذوں کی نقلیں کرنے میں برائی بھی کیا ہے؟ کیا یہ

کوئی گناہ ہے؟ ''وہ دیکھو، بیٹھا نقلیں کھینچ رہا ہے،، — ''دفتر کا چوہا کاغذات نقل کر رہا ہے!،، یہ سب کہا جاتا ہے مگر ہوا کیا — اس میں بے ایمانی کون سی ہے؟ میرا خط بہت صاف ستھرا ہے، دیدہ زیب ہے — گورنر میرے خط سے بہت خوش ہیں — ان کے اکثر اہم کاغذات میں ہی صاف کرتا ہوں — اب رہا طرز تحریر کا سوال، اس سے مجھے کیا، میرا کوئی بھی طرز تحریر نہیں ہے — یہ بات اچھی طرح سے میرے علم میں ہے — اور اسی لئے میں ملازمت میں ترقی نہیں کر سکا — اور تو اور، آپ کو بھی، میری وارنکا، جب خط لکھنے بیٹھتا ہوں تو میں، جیسا کہ لکھتا ہوں اور اس وقت لکھ رہا ہوں، کسی تصنع تکلف اور جذباتیت کے بغیر ویسے ہی لکھتا چلا جاتا ہوں — خیالات کی رفتار کے ساتھ ساتھ — جیسے خیالات دماغ میں آئے ویسے ہی لکھ دئے... یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں — لیکن نہ سہی، میں پوچھتا ہوں، اچھا اگر ہر آدمی شعر موزوں کرنے لگے تو کیا نتیجہ ہوگا؟ سب شعر کہنے میں لگ جائیں گے تو کاغذات کی نقل کون کرے گا؟ اس کا جواب دیجئے میری پیاری — اسی سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ ضرورت میری بھی ہے — اور ان لوگوں کو جو پھبتیاں کستے ہیں اپنی زبان

بند کرنی چاہئے — اچھا اگر وہ مجھے ''دفتری چوہا،، کہتے ہیں اور میں چوہا سا لگتا ہوں انہیں تو بکنے دو — مگر یہ تو دیکھو کہ اس چوہے کی بھی ضرورت ہے — یہ چوہا کام کی چیز ہے، اس چوہے کے کام کی قدر کی جاتی ہے، اس کو انعام دیا جاتا ہے — میں چوہا اگر ہوں تو اس طرح کا ہوں — اب ان چوہوں ووہوں کی بات بہت ہو چکی — میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس قصے کو آپ کے سامنے لے بیٹھوں — بس غصہ آگیا اور اس لئے میں بھول بھال کر سارا ٹنٹا سنانے بیٹھ گیا — وقتاً فوقتاً اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بارے میں انصاف کی بات کر لی جائے — اچھا تو، میری عزیز، اب رخصت — میری مہربان، مجھے سکھ دینے والی، ننھی سی کبوتری میری — میں آپ سے عنقریب ملنے آنے والا ہوں — اس وقت تک آپ تنہائی محسوس نہ کیجئے — بے دلی سے وقت مت گزارئے — آپ کے لئے ایک کتاب بھی لیتا آؤں گا — اب رخصت، خدا حافظ وارنکا —

دل سے آپ کا خیر خواہ

ماکار دےوشکن

۲۰ جون

میرے حضور والا ماکار الیکسئی وچ،

میں اس وقت جلدی میں لکھ رہی ہوں تا کہ اپنا کام وقت سے ختم کرلوں — آپ دیکھئے، بات اصل میں کیا ہے —— ایک بڑے اچھے سودے کا موقع نکل آیا ہے — فیدورا کہتی ہے کہ کوئی شخص اس کے جاننے والوں میں سے ایک نئی وردی بیچ رہا ہے — وردی پوری ہے — کوٹ پتلون سب نئے — واسکٹ اور ٹوپی سمیت، نئے بھی ہیں اور قیمت بھی کم ہے — آپ اسے کیوں نہ خرید لیں — آپ کو کیا اس کی ضرورت نہ ہوگی؟ اور روپیہ تو ہے ہی آپ کے پاس — آپ خود کہہ چکے ہیں — یہ آپ نہیں کہہ سکتے کہ روپیہ نہیں ہے — یہ چیزیں بڑے کام آتی ہیں — ذرا اپنی طرف دیکھئے، ان کپڑوں کی جانب نظر کیجئے جو آپ پہنے ہوئے ہیں — آپ کا لباس ابتر ہے — دیکھنے سے شرم آتی ہے — آپ کے لباس میں کوئی بھی چیز نئی نہیں ہے — سب کی سب پرانی — اگرچہ آپ کہتے ہیں کہ نئی وردی موجود ہے آپ کے پاس لیکن مجھے تو نظر نہیں آتا — خدا جانے آپ نے اپنی نئی وردی کا کیا کیا — لہذا مہربانی کرکے سوچئے اور فیصلہ کرلیجئے — اگر اپنی

خاطر نہیں تو میری خاطر سہی، لیکن آپ وردی لے لیجئے اور اپنی محبت کا ثبوت دے دیجئے۔

آپ نے مجھے اندر پہننے والے سلک کے کپڑے تحفے میں بھیجے ہیں۔ مگر خود کو آپ بالکل تباہ کئے لے رہے ہیں۔ کیا مصیبت ہے کہ آپ یوں روپیہ خاک میں ملا دیتے ہیں۔ آپ کیسے فضول خرچ آدمی ہیں۔ ایسی چیزیں، میں آپ سے سچ کہتی ہوں بالکل ضروری نہیں ہیں۔ میں جانتی ہوں، مجھے پورا یقین ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اب تحفے بھیج بھیج کر یہ بات مجھ پر نہ جتائیے۔ خاص طور سے جب میں محسوس کرتی ہوں کہ ان تحفوں کا قبول کرنا میرے لئے دشوار ہے۔ مجھے خبر ہے کہ ان تحفوں کی وجہ سے آپ پر کتنا بار پڑتا ہے۔ ایک بار ہمیشہ کے لئے عرض کرتی ہوں کہ آئندہ مجھے تحفے نہ بھیجئے۔ آپ اب مجھے نہ بھیجیں گے، ہے نا؟ آپ کی منت کرتی ہوں۔

آپ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں اپنی یادداشتوں کا سلسلہ آپ کو روانہ کردوں اور انہیں مکمل کروں۔ سچ کہتی ہوں نہ جانے میں اتنا کچھ بھی کیسے، کس مشکل سے لکھ پائی۔ اب اس کی بھی تاب نہیں رہی کہ جو کچھ مجھ پر بیتی اس

کا ذکر کر سکوں یا ذکر جانے دیجئے، اس کا تصور ھی کر لوں — میں مڑ کر پیچھے دیکھتے ہوئے ڈرتی ہوں — سب سے سخت کٹھن مرحلہ وہ ھے کہ میں اپنی بےچاری غریب اماں کا ذکر کر سکوں جو اپنی بیٹی کو شیطانوں کے پنجے میں چھوڑ کر دنیا سے سدھار گئیں — اس کا خیال کرنے سے ھی میرے دل سے لہو ٹپکتا ھے — یہ سب کچھہ ابھی اس قدر تازہ ھے کہ مجھے اپنی سدھ تک نہیں، اور حواس بجا نہیں ہو سکے ھیں — اگرچہ ان واقعات کو سال بھر گزر گیا، پھر بھی دل کا سکون پوری طرح واپس نہیں آسکا — مگر آپ سے کیا کہنا، آپ کو تو ان سب باتوں کا علم ھے ھی —

میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ آننا فیودرووونا کی رائے اب کیا ھے — وہ مجھی کو الٹا ناشکرا بتاتی ھیں اور بیکوف نے جو حرکتیں کی ھیں ان سے اپنا دامن صاف رکھتی ھیں اور صاف مکر جاتی ھیں کہ اس معاملے سے ان کا کوئی واسطہ ھے — وہ مجھہ کو بلاتی ھیں اور یہ سمجھاتی ھیں کہ ان کے پاس واپس چلی آؤں — ان کا کہنا ھے کہ میں خیرات پر بسر کر رھی ہوں اور اس کا انجام اچھا نہیں ھے — آننا فیودرووونا کا کہنا ھے کہ اگر میں واپس چلی آؤں تو وہ مسٹر بیکوف کو سمجھا

بجھا کر اس پر آمادہ کرلیں گی کہ وہ میرے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں، اپنا قصور مان لیں — آنا فیودرووونا کہتی ہیں کہ مسٹر بیکوف مجھے جہیز دینا چاہتے ہیں — خدا سمجھے ان لوگوں سے — یہاں پر میں اچھی ہوں کہ آپ کا ساتھ ہے اور میری نیک فطرت فیدورا میرے ساتھ ہے جو اپنی خوش خلقی سے، دیکھ ریکھ سے میرے بچپن کی پیاری انا کی یاد تازہ کرتی ہے — آپ اگرچہ دور کے ہمارے رشتہ‌دار ہیں مگر آپ کا نام میرے لئے سپر کا کام دیتا ہے — باقی ان لوگوں کو میں نہیں جانتی ان کے بارے میں، اگر ہوسکا تو قطعی بھول جانا چاہتی ہوں — اب انہیں مجھ سے لینا بھی کیا — فیدورا کہتی ہے کہ یہ سب فضول کی گپ ہے، آخر وہ مجھے بالکل ہی چھوڑ دیں گے — نہ لینا ایک نہ دینا دو — خدا یوں ہی کرے —

و — د —

۲۱ جون

میری ننھی سی فاختہ،

لکھنا چاہتا ہوں مگر نہیں معلوم، شروع کیسے کروں — دیکھئے تو میری پیاری، یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہم لوگ اس طرح بسر کررہے ہیں — مجھے

اس سے زیادہ خوشی کے دن اپنی زندگی میں یاد نہیں آتے — ایسا لگتا ہے جیسے پروردگار نے اپنی قدرت سے مجھے گھر کی رونق اور خاندان کی برکت عطا کردی ہو — میری پیاری — سب سے پیارے میرے ننھے سے بچے — بھلا یہ کیا بات ہوئی کہ آپ ان معمولی سے چار کرتوں پر اپنی جان ہلکان کررہی ہیں جو میں نے آپ کو بھیجے ہیں — آپ کو ان کی ضرورت تھی، فیدورا نے مجھے بتایا — آپ کو میں کوئی چیز دیتا ہوں تو مجھے کس قدر خوشی ہوتی ہے — اس میں مجھے مسرت ملتی ہے، دلی خوشی — تو مہربانی کرکے، میری عزیز، آپ میری اس خوشی میں کھنڈت نہ ڈالئے اسے میرے پاس رہنے دیجئے — کیا فائدہ ستانے سے؟ میری زندگی ہری بھری ہوگئی ہے، اب میں اپنے اکیلے تن کے لئے نہیں جی رہا ہوں بلکہ دو وجودوں کی خاطر زندگی گزار رہا ہوں — میں خود اور آپ — دوسری بات یہ کہ اب میں سماج میں بھی اپنا حق ادا کرنے والا ہوں — میرا ہمسایہ رتازیائیف، وہی سرکاری ملازم جو ادبی دعوتیں کرتا رہتا ہے اس نے مجھے آج شام کو چائے پر بلایا ہے — ہمارا جلسہ ہوگا جہاں ادبی چیزیں پڑھی جائیں گی — اس طرح اب ہمارا کام چلے گا — یہ ہوئے ہم — سمجھیں آپ؟ رخصت، میری پیاری —

میں نے یہ سطریں صرف اس غرض سے لکھی ہیں کہ آپ کو کم از کم آگاہ کر دوں کہ میں خیریت سے ہوں۔ تھریسا کی زبانی آپ نے مجھے کہلوایا ہے کہ آپ کو کشیدہ کاری کے لئے کچھ رنگین ریشم کی ضرورت ہے۔ میری پیاری، فکر نہ کیجئے، میں خرید لاؤں گا۔ ضرور لاؤں گا۔ زیادہ سے زیادہ کل تک کی دیر ہو گی۔ اور کل آپ کی فرمائش پوری کرنے کی سعادت مجھے نصیب ہو جائے گی۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ چیز کہاں ملتی ہے۔ اور اب آپ سے رخصت ہوتا ہے

آپ کا مخلص، سچا دوست

ماکار دے‌وشکن

۲۲ جون

میری سرکار، میری محترم
واروارا الیکسئی‌ونا،

مجھے آپ کو ایک افسوس ناک خبر دینی ہے۔ افسوس ہے کہ یہ دردناک واقعہ ہوا۔ آج ہمارے گھر میں بڑا ہی دردناک سانحہ ہو گیا ہے۔ گورشکوف کا پیارا سا بچہ آج صبح ۵ بجے سے پہلے دنیا سے سدھار گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کس بیماری سے، کھسرا سے یا کس طرح کے مرض سے اس کا انتقال ہوا۔ خدا

کو خبر ہے — میں ان لوگوں کے ہاں پرسا دینے چلا گیا — یہ لوگ بڑی غریبی میں بسر کرتے ہیں، افوہ، کیسی ابتر حالت تھی کمرے کی — تعجب کیا اس میں کیوں کہ ایک ہی تو کمرہ ہے اور اسی میں سب کے سب رہتے ہیں — صرف تمیزداری کی وجہ سے انہوں نے پردے لٹکا کر کمرے کو بانٹ رکھا ہے — تابوت تیار تھا، سادہ تھا مگر صاف ستھرا — انہوں نے تیارشدہ تابوت خرید لیا تھا — بچے کی عمر ۹ برس بتائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ بہت ہوشیار اور ہونہار تھا — وارنکا ان لوگوں کو دیکھنے سے دل دکھتا تھا — ماں رو پیٹ نہیں رہی تھی مگر دم بخود غم کے عالم میں تھی بےچاری — ہو سکتا ہے کہ اب ان لوگوں کے کاندھے سے ایک کا بوجھ ہلکا ہوگیا ہو — اور دو بچے ہیں ان کے — ایک تو گود کا ہے اور دوسری لڑکی ہے کوئی چھ برس کی، چھوٹی سی — بچوں کو تکلیف میں دیکھنا بہت تکلیف دہ ہے — خاص طور پر اس وقت کہ بچے خود اپنے ہوں اور انہیں مصیبت سے نکالا نہ جا سکتا ہو — بچوں کا باپ ایک پرانا چکٹ فراک کوٹ پہنے بالکل شکستہ کرسی پر بیٹھا تھا — اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور گالوں پر بہہ رہے تھے — آنسو شاید غم کے مارے نہیں بہہ رہے تھے بلکہ عادت

کی وجہ سے — اس کی آنکھوں کو کوئی عارضہ ضرور ہے — عجیب قسم کا آدمی ہے — جب آپ اس سے بات کیجئے تو ہمیشہ چہرہ پر رنگ آتا ہے اور وہ جھینپتا ہے — الجھا ہوا اور بےزبان آدمی — چھوٹی سی لڑکی، اس کی بیٹی بھائی کے تابوت کے پاس ہی کھڑی تھی — کھوئی کھوئی، اجاڑ اور خیالوں میں گم — وارنکا پیاری، مجھے کچھ یہ اچھا نہیں لگتا کہ بچہ اتنی سی عمر میں یوں خیالوں میں گم ہو — دیکھنے سے ہی خوشگوار نہیں معلوم ہوتا — اس کی چیتھڑوں کی گڑیا الگ فرش پر پڑی تھی — اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھے وہ ایسی اداس، چپ چاپ اور گم سم کھڑی تھی — ہماری مکان مالکہ نے اسے مٹھائی کی گولیاں دیں، اس نے لے تو لیں لیکن کھائیں نہیں — ہائے، افسوس! وارنکا، ہا —

ماکار دے وشکن

۲۵ جون

مہربان ماکار الیکسئی وچ، آپ کو میں آپ کی کتاب واپس بھیج رہی ہوں — یہ بڑی گندی کتاب ہے، اس قابل نہیں کہ ہاتھ میں لی جائے — آپ نے یہ بیش قیمت

شے کہاں سے خرید لی تھی؟ خیر مذاق ایک طرف رہا، لیکن کیا واقعی آپ کو اس قماش کی کتابیں پسند ہیں ماکار الیکسئی‌وچ؟ دو ایک دن ہوئے پڑھنے کے لئے مجھے کچھ بھجوانے کا وعدہ کیا گیا تھا — اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو بھی شریک کرلوں — اور اب رخصت — بالکل وقت نہیں ہے کہ اور لکھہ سکوں —

و — ذ —

۲۶ جون

پیاری وارنکا، سچ کہتا ہوں، حقیقت ہے کہ میں نے وہ کتاب بذات خود پڑھی ہی نہیں — میں نے اس کے صرف چند صفحے پڑھے تو دیکھا کہ سب ایسی ویسی چیزیں لکھی ہیں صرف اس لئے کہ پڑھنے والوں کو ہنسی آئے — میں نے سوچا کہ آپ کی تفریح ہو جائے گی اس سے — کسے خبر، میں نے سوچا، شاید وارنکا کو بھی پسند آئے یہ کتاب — چناں‌چہ میں نے آپ کو بھیج دی —

اور ہاں، رتازیائیف نے مجھہ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے پڑھنے کے لئے کوئی سچ مچ کی ادبی تصنیف دے گا — آپ کے پاس پڑھنے کو بہت کچھہ پہنچ جائے گا —

فکر نہ کیجئے — یہ شخص رتازیانیف گہرا آدمی ہے، درحقیقت عالم فاضل شخص — خود بھی لکھتا ہے — واہ کیا کہنے، کیا خوب لکھتا ہے — اس کے قلم کی نوک میں کیا سبک رفتاری ہے — وہ خوب آگاہ ہے کہ لکھنے میں کیسے انداز پیدا کیا جائے، مطلب یہ کہ ایک ایک لفظ میں اسٹائل موجود ہے — اور تو جانے دیجئے، ایسے الفاظ خالی خولی، معمولی، بلکہ بھدے بدتہذیبی کے الفاظ، جو میں اسی وقت استعمال کرسکتا ہوں جب فلدونی یا تھریسا سے بات کر رہا ہوں، وہ بھی اس کے قلم سے نکل کر وضعدار اور اسٹائل والے ہوجاتے ہیں — میں ہمیشہ اس کے کمرے کی ادبی مجلسوں میں جاتا ہوں — جب ہم لوگ وہاں بیٹھتے ہیں، سگرٹ کا دھواں اڑتا ہے اور وہ خود اپنی تحریریں پڑھ کر ہمیں سناتا ہے تو یہ نشست کبھی کبھی صبح کے ۵ بجے تک چلتی رہتی ہے اور وہ پڑھتا رہتا ہے — ایک ادبی دعوت ہوجاتی ہے — کیا نفیس اور مزےدار! پھول ہی پھول بکھر جاتے ہیں — بیان کی ایک ایک تراش خراش سے چاہو تو گل دستہ بنا لو — اور اس پر یہ آدمی اس قدر مہربان، خوش اخلاق ہے اور اتنی ہمدردی سے پیش آتا ہے کہ بس — بھلا، میرا اس کا کیا مقابلہ — کچھ بھی نہیں — اس کی تو شہرت ہے، ایک مرتبہ بھی ہے —

مگر میرے پاس کیا دھرا ھے؟ کچھ نہیں — میرا تو کوئی وجود ھی نہیں، کوئی حیثیت نہیں لیکن پھر بھی یہ شخص میرے ساتھ بھلائی کرتا ھے — مجھے اس کی بھی اجازت ھے کہ کچھ نہ کچھ اس کے لئے نقل کرتا رھوں — مگر آپ کہیں اس سے یہ نتیجہ مت نکال لیجئے گا کہ ھمارے درمیان کوئی لین دین ھے — وہ میرے ساتھ بھلائی کا سلوک کرتا ھے اس لئے کہ میں اس کی تحریریں نقل کر دیا کروں — جی نہیں جناب — یہ سب بکواس ھے — بےھودہ کی گپ شپ — گندی افواہ — میں اس کی تحریریں نقل کرتا ھوں محض اس وجہ سے کہ میں اپنی خوشی کی خاطر، اپنی خوشی سے ایسا کرنا چاھتا ھوں اور کہ وہ میرا محسن ھے — مجھے خوشی عطا کرتا ھے — میری پیاری، جہاں نفاست ھو، عالی ظرفی ھو، وھاں میں اس کی قدر کرسکتا ھوں، قدر کرنا جانتا ھوں — یہ شخص واقعی بڑا اچھا، اور ھمدرد آدمی ھے — اور مصنف تو ھے ھی لاجواب اور اعلا درجے کا —

ادب بھی خوب چیز ھے، وارنکا، یہ بہت ھی خوب شے ھے — یہ بات مجھے ان لوگوں سے پرسوں معلوم ھوئی — گہری چیز ھے ادب — لوگوں کے دل کو طاقت اور آگاھی دینے والی اور اسی سلسلے کی بہت سی مختلف چیزیں ان کتابوں میں موجود ھیں جو ان کے

پاس ھیں — کیا خوب مضامین ھیں ان میں — ادب ایک تصویر ھے، ایک خاص طرح کی تصویر، اور ایک آئینہ — وہ انسانی جذبات کو ظاھر کرتا ھے، عمدہ نکتہ چینیاں اور تنقیدیں کرتا ھے — ھدایات دیتا ھے اور اسی کے ساتھہ وہ زندگی کا ریکارڈ بھی ھے — یہ سب باتیں مجھے ان لوگوں کی صحبت سے معلوم ھوئی ھیں — سچ سچ بے تکلف عرض کرتا ھوں وارنکا پیاری کہ میں وھاں ان لوگوں میں بیٹھا ھوا سنتا رھتا ھوں (دوسروں کی طرح میں بھی اپنا تمباکو پھونکتا رھتا ھوں شاید) لیکن جب وہ لوگ سننے سنانے کے بعد ھر طرح کے مسائل پر بحث‌مباحثہ شروع کرتے ھیں تو پھر میں حصہ نہیں لے پاتا — یہ ساری بحث ھمارے سر کے اوپر سے گزر جاتی ھے — میں کوشش تو بھر حال یہی کرتا ھوں کہ بے وقوف نظر نہ آؤں، بلکہ مجھے بھی نفس مضمون سے با خبر شمار کیا جائے لیکن درحقیقت مجھے اپنے اوپر شرم آتی ھے — لکڑی کے ٹھنٹھہ کی طرح لوگوں کے پاس رات گئے تک دھرے ھوئے ھیں — اور زور لگا رھے ھیں کہ دماغ میں کوئی ایک ڈھنگ کا لفظ تو آئے — مگر مجھے جلانے کو وہ بھی دماغ میں نہیں آتا — ایک کیا، آدھا لفظ بھی نہیں آتا — اور اس پر دل ھی دل میں بڑی شرم آتی ھے وارنکا کہ یہ کیا بات ھوئی کہ

آدمی اس قابل بھی نہیں ھے جس قابل اسے ھونا چاھئے — وھی مثل ھوئی کہ ''بزرگی بہ عقل ست نہ بہ سال —،، اب دیکھئے کہ میں اپنے خالی وقت میں کیا کرتا ھوں —— سوتا ھوں احمقوں کے احمق کی طرح — اور مجھے کرنا کیا چاھئے — کوئی اچھا عمدہ کام کرنا چاھئے — کچھ نہ کچھ لکھنے بیٹھنا چاھئے — اس سے مجھے بھی فائدہ ھوگا اور دوسروں کی تعلیم اور تہذیب میں بھی کام آئے گا — ھوگا کیوں نہیں — ضرور ھوگا میری پیاری — اور آپ کو معلوم ھے ان کو لکھنے سے کتنی کمائی ھوتی ھے — اوف، خدا کی پناہ — بڑی کمائی ھے — رتازیانیف کی مثال لے لیجئے — ایک صفحہ لکھنا اس کے لئے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا — وہ چاھے تو روزانہ پانچ صفحے لکھ کر ڈال سکتا ھے — اب ذرا دیکھئے اسے ایک صفحے کا کیا معاوضہ ملتا ھے —— تین سو روبل — اس نے یہی بتایا — اور اگر کہیں کوئی دلچسپ لطیفہ لکھ دیا یا کوئی ایسی چیز قلم سے نکل گئی جس نے لوگوں میں بہت شوق پیدا کر دیا تو پھر نہ پوچھئے، اور زیادہ رقم مل جاتی ھے — کوئی پانچ سو روبل کے قریب — لینا ھے لو، نہیں لینا مت لو، انکار کرنے دو — کوئی بات نہیں — اگلی بار ھم ایک ھزار روبل وصول کریں گے — کہو یہ کیسی رھی

واروارا الیکسئی‌ونا؟ اور پھر شعر کی قیمت دیکھئے — اس کے پاس بیاض ھے اشعار کی، جس میں اشعار ھی اشعار لکھے ھیں اور اس کی قیمت ھوتی ھے سات ھزار — ذرا سوچئے، سات ھزار روبل، ایک پیسہ کم نہیں — ایک جاگیر کی قیمت ھوئی، ایک محل خرید لو، اتنی رقم ھے یہ — وہ کہتا ھے کہ پانچ ھزار روبل اس کے لگ رھے ھیں لیکن وہ اس پر راضی نہیں — میں سمجھاتا ھوں، بحث کرتا ھوں کہ مان جائیے — اس وقت خدا کے لئے آپ پانچ ھزار ھی قبول کرلیجئے اور ان کی ایسی تیسی کیجئے — یعنی دیکھئے کہ نقد پانچ ھزار روبل کی رقم مل رھی ھے — لیکن وہ انکار کرتا ھے، اپنی جگہ ڈٹا ھوا ھے اور اسی کی رٹ ھے کہ ''یہ لوگ مجھے سات ھزار دیں گے، بے‌ایمان!،، واقعی کیا ذھانت کی بات ھے — ھے نا؟

میں بیکار یہاں تک باتیں کئے چلا جا رھا ھوں — ایسا کیوں نہ ھو کہ میں آپ کو ''اطالوی جذبات،، نامی کتاب کے کچھ اقتباس بھیجوں — یہ اس کی ایک کتاب کا نام ھے — آپ خود اس تحریر سے اندازہ کرسکتی ھیں :

''... ولادی‌میر چونک پڑا، کیوں کہ اس کی رگوں میں تمنا کی تب و تاب بے‌تاب تھی اور اس کا لہو جوش کھا گیا... وہ باواز بلند بولا :

''راجکماری! آپ جانتی ہیں راجکماری کہ میرا جذبہ کیسا بےپناہ ہے — جو آگ میرے دل میں لگی ہے وہ کیسی ہے، میرا جنونِ عشق کیسا بےدریغ ہے — نہیں، میرے خوابوں نے مجھے فریب نہیں دیا — میں آپ سے محبت کرتا ہوں — بےپناہ محبت — جنونی محبت اور ایسی محبت جو نشیب و فراز سے بے نیاز ہے -- آپ کے شوہر کے بدن میں جتنا خون ہے وہ اس ابلتی ہوئی آگ کو بجھانے کے لئے کافی نہ ہوگا جو میری روح کی بھٹی میں سلگ رہی ہے — دنیا کی کوئی دیوار ایسی نہیں ہے جو اس سب کو خاک سیاہ کرنے والے 'شعلہ جوالہ کی راہ روک سکے جس نے میرے سینہ' چاک چاک کو بھون ڈالا ہے — زینائیدا، اے زینائیدا!..،

''ولادی‌میرا!، وہ آہستہ سے بولی، بالکل ایسے جیسے خود اپنے سے کہا ہو اور اسی کے ساتھ ولادی‌میر کے شانوں پر اس نے سر رکھ دیا...

''ہائے زینائیدا!، خوشی سے بے خود اسمیلسکی ایک بار پھر چلایا —

''اس کا سینہ دھونکنی کی طرح چل رہا تھا — تنفس میں ہنگامہ برپا تھا — محبت کی محراب میں جذبات کی شمع شدت سے بھڑک رہی تھی اور دو بدقسمت ستم‌زدوں کے سینے کو پھونک رہی تھی —

''ولادی‌میر...!، وہ پھر ایک بار بےخودی کے عالم میں دھیرے سے بولی — اس کا سینہ زیر و زبر ہو رہا تھا، رخسار تمتما رہے تھے اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے...

''اس طرح ایک نیا، ہیبت ناک ازدواج عمل میں آیا! . . . .

. . . .

''آدھے گھنٹے بعد عمر رسیدہ راجکمار اپنی بیوی کے خلوت کدے میں داخل ہوا —

''کہئے، جانم، کیا عزیز مہمان کے لئے سماور کی تیاری کا حکم نہ دے دیا جائے؟،یہ کہا اور راجکماری کے رخسار تھپتھپائے —،،

اب دیکھو، یہ ہے وارنکا پیاری، نمونہ اس کا، میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا؟ ہاں — ایک ذرا جذبات کا تلاطم ہے اس میں — اور بھی اس کی خوبی ہے — جو خوبی ہے وہ تو کہی جائے گی — ماننی ہوگی — ایک اور نمونہ لکھتا ہوں اس کی کہانی ''یرماک اور زلیخا،، سے —

ذرا تصور کیجئے میری پیاری کہ سائبیریا کا بےپناہ اور ہیبت انگیز فاتح کزاک یرماک سائبیریا کے شہنشاہ کچوم کی بیٹی زلیخا کی محبت میں مبتلا ہو

جاتا ہے — اور زلیخا خود اس کی قید میں ہے — جیسا کہ آپ دیکھیں گی، یہ کہانی ہیبت انگیز ایوان اعظم شہنشاہ کے زمانے کی ہے اور بالکل تازہ ہے — اب زلیخا اور برماک کا مکالمہ سنئے —

''تم مجھ سے محبت کرتی ہو زلیخا؟ ایک بار پھر کہو، پھر کہو ایک بار!،

''ہاں، برماک، میں تمہیں دل سے چاہتی ہوں، زلیخا نے دبی آواز سے کہا —

''اچھا، یہ بات ہے تو زمین اور آسمان، میں تمہارا شکر گذار ہوں — میں خوش قسمت ہوں — تم نے مجھے وہ سب کچھ دے دیا، سب کچھ جس کی تمنا میری دردمند روح کو روز ازل سے آج تک رہی تھی — تو یہی ہے وہ جس کے لئے تو مجھے یہاں تک لایا، میری قسمت کے ستارے! تو یہی ہے وہ منزل جس کی طرف مجھے اورال کی سنگین زنجیر سے نکال کر لایا گیا! اب میں ساری دنیا کو اپنی زلیخا دکھا دوں گا اور کوئی انسان، کوئی شیطان، کسی بھی قوت کی مجال نہیں کہ انکار کر سکے — اوہ، کاش انسان زلیخا کے نرم و نازک دل کے پراسرار جذبات کی تہہ کو پہنچ سکتا — اور میری زلیخا کے ننھے آنسوؤں کی ایک ایک بوند میں جو پوری پوری نظم موجود ہے اسے دیکھنے کی صلاحیت رکھتا — آہ،

لاؤ ان آنسوؤں کی بوندوں کو بوسہ دوں، اور ان کو ــــ اس نورانی آب حیات کو پی جاؤں، جو خاک پر ہے مگر خاک نہیں ہے!،

’’ ’یرماک، زلیخا نے کہا ’دنیا بڑی بے رحم ہے ـ دنیا والے بے انصاف ہیں ـ وہ ہمیں اپنے درمیان سے نکال دیں گے اور ہمارے خلاف ہو جائیں گے، میرے پیارے محبوب، یرماک! ایک بے چاری لڑکی، جو سائبیریا کے برف زار میں اپنے باپ کے خیموں میں پلی بڑھی ہے بھلا اس کا آپ کی سرد مہر، بناوٹی، کٹھور، بے درد اور خود غرض دنیا میں کیا کام ہے؟ لوگ میرے من کی بات کبھی نہ سمجھیں گے، میرے چاہنے والے، میرے پیارے!،

’’ ’اگر ایسا ہوا تو کزاکوں کی تلوار ان کے سروں پر جگمگائے گی اور زنائے بھرے گی، یرماک چنگھاڑ کر بولا، اس کی آنکھوں سے شعلے بلند تھے ــ،،

اب ذرا تصور کیجئے وارنکا پیاری، کہ جب اسی ہیرو یرماک کو پتہ چلا ہوگا کہ زلیخا کو قتل کر دیا گیا تو اس پر کیا گزری ہوگی ـ رات کے گھپ اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر اندھا کھوسٹ شاہ کچوم یرماک کے خیمے میں گھس آیا اور اس نے اپنی بیٹی کو خنجر مار کر ہلاک کر دیا ـ وہ چاہتا تھا کہ ایک ایسے شخص پر

مہلک وار کرے جس نے اس کا تخت و تاج چھین لیا تھا۔

''مجھے پتھروں پر تلوار کو تیز کرنا پسند ہے!، برماک انتہائی غضب ناکی کے عالم میں چلایا جب اس نے اپنی تلوار کے پھل کو شمانی چٹان پر زور سے کھینچا۔ 'مجھے ان کا خون چاہئے۔ خون چاہئے۔ ان کے میں ٹکڑے اڑا دوں گا، ٹکڑے اڑا دوں گا، ٹکڑے کر ڈالوں گا۔،،

پھر برماک اپنی زلیخا کے غم سے نڈھال ہو کر خود کو دریائے ایرتیش میں جھونک دیتا ہے۔ اور یہاں کہانی ختم ہوجاتی ہے۔

یہاں مثال کے طور پر ایک مزاحیہ لب و لہجے کا چھوٹا سا ٹکڑا آتا ہے تاکہ لوگوں کو تھوڑا سا ہنسا دیا جائے اور ان کے دماغ سے بوجھہ اتار دیا جائے:

''کیا آپ لوگ ایوان پروکوفیوچ ژیلتوبوز سے واقف ہیں؟ یہ وہ آدمی ہے جس نے پروکوفی ایوانووچ کی ٹانگ کاٹ کھائی تھی۔ ایوان پروکوفیوچ ذرا کڑا آدمی ہے، مگر اس شخص میں خوبیاں بھی ایسی ایسی موجود ہیں جو کسی میں کم ملتی ہیں۔ اس کے برخلاف پروکوفی ایوانووچ کو شلجم کی طرح کی مولی شہد کے ساتھہ کھانا بہت پسند ہے۔ جب

پیلاگیتا انتونوونا اس کی مہمان تھیں... اور ہاں، آپ لوگ ان محترمہ سے واقف ہیں کہ نہیں؟ یہ وہی ہیں جو اپنا پیٹی کوٹ الٹا پہنتی ہیں—،،

بھئی واہ، کیا مذاق پیدا ہوا ہے، وارنکا پیاری، ذرا دیکھو، سیدھا سادہ مذاق ہے— جب رتازیائیف نے یہ عبارت پڑھ کر سنائی تو ہنسی کے مارے ہمارے پیٹوں میں بل پڑ گئے— اس طرح کا آدمی ہے یہ، خدا بخشے— اس کے یہاں ذرا کسی قدر خیال آرائی تو ہے ضرور، اور هلکاپن بھی ہے، لیکن پھر بھی کیا ہوا— اس میں آزاد خیالی اور گرم نظریات کی جھلک تو نہیں آتی— اتنا میں ضرور کہوں گا کہ یہ شخص رتازیائیف اچھی طبیعت کا آدمی ہے— اور اسی لئے بڑا اعلا درجہ کا مصنف ہے— یہ ایسی خوبی ہے جو اکثر ہمارے مصنفوں میں نہیں پائی جاتی—

اورہے کیا درحقیقت، دیکھئے، میرے دماغ میں بھی کبھی یہ خیال آتا ہے کہ کیا ہو،جو میں بھی کچھ لکھ ماروں، ہونا کیا ہے؟ مثال کے طور پر فرض کرلیجئے کہ اچانک ایک کتاب باہر آتی ہے جس کے ٹائٹل پر لکھا ہے ''ماکار دیےوشکن کی نظمیں،،— میری ننھی سی گڑیا، کہئے، آپ تب کیا کہیں گی؟ آپ کو کیسا لگے گا، کیا خیال آئے گا آپ کو— اپنے بارے

میں تو میں کہوں گا کہ اگر میری کتاب شائع ہو کر دن کی روشنی میں آئے تو میری ہمت نہیں پڑے گی کہ نیفسکی پراسپکٹ سے گزر سکوں — وہاں اپنی صورت دکھا سکوں — ایسا محسوس ہوگا کہ چلا جا رہا ہوں اور لوگ دیکھتے ہی اشارہ کرتے ہیں، دیکھو وہ جا رہا ہے شاعر اور صاحب قلم ادیب ماکار دےوشکن — ہاں، ہاں، پہچان لیا، یہی ہے دےوشکن — یہ ہوگا تو میں اپنے بوٹ جوتوں کا کیا کروں گا؟ کیوں کہ بوٹوں کا حال یہ ہے، چلتے چلتے عرض کروں، کہ ان پر ہمیشہ ٹکیاں لگائی جاتی ہیں اور تلے اکثر ایسے نکل جاتے ہیں اور سٹرپٹر کرتے ہیں کہ بہت ہی بےہودہ معلوم ہوتے ہیں — تو اس وقت پھر کیا ہوگا جب سب لوگوں کو پتہ چلے گا کہ ارے، یہی ہیں دےوشکن، شاعر اور صاحب قلم ادیب، جن کے جوتوں پر ٹکیاں لگی ہوئی ہیں اور تلے پھٹپھٹا رہے ہیں — اگر فرض کیجئے وہاں کہیں شہزادی بڑی سرکار کی نظر پڑ جائے مجھ پر تو وہ کیا سوچیں گی؟ میرا اپنا خیال ویسے یہ ہے کہ ان کی نظر بھی شاید اس پر نہ جائے، کیوں کہ اتنے بڑے رتبے کی خاتون بھلا کہیں کسی کے بوٹوں پر نظر تھوڑی ڈالا کرتی ہیں، وہ بھی ایک معمولی کلرک کے بوٹ جوتوں پر — توبہ کیجئے! (ویسے بوٹوں، بوٹوں میں بھی فرق ہوتا ہے)، لیکن خود میرے

دوست احباب کب مجھے چھوڑتے ھیں — وہ خود ان کو بتا دیں — اور رتازیانیف سب سے پہلے ان سے کہے گا — وہ اکثر نواب زادی ''ب،، سے ملنے جاتا ھے — قریب قریب روزانہ، جیسا کہ اس کا بیان ھے — وہ لوگ اس سے دوستانہ، بے تکلفانہ ملتے جلتے ھیں — رسمی باتوں کو بیچ میں نہیں آنے دیتے — خود وہ بڑی خوش مذاق عورت ھیں، سر سے پیر تک ادبی رنگ میں رنگی ھوئی — یہ شخص رتازیانیف بھی کس غضب کا آدمی ھے!

اچھا اب یہ باتیں بہت ھوچکیں — میں آپ کو یہ سب اس لئے لکھتا ھوں کہ آپ بھی ذرا لطف اٹھائیں اور تفریح لیں — رخصت میری پیاری — یہاں پر میں نے بہت کچھ فضولیات بگھاری ھیں ایک ساتھ — مگر یہ اس لئے کہ آج میں بڑے موڈ میں ھوں — ھم سب نے رتازیانیف کے یہاں دو پہر کا کھانا کھایا اور ان لوگوں نے (ہاجیوں نے) چلتے چلاتے ایسی ایسی بیہودہ باتیں کیں کہ مجھے اس کے بارے میں لکھنا نہیں چاھئے — لیکن آپ میرے بارے میں کوئی برا خیال قائم مت کیجئے گا — یہ سب باتیں ھی باتیں ھیں، اس کے سوا کچھ نہیں — میں آپ کو کتابیں بھیجوں گا — ضرور بھیجوں گا کتابیں... پال دکوک کی ایک کتاب آجکل ھمارے یہاں بہت گھوم رھی ھے — مگر وہ ایسی

کتاب نہیں جو آپ کو بھیجی جائے — میری پیاری، وہ قطعی آپ کے کام کی نہیں ہے — ایسے ورق اس قابل نہیں کہ آپ جیسوں کی نظر سے گزریں — کہا یہ جاتا ہے کہ اس مصنف نے سینٹ پیٹرسبرگ کے تمام تنقیدنگاروں کی شریفانہ ناراضگی مول لے لی ہے — میں آپ کو ایک پونڈ مٹھائی کی گولیاں بھیج رہا ہوں اور صرف آپ کے لئے ہی میں نے یہ خریدی تھیں — آپ ان کا مزا لیجئے اور ایک ایک گولی چوسنے پر مجھے یاد کر لیجئے — دیکھئے، یہ بتادوں کہ مٹھائی کی گولی چوسنے کے لئے ہوتی ہے، میری پیاری، انہیں دانتوں سے چبانا نہیں چاہئے ورنہ دانت خراب ہوجاتے ہیں — کیا آپ صاف کئے ہوئے پھل پسند کرتی ہیں؟ پسند ہوں تو لکھئے — رخصت کرتا ہوں — رخصت — عیسی مسیح آپ کو اپنی امان میں رکھیں، میری ننھی سی کبوتری — میں ہمیشہ رہوں گا

آپ کا سچا مخلص دوست

ماکار دےوشکن

۲۷ جون

میرے پیارے سرکار ماکار الیکسئیوچ،

فیدورا کہتی ہے کہ اگر میں چاہوں تو کچھہ لوگ ایسے بھی ہیں جو میری مدد کرنے کے لئے ایک

اچھے سے گھرانے میں بچوں کی دیکھ بھال کرنے کی نوکری دلوادیں گے — آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ راضی ہوجاؤں یا نہیں؟ اگر میں یہ کام کرنے کو آمادہ ہوں تو آپ پر میرا بار بھی نہ رہے گا اور تنخواہ بھی معقول ملے گی — مگر دوسری طرف مشکل یہ آپڑی ہے کہ کسی غیر کے گھر میں داخل ہونے کے خیال سے جی ڈرتا ہے — کیوں کہ آپ دیکھئے وہ لوگ صاحب جائداد ہیں — مجھ سے یہ ضرور پوچھیں گے کہ اب تک کیا کرتی رہی ہوں — میرے پاس کیا جواب ہوگا؟ اور پھر اس کے علاوہ میں خود ایک وحشی جانور کی طرح کی انسان ہوں — آدمی سے مجھے وحشت ہوتی ہے — میں ایسی جگہوں پر رہنے کی عادی ہو جاتی ہوں جہاں زیادہ عرصے رہی ہوں — وہاں میں زیادہ آرام سے بسر کرسکتی ہوں چاہے زندگی دشوار ہی کیوں نہ ہو — یہ جگہ یہاں سے دور فاصلے پر ہے، کسے خبر مجھ سے کیا کام لیا جائے گا — شاید وہ لوگ بچے پالنے، ان کی دیکھ بھال کرنے کا کام میرے سپرد کریں گے — ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ نبھانا ذرا مشکل ہے شاید کیوں کہ مجھے پتہ چلا کہ ان کے ہاں دو برس کے عرصے میں دو نرسیں کام کرچکی ہیں اور جا چکی ہیں —

میں اس معاملے میں آپ کا مشورہ چاہتی ہوں — خدارا بتائیے، میں جاؤں اس کام پر کہ نہ جاؤں؟ آپ آخر ہم سے ملنے کیوں نہیں آتے ہیں؟ ان دنوں آپ سے بہت کم ملاقات ہوتی ہے — صرف اتواروں کو ملتے ہیں آپ گرجا گھر میں — شاید آپ بھی وحشیوں کی سی خصلت رکھتے ہیں میری طرح سے — میں آپ کی قریب رشتہ‌دار تو ہوں — مگر یہ کیا کہ آپ اب مجھ سے بالکل پیار نہیں کرتے — میں اکیلی بہت رنجیدہ رہتی ہوں — کبھی کبھی، خاص طور سے شام کے وقت میں اکیلی بیٹھی رہتی ہوں، بالکل اکیلی، تن تنہا — فیدورا کہیں گئی ہوئی ہوتی ہے — میں بیٹھی سوچا کرتی ہوں، سوچتی رہتی ہوں — مجھے پرانے بیتے دن یاد آتے ہیں — غم کے دن، خوشی کے دن — اور وہ سب نقشے میری نظر کے سامنے سے گزرنے لگتے ہیں — مجھے پھر جانی پہچانی صورتیں دکھائی دیتی ہیں (بالکل ویسی ہی جیسی اصلی ہوں) اماں کی صورت سب سے زیادہ آنکھوں کے سامنے پھرتی ہے... کیسے کیسے خواب دیکھتی ہوں — نظر آتا ہے کہ صحت جواب دے چکی ہے، بہت کمزور ہو گئی ہوں — آج جب میں بستر سے اٹھی تو ایک دم چکر آ گیا اور بے ہوش ہو کر گری — کبھی کبھی بہت بری کھانسی اٹھتی ہے — میں سوچتی ہوں

کہ جلدی ہی مرجاؤں گی — کون میرا کفن دفن کرے گا — کون رونے گا مجھ پر — کون میرے جنازے کے ساتھ قبرستان تک جائے گا؟ شاید، یہ بھی ممکن ہے، کسی اجنبی جگہ پر، کسی اجنبی مکان میں زندگی کو خیرباد کہوں — افوہ، خدایا، کیسی غم‌زدہ زندگی ہے، ماکار الیکسئی‌وچ — میرے مہربان آپ یہ مجھے ہر وقت مٹھائی کی گولیاں بھیجا کرتے ہیں کھانے کے لئے — میری سمجھ میں بالکل نہیں آتا کہ آپ کے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آ جاتا ہے؟ اپنا روپیہ بچائیے میرے مہربان دوست — فیدورا ایک غالیچہ بیچ رہی ہے جو میں نے خود تیار کیا ہے — اس کے پچاس روبل لگ رہے ہیں بینک نوٹوں کی صورت میں — بہت اچھے رہے کیوں کہ میں تو سمجھی تھی اس سے کم دام آئیں گے — میں تین روبل فیدورا کو دوں گی اور اپنے لئے فراک سلواؤں گی، سیدھی سادی، گرم فراک — میں آپ کے لئے ایک واسکٹ تیار کرنا چاہتی ہوں — خود ہی سیوں گی اور اچھے عمدہ کپڑے کی جیکٹ ہو گی —

فیدورا میرے لئے ایک کتاب لائی ہے کہیں سے، ''ایون بیلکین کی کہانیاں،، * جو میں آپ کو بھیج

---

* یہ پوشکن کی تصنیف ہیں ۱۸۳۰ء — (ایڈیٹر)

رہی ہوں — اگر پڑھنا چاہیں تو پڑھئے — لیکن اتنی مہربانی کیجئے کہ کتاب میلی کچیلی نہ ہو اور دیر تک آپ کے ہی پاس نہ اٹکی رہے — کتاب میری نہیں ہے —پوشکن کی تصنیف ہے — دو سال ہوئے جب میں نے اور اماں نے یہ کہانیاں ایک ساتھ مل کر پڑھی تھیں، اب جو میں اکیلی پڑھتی ہوں تو دل بھر آتا ہے — اگر آپ کے پاس کوئی کتاب ہو تو مہربانی فرما کر مجھے بھیج دیجئے — ہاں مگر یہ خیال رکھئے کہ یہ کتاب آپ کو رتازیانیف صاحب سے نہ ملی ہو — شاید وہ آپ کو اپنی ہی تصنیف عطا فرما دیں گے بشرطے کہ ان میں سے کوئی چھپ چکی ہو — ماکار الیکسئی وچ، سچ بتائیے، آپ کے یہ سب چیزیں گلے کیسے اتر جاتی ہیں؟ اس قدر واہیات ہیں یہ — اچھا، رخصت، میں نے بہت باتیں بنا لی ہیں — جب دل گرفتہ ہوتی ہوں تو باتیں بگھارنے کو بڑا جی چاہتا ہے — باتیں دوا کا کام کرتی ہیں — آدمی کے دل پر جو بار ہے وہ اسے کہہ ڈالے تو ہلکا ہو جاتا ہے — اچھا تو رخصت — خدا حافظ، دوست —

آپ کی

و — د —

میری پیاری واروارا الیکسئی‌ونا،

بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کڑھتی رہتی ہیں — بس، بہت ہوچکا، میری ننھی سی حور — میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کے دماغ میں یہ خیالات کیسے آ گھستے ہیں — کس نے کہہ دیا؟ آپ بالکل بیمار نہیں ہیں — میری پیاری قطعی بیمار نہیں ہیں آپ! سچ کہتا ہوں آپ تو کھل رہی ہیں، ذرا رنگ پیلا ضرور پڑا ہوا ہے لیکن کیا ہے — کھل رہی ہیں آپ — یہ آپ کو خواب کیسے آتے ہیں؟ کیا قصہ ہے ان پریشان خوابیوں کا؟ آپ کے لئے بہت نامناسب بات ہے میری پیاری — بس بہت ہوا — اب ان کے گلے پر انگوٹھا رکھہ دیجئے — مجھے تو دیکھئے، میں مزے میں سوتا ہوں — کوئی پریشانی نہیں ہوتی — نیند گہری آتی ہے — مجھے تو دیکھئے میری میا — مزے کی زندگی بسر کرتا ہوں — چین کی نیند پاؤں پھیلا کر سوتا ہوں، تندرست ہوں — ہٹا کٹا ہوں ایسا کہ دیکھنے والے کو لطف آئے — بس، بس، اب بہت ہوچکا — میری پیاری، ان باتوں سے شرم کیجئے — خود کو سنبھالئے — جی ہاں، میں آپ کے دماغ کو جانتا ہوں، ذرا سی، بہت

حقیر سی بات آپ کو مل جاتی ھے اور آپ بات کا بتنگڑ بنا ڈالتی ھیں — اس کی ادھیڑ بن میں پڑی رھتی ھیں — میری قسم آپ کو مان جائیے — اب ان عادتوں سے باز آجائیے — اچھا تو آپ لوگوں کی خدمت گاری کرنے نکلیں گی؟ یہ نہیں ھو سکتا، کبھی نہیں ھو سکتا — نہیں — نہیں! بھلا آپ کے بھیجے میں یہ خیال کہاں سے آ گیا؟ یہ بات آپ کو کہاں سے مل گئی — اور پھر وہ جگہ، جہاں آپ کو نوکری کرنے کی سوجھی ھے، وہ بھی بہت فاصلے سے ھے — نہیں، میری پیاری، میں اس کی رضا کبھی نہیں دے سکتا — اپنی پوری قوت سے اس کی مخالفت کروں گا — پہلے میں اپنے پرانے فراک کوٹ کی کوڑیاں کر ڈالوں — اور صرف قمیص پہنے گھومنے لگوں تب کہیں آپ پر کوئی آنچ آ سکتی ھے — نہیں وارنکا، یہ نوکری آپ کے کام کی نہیں ھے — یہ بالکل وھم ھے آپ کا، سخت وھم — میں خوب سمجھتا ھوں کہ یہ ساری غلطی فیدورا کی ھوگی — یہی احمق پگلی عورت ھے کہیں کی، جو آپ کے دماغ میں ایسی فضول باتیں ٹھونستی رھتی ھے — میری پیاری، اس کی بات پر بالکل کان نہ دھرئیے — اس کے بارے میں یہ آپ کو بتا دوں، آپ کو اب تک خبر نہ ھوگی کہ، یہ عورت بڑی ویسی ھے، دوسروں میں عیب نکالنے والی اور

باتیں بنانے والی — اس نے انھی حرکتوں سے اپنے شوہر کو مار ڈالا — شاید اسی نے کیسے نہ کیسے آپ کو تنگ کر دیا؟ نہیں، نہیں، میری پیاری، بالکل ہرگز نہیں — کسی قیمت پر بھی نہیں — اور پھر میں کیا کروں گا آپ کے جانے کے بعد؟ میرے لئے کیا رہ جائے گا؟ نہیں، وارنکا نہیں میری پیاری، اپنے دماغ سے اس خیال کو ھی نکال دیجئے — اچھا، تو یہ بتائیے آپ کو یہاں پر کس چیز کی کمی ھے — اور بتائیے آپ ھم کو، مجھے اور فیدورا کو کتنی راحت اور خوشی دیتی ھیں — آپ بھی ھم سے محبت کرتی ھیں — تو اب آپ کو فکر کیا ھے — چین آرام سے اپنی زندگی بسر کئے جائیے جیسے آپ چاھیں — جی چاھے، سلائی کیجئے، پڑھئے — جی چاھے پڑھے جائیے، سلائی کی بھی ضرورت نہیں — بس اتنی التجا ھے کہ جائیے نہیں یہاں سے، ھمارے ساتھ رھئے — آپ اگر ھمارا ساتھ چھوڑ کر چلی گئیں تو یہ کیسی بات ھوگی — جن کتابوں کی آپ کو ضرورت ھے، وہ میں آپ کو لا دوں گا — اور ھم لوگ پھر ٹہلنے نکلا کریں گے — لیکن عقل سے ذرا کام لیجئے — اور ایسی نادانی کی باتوں کو دماغ میں جگہ نہ دیجئے — میں آپ سے ملنے آؤں گا اور بہت جلد آؤں گا — اس طرح صاف گوئی کی معافی چاھتا ھوں — لیکن کیا کروں،

مجبور ہوں — بہت بری بات ہے، میری جان، بہت ہی ناپسندیدہ بات ہے — میں ایک ان پڑھ آدمی ہوں — یہ تو میں خود ہی جانتا ہوں — جو تعلیم مجھے ملی، وہ کس کرم کی تھی — بہت حقیر، معمولی — جیسے کہتے ہیں کہ مفت برابر — لیکن میں اپنے بارے میں نہیں، میرا کیا، میں تو رتازیانیف کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں، اس کی طرف سے وکالت کرنا چاہتا ہوں — وہ میرا دوست ہے — اور اسی لئے میں اس کے حق میں کچھ کہتا ہوں — وہ بہت اچھا لکھتا ہے — واقعی اچھا لکھتا ہے — خیر، برا تو کسی طرح کہہ ہی نہیں سکتے — میں آپ کی رائے سے اتفاق نہیں کر سکتا — بس نہیں کرسکتا اتفاق آپ سے — وہ ایسے گل و گلزار انداز میں لکھتا ہے — بڑا زوردار لکھتا ہے، اور ایسی ایسی رعایتیں لفظی معنوی رکھتا ہے — طرح طرح کے معنی پوشیدہ ہوتے ہیں کہ بہت خوب — ہوسکتا ہے کہ آپ نے محسوس کئے بغیر یوں ہی پڑھا اس کی تحریر کو یا پڑھتے وقت آپ موڈ میں نہیں ہوں گی، ہوسکتا ہے کہ فیدورا سے بگڑ کر بیٹھی ہوں پڑھنے، یا اور کوئی ناگوار بات ہوچکی ہوگی — اسے پھر پڑھئے، ذرا توجہ کے ساتھہ، جذبے سے پڑھئے — اور اس وقت پڑھئے کہ مزے کا موڈ طاری ہو — آپ چین آرام سے

بیٹھ کر پڑھ سکیں — مثال کے طور پر یہ ہوسکتا ہے کہ جب آپ پڑھنے لگیں تو منھ میں مٹھائی کی گولی دبالیجئے — خیر، میں بھی اس بات پر آپ سے اختلاف نہیں کروں گا (اور کون انکار کرسکتا ہے) کہ رتازیائیف سے بڑھ کر لکھنے والے بھی موجود ہیں — بلکہ اس سے بہت اچھے لکھنے والے بھی ہیں — وہ بھی اچھے ادیب لوگ ہیں — مگر اپنا رتازیائیف بھی اچھا لکھتا ہے — وہ اپنے بس بھر میں اچھا خاصا لکھتا ہے — کچھ برا تو نہیں لکھتا — اچھا ہی لکھتا ہے — اچھا اب، رخصت، میری پیاری، آگے لکھنے کی مہلت نہیں ہے — جلدی پڑی ہے مجھے — کام ہے — دیکھئے، میری پیاری، میری جان، بالکل پریشان نہ ہوجئے — خدا آپ کو اپنی امان میں رکھے گا — میں رہوں گا

آپ کا سچا، معتبر دوست

ماکار دےوشکن

نوٹ: میری عزیز، آپ نے جو کتاب بھیجی ہے، اس کا شکریہ — میں بھی پوشکن کی تحریر پڑھ لوں گا — اور آج شام ہوتے ضرور بالضرور آپ سے ملنے آؤں گا —

یکم جولائی

میرے عزیز دوست ماکار الیکسئی‌وچ،

میں سمجھتی ہوں کہ یہاں آپ لوگوں کے درمیان میری زندگی نہیں ہونے کی۔ غور کرنے پر یہ نتیجہ میں نے نکالا کہ ایک ایسی اچھی نوکری کی پیش کش کو نا منظور کرکے میں حماقت کروں گی۔ کم سے کم اتنا تو ہے کہ میں اپنی گزر بسر کے لئے کما سکوں۔ روٹی پیدا کرسکوں۔ اپنی پوری کوشش کروں گی کہ ایک اجنبی گھرانے کا پیار حاصل کرسکوں۔ اگر ضرورت پڑی تو اپنی طبیعت، اپنا مزاج بدلنے کی بھی کوشش کروں گی۔ واقعی مشکل تو ہوگی کہ اجنبیوں کے درمیان زندگی کے دن گزاروں، ان کو خوش رکھنے کی کوشش کروں، اپنے دل کو بجھا کر رکھوں اور ان کی مرضی پر راضی رہوں۔ مگر امید ہے کہ پروردگار میری مدد کرے گا۔ ساری عمر لوگوں سے کترا کر بچ کر رہنے والی مخلوق کی طرح میں بسر نہیں کرسکتی۔ اس طرح کی چیزیں مجھ پر پہلے ہی بیت چکی ہیں۔ میں بورڈنگ اسکول میں اپنا بچپن بھولی نہیں ہوں۔ مجھے وہ اتوار بھی یاد ہیں جب میں گھر بھاگی آیا کرتی تھی۔ وہاں اگر اماں کی ڈانٹ بھی

پڑتی تو بری نہیں لگتی تھی — دل ھلکا ھلکا رھا کرتا تھا — لیکن شام ھوتے ھی دل بیٹھنے لگتا تھا کہ اب شام ھوتی ھے اور مجھے ۹ بجے تک گھر چھوڑ کر بورڈنگ اسکول واپس جانا ھوگا، جہاں پر ھر چیز اس قدر اجنبی ھے، ھر چیز سے سرد مہری اور سختی ٹپکتی ھے — استانیاں سوموار کو اتنی بے رحمی سے پیش آئیں گی — دل بھر آتا تھا سوچ کر اور میں کسی کونے میں چھپکے سے آنسو بہایا کرتی تھی — لوگوں کی نظر سے بچ کر تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ چھوکری کام چور ھے — جان چراتی ھے — مگر میں سبق پر محنت کرنے کے خوف سے نہیں رویا کرتی تھی — اچھا، پھر آگے چل کر کیا ھوا — یہ ھونے لگا کہ میں اسکول سے مانوس ھوگئی اور اتنی مانوس ھوئی کہ جب مجھے اسکول چھوڑ کر جانا پڑتا اور وھاں کی سکھیوں سے جدائی ھونے لگتی تو خوب رویا کرتی تھی — یہ بھی میں کچھ اچھا نہیں کررھی کہ آپ کی کمائی پر جی رھی ھوں اور بوجھ بنی ھوئی ھوں — یہ خیال مجھے ستاتا ھے — میں آپ سے یہ سب صاف طور سے کہہ رھی ھوں کیوں کہ مجھے آپ سے صاف بات کرنے کی عادت ھوگئی — کیا مجھے نہیں دکھائی دیتا کہ فیدورا کیسے صبح تڑکا ھونے سے پہلے اٹھ بیٹھتی ھے

تاکه اپنا کپڑے دھونے کا کام کرے اور رات گئے تک اس مشقت میں جٹی رھے؟ بوڑھی ھڈیاں تو آرام چاھتی ھیں — کیا مجھے نہیں دکھائی دیتا کہ آپ اپنی کمائی کا آخری کوپک بھی مجھ پر خرچ کئے دے رھے ھیں؟ آپ کو جو کچھ تنخواہ ملتی ھے وہ آپ خوشی سے مجھ پر لگا دیتے ھیں اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرتے ھیں میرے کرم فرما — آپ نے لکھا ھے کہ آپ میری ضرورت پوری کرنے اور مجھے حاجت مندی سے بچانے کے لئے اپنے بدن سے کوٹ تک اتار کر بیچنے کو تیار ھیں — میں آپ کی بات پر یقین کرتی ھوں — مجھے پورا بھروسہ ھے آپ کے شریف دل کا، مگر یہ بات آج آپ کہتے ھیں، جب کہ آپ کے پاس ابھی وہ روپیہ ھے جو غیب سے آپ کو مل گیا ھے بونس میں — آج روپیہ ھے لیکن بعد میں کیا ھوگا — آپ کو تو معلوم ھے کہ ھمیشہ بیمار رھتی ھوں — جس طرح آپ کام میں جٹے رھتے ھیں اس طرح کام کرنا میرے بس کا نہیں ھے چاھے مجھے کام کرنے کی کتنی ھی خوشی کیوں نہ ھو بذات خود — اور پھر یہ بھی ھے کہ ھمیشہ کام بھی نہیں ملتا ھے — پھر میرے لئے کیا رہ جائے گا؟ یہی کہ آپ کو تکتی رھوں اور آپ جیسے بے چارے ھمدردوں کو دیکھ دیکھ کر اندر سے کڑھتی رھوں — میں آپ

دونوں میں سے کسی کے ذرا بھی کام نہیں آسکتی۔ اور میرے دوست، بھلا میں کہاں سے آپ کے لئے ضروری ہوگئی؟ میں نے آپ کے ساتھہ ایسی کون سی نیکی کی ہے؟ میرا آپ کا رشتہ صرف دلی رشتہ ہے — میں آپ سے پیار کرتی ہوں، دل و جان سے آپ کو چاہتی ہوں — صرف یہی نا — مگر میری قسمت میں تو تلخی لکھی ہے — میں محبت کرنا چاہتی ہوں، محبت کر سکتی ہوں — مگر کوئی بھلائی تو نہیں کرسکتی — کوئی فیض تو نہیں پہنچا سکتی، آپ کی مہربانیوں، عنایتوں کا بدل تو نہیں دے سکتی — اب مجھے اور نہ روکئے — ذرا اور سوچئے اور اپنے آخری فیصلے سے مجھے آگاہ کیجئے — جواب کے انتظار میں ہوں

آپ کی چاہنے والی

و — د —

یکم جولائی

کیا فضول کی خرافات ہے وارنکا، یہ کیا واہیات ہے — جیسے ہی تمہیں ذرا تنہائی ملی تو تمہارے ننھے سے دماغ میں طرح طرح کی خرافات گھسنے لگتی ہے — یہ یوں نہیں ہے، یہ ووں نہیں ہے — اور مجھے اب ایسا

نظر آتا ھے کہ یہ سب خرافات ھے — اچھا میری عزیز، ذرا اتنا بتا دیجئے کہ آپ کو یہاں کس شے کی کمی ھے؟ آپ سے ھم محبت کرتے ھیں، آپ ھم سب کو چاھتی ھیں — ھم سب کے سب راضی خوشی ھیں — اب اس سے بڑھ کر اور کیا چاھئے — اور غیروں اجنبیوں میں آپ کو آخر کیا مل جائے گا؟ مانئے، میری بات، آپ کو اب تک خبر نہیں ھے کہ غیر آدمی، اجنبی آدمی کیا ھوتا ھے؟ اگر آپ مجھ سے پوچھ لیتیں تو میں آپ کو سمجھاتا کہ غیر آدمی، اجنبی آدمی کیا ھوتا ھے — میں اس کو جانتا ھوں، میری پیاری، اچھی طرح جانتا ھوں — مجھے غیر کی روٹی چکھنے کا اتفاق ھوا ھے — برا ھوتا ھے غیر آدمی — وارنکا آپ کی شرافت اور نیک نفسی اس کے پاجی پن کے سامنے کم ھے — وہ آپ کو طعنے تشنے کی باتیں کر کرکے تھکا ماریں گے، آپ پر آنکھیں نکال کر ناطقہ بند کر دیں گے — اور یہاں ھمارے بیچ میں آپ کو آرام ھے، چین اور سکون ھے جیسے چڑیا کو اپنے گھونسلے میں ھوتا ھے — اگر آپ چھوڑ جائیں گی تو ھم لوگ کیا کریں گے — ھم بے چارے کر کیا سکتے ھیں، میں بوڑھا کیا کروں گا — اچھا تو کیا ھم لوگوں کو آپ کی ضرورت نہیں ھے؟ آپ ھمارے لئے بیکار محض ھیں؟ یہ کیسے ھو سکتا ھے — نہیں،

پیاری ذرا آپ خود اپنی جگہ ہی سوچ کر دیکھئے، آپ بیکار محض کیسے ہو سکتی ہیں ہمارے لئے؟ آپ میرے لئے بہت مفید ہیں۔ آپ کا اتنا اچھا خوشگوار اثر پڑتا ہے... ایسے کہ اب مثال لیجئے، اس وقت میں آپ کے بارے میں سوچ رہا ہوں اور اس سے مجھے لطف آ رہا ہے... کبھی میں آپ کو خط لکھتا ہوں، سارے اپنے جذبات ان خطوں میں لکھ ڈالتا ہوں اور پھر مجھے ان کا تفصیل میں جواب ملتا ہے۔ میں نے آپ کے لئے اچھا اچھا لباس خریدا، زنانی ٹوپی خریدی، اور آپ کی طرف سے مجھے حکم ملتا رہتا ہے چیزوں کا... بھلا اب بتائیے، آپ سے فائدہ کیسے نہیں پہنچتا؟ نہیں اور میں اکیلا کیا کروں گا اس بڑھاپے میں۔ میں کس کام کا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس طرح سے سوچا ہی نہیں وارنکا پیاری، مگر آپ کو یوں سوچنا ضرور چاہئے تھا، کہ میں نہ ہوں گا تو اس بوڑھے کو کس کا سہارا رہے گا؟ مجھے عادت ہوگئی ہے آپ کی، میری پیاری۔ اگر آپ نہ ہوں گی تو اس کا حاصل کیا نکلے گا؟ یہی نا کہ میں دریائے نیوا پر چلا جاؤں گا اور قصہ ختم کرلوں گا۔ جی ہاں۔ یہی ہونے والا ہے۔ اور آپ کے بغیر مجھے اور کیا کرنا ہے۔ ہائے وارنکا، میری پیاری وارنکا کیا آپ یہ دیکھنا چاہتی ہیں کہ

ایک گاڑی بان ولکووہ قبرستان کی طرف تابوت گاڑی لئے جا رہا ھے اور اس پر میرا جنازہ رکھا ھے بے کس و بے یار۔ قبرستان میں ایک بوڑھی فقیرنی کھڑی دیکھے گی کہ میری میت قبر میں اتار کر مٹی سے بھر دی گئی اور سب مجھے اکیلا چھوڑ چھاڑ چل دئے۔ یہ چاھتی ھیں آپ۔ ایسا چاھنا، میری پیاری گناہ ھے، یہ گناہ ھے۔ جان من یہ گناہ ھے خدا کے نزدیک۔ میں آپ کی کتاب واپس کر رھا ھوں، اور اگر اس کے بارے میں وارنکا پیاری آپ میری رائے پوچھیں تو میں یوں عرض کروں گا میں نے ساری زندگی اس سے اچھی کتاب نہیں پڑھی۔ میں آپ اپنے سے سوال کرتا ھوں کہ یہ کیا ھوا کہ آج کے دن تک میں گونگوں بہروں کی طرح جیتا رھا، لٹھ گنوار۔ خدا معاف کرے مجھے۔ میں اپنا یہ کیا بناتا رھا ھوں؟ میں کس جنگل سے نکل پڑا ھوں۔ سچ کہتا ھوں، میری پیاری، مجھے کچھہ نہیں معلوم، کچھہ نہیں آتا مجھہ کو۔ سیدھے میں تو یہ کہوں گا وارنکا، کہ بالکل جاھل ان پڑھہ آدمی ھوں میں۔ مطالعہ میرا یوں ھی ھے برائے نام، دراصل کچھہ نہیں: ''آدمی کی تصویر،، یہ اچھی دانائی کی تصنیف ھے۔ وہ میں نے پڑھی اور وہ کتاب بھی ''نوجوان لڑکا، جو گھنٹیوں پر طرح طرح کی گت بجاتا ھے،، اور ''ایوک

کے سارس،،—بس لے دے کے یہی کتابیں پڑھی ہیں— اور اب میں نے یہ پوشکن کی کہانی ''گھوڑوں کی چوکی کا داروغہ،، پڑھی جو اس کتاب میں تھی جو ایوان بیلکین کی کہانیوں کے نام سے آپ نے بھیجی تھی— تو اب دیکھو وارنکا پیاری، ایسی بات ہوتی کہ آدمی زندگی کا لمبا عرصہ کاٹ دیتا ہے اور اسے یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ بھئی، بالکل ہاتھہ کے پاس ایسی کتاب پڑی ہے جس میں آپ کی زندگی کی ساری کہانی ایک گیت کی طرح دھری ہوئی ہے، جس پر آپ کی نظر پہلے نہیں پڑی تھی، اب اس پر نظر پڑنے لگتی ہے— چیزیں آپ کو یاد آنے لگتی ہیں، سمجھہ میں آنے اگتی ہیں اور قیاس میں آنے لگتی ہیں— اس کے علاوہ جو بات مجھے اس کتاب میں خاص پسند آئی وہ یہ تھی کہ اور دوسری کتابوں کو دیکھئے— پڑھے جاؤ، پڑھے جاؤ بسا اوقات وہ ایسی چالاکی سے لکھی ہوتی ہیں کہ لگتا ہے، پڑھا تو مگر سمجھہ میں نہیں آیا— مثال کے طور پر مجھے لو— میں موٹی عقل کا آدمی ٹھیرا— جو زیادہ باریک یا اہم مطالعے کی چیز ہے وہ تو میرے پلے ہی نہیں پڑتی— مگر یہ کتاب آپ کی بھیجی ہوئی پڑھی تو ایسا لگا جیسے خود ہی لکھی ہو— گویا یوں سمجھو کہ بس میرا ہی دل وہاں رکھا ہوا ہے، جو بھی ہو—

ہے یہی بات کہ جو میرے دل کی بات تھی وہی وہاں رکھی تھی سیدھی سادی — اتنی سادی کہ دیکھو، جیسے میں سچ مچ خود ایسا ہی لکھہ سکتا ہوں — اور کیوں نہیں — جیسا اس کتاب میں لکھا ہے ویسا ہی میں خود بھی محسوس کرتا ہوں — مجھہ پر بھی کیا وہی نہیں بیتی ہے جو سمسون ویرین* پر گزرنی بتائی گئی ہے — ایک دو نہیں، کتنے سمسون ویرین بےچارے ہمارے بیچ میں موجود ہیں — اور دیکھو تو مصنف نے کس خوبی سے، صفائی سے اس کی بپتا سنادی ہے — جب میں یہ کتاب پڑھہ رہا تھا، میری پیاری، تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے — میں نے پڑھا کہ اس غریب نے شراب نوشی شروع کردی، اتنی اتنی پی جاتا تھا کہ سارا سارا دن پوستین کے کوٹ پر مدھوش پڑا رہتا تھا یا کوٹ کے دامن سے بیٹھا آنسو پونچھا کرتا تھا جب اسے خیال آتا کہ بےچاری گھر سے نکلی ہوئی بیٹی دونیاشا پر کیا گزرتی ہوگی — تو میاں یہ ہوئی زندگی اصلی — اسے پھر پڑھا جائے — یہ تو جیتی جاگتی چیز ہے — میں نے خود ایسی چیزیں دیکھی ہیں — یہ

---

* سمسون ویرین ''گھوڑوں کی چوکی کا داروغہ'' کا ہیرو ہے — (ایڈیٹر)

سب کچھ میرے آس پاس موجود ہے — اب تم ہماری بےچاری تھریسا کو ہی لے لو مثال کے طور پر یا ہمارے اس بیکار کلرک کو— اس کا نام گورشکوف سہی، لیکن کیا وہ سمسون ویرین نہیں ہے دوسرا— ہم سب ایسے ہی تو ہیں، اسی طرح کے لوگ— ہم میں سے کسی پر بھی یہ بپتا پڑسکتی ہے— بلکہ کسی خاندانی نواب‌زادے، رئیس زادے پر بھی یہی بیت سکتی ہے جو نیفسکی کے شان دار علاقے میں یا دریا کنارے کی حویلیوں میں بسر کرتا ہو— البتہ وہاں ذرا اس کا نقشہ بدلا ہوا ہوگا کیوں کہ اونچی ڈیوڑھی والوں کا جیون اونچا ہوتا ہے— پھر بھی ہوگا تو یہی کچھ اصل میں— ہاں جی، کچھ بھی گزر سکتی ہے— اور مجھ پر بھی یہی بیت سکتی ہے— ذرا دیکھئے، یہ کیسی بات ہے میری پیاری— آپ ہمیں چھوڑ کر چلے جانے کا خیال کیسے دل میں لاتی ہیں— جو بپتا ناگہانی اس بےچارے ویرین پر پڑی تھی وہ مجھ پر بھی گزر جانے گی اور ہم اس سے بس جائیں گے، ہمارا بالکل صفایا ہو جائے گا— تو میری پیاری، خدا کا واسطہ دیتا ہوں، ان برے برے ارادوں کو بالکل ہی ذہن سے نکال ڈالو اور مجھے دکھ نہ دو— مجھے اور نہ ستاؤ— میری پیاری ننھی سی چڑیا سوچو تو، آپ بھلا اپنے کھانے پینے کا انتظام کیا کریں گی اور خود کو برے آدمیوں

کی زک سے ان کی برائی سے کیسے بچائیں گی ؟ وارنکا، بس بہت ہوا — باز آجاؤ — بہت ہوا — برے مشوروں پر کان نہ دھرئیے — اچھا ہو کہ آپ اپنی بھیجی ہوئی اس کتاب کو ایک بار دھیان دے کر اور پڑھ لیں — اس سے آپ کو فائدہ پہنچے گا — سچ مانئیے —

میں نے رتازیائیف سے اس کہانی گھوڑوں کی چوکی کا داروغہ کے بارے میں بات کی — اس نے کہا کہ یہ پرانے فیشن کی کتاب ہے — آج کل جو کتابیں نئے طرز کی نکلتی ہیں ان میں تصویریں ہوتی ہیں، طرح طرح کے بیان اور نقاشیاں ہوتی ہیں — میں رتازیائیف کی بات اچھی طرح سمجھ نہیں پایا — رتازیائیف نے مجھے بتایا کہ ہاں، پوشکن اچھا ادیب تھا اس میں شک نہیں — اور پوشکن نے روس کی شان بڑھانے میں بڑی خدمت کی ہے — اسی قسم کی اور کئی باتیں اس نے کہی تھیں — ہاں تو وارنکا بہت اچھا، بہت ہی اچھا،آپ اس کو میرے کہنے سے توجہ کے ساتھ پڑھئے ایک بار پھر — میرا مشورہ مانئے اور بوڑھے آدمی کی بات مان کر اسے خوشی دیجئے — خدا آپ کو اس کی جزائے خیر دے گا — ضرور خدا کی بارگاہ سے اس کا انعام ملے گا —

آپ کا مخلص دوست

ماکار دےوشکن

۶ جولائی

میرے پیارے سرکار ماکار الیکسئی وچ،

فیدورا آج مجھے چاندی کے پندرہ روبل دے گئی۔ جب میں نے اسے تین روبل دئے ہیں تو وہ کتنی خوش ہوئی بے چاری۔ میں یہ آپ کو جلدی میں لکھہ رہی ہوں۔ مجھے آپ کی واسکٹ تراشنے بیٹھنا ہے۔ کپڑا عمدہ قسم کا ہے۔۔ پیلے رنگ کی زمین پر پھول پتی بنی ہوئی ہے۔ میں آپ کو ایک کتاب اور بھیج رہی ہوں۔ یہ کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ میں ان میں سے کچھہ کہانیاں پڑھہ چکی ہوں۔ آپ اس میں کی وہ کہانی ضرور پڑھئےگا جس کا نام ہے ''دفتری کوٹ،،*۔ آپ کی ضد ہے کہ آپ کی تھیٹر چلنے کی دعوت مان لوں۔ سوچئے، کیا اس پر بہت خرچ نہیں ہوگا؟ اگر ہمیں تھیٹر ضرور ہی جانا ہے تو ایسا کیجئے کہ گیلری کے ٹکٹ خریدئے۔ تھیٹر گئے مجھے اتنا لمبا عرصہ ہو گیا کہ یاد بھی نہیں آتا، پچھلی بار کب گئی تھی۔ لیکن پھر مجھے رہ رہ کے یہی خیال آتا ہے کہ تھیٹر جانے

---

* گوگول نے یہ کہانی ۱۸۴۲ء میں لکھی تھی۔
(ایڈیٹر)

میں بہت خرچ نہیں ہوگا؟ فیدورا صرف اپنا سر ہلاتی رہتی ہے اور کہتی ہے کہ آپ چادر سے زیادہ پاؤں پھیلا رہے ہیں — اتنی آمدنی نہیں ہے آپ کی، جتنا آپ خرچ کر رہے ہیں — مجھے خود بھی دکھائی دیتا ہے کہ اکیلی مجھ پر آپ نے کتنا کچھ روپیہ خرچ کر دیا ہے — ہول آتا ہے میرے دوست کہ اگر آپ اسی طرح چلتے رہے تو کہیں کچھ حادثہ نہ پیش آجائے — فیدورا مجھے بتاتی رہی ہے کہ کرائے کے بارے میں آپ مکان مالکہ سے جھگڑتے ہیں — آپ کی اس کی بحث ہوتی ہے — مجھے آپ کی طرف سے ڈر لگا رہتا ہے ماکار الیکسئی‌وچ — اچھا رخصت میں اس وقت جلدی میں ہوں — کوئی چھوٹا سا معاملہ ہے جس میں مجھے لگنا ہے — اپنے زنانہ ٹوپ کا فیتہ بدلنا ہے —

و — د —

نوٹ: جانتے ہیں آپ! اگر ہمیں تھیٹر جانا ہے تو ایسا کروں کہ اپنا نیا زنانہ ٹوپ پہنوں اور شانوں پر کالا منتال ڈال لوں — کیا خیال ہے، اچھا رہے گا نا؟

۷ جولائی

میری پیاری سرکار واروارا الیکسئی‌ونا،

...ہاں تو لیجئے، کل جو بات ہو رہی تھی اس کے بارے میں بتا ہی دوں — ایک بار، بہت زمانہ

پہلے ایسا اتفاق ہوا کہ مجھ پر یہ حماقت گزر گئی — نوجوانی کا زمانہ تھا — غور و فکر کا سوال نہ تھا — میں ایک ایکٹریس کی محبت میں دیوانہ بن بیٹھا — خیر، یہ بھی کوئی ایسی بات نہ تھی، اصلی عجوبہ تو یہ رہا کہ میں نے قریب قریب اس کے درشن بھی نہ کئے تھے، صرف ایک بار تھیٹر میں نظر پڑی تھی وہ — اور اتنے ہی پر میں مرمٹا — ان دنوں میرے ساتھ پانچ سات نوجوانوں کی ٹولی رہتی تھی، بڑے بے فکرے اور پاجی — مرضی خلاف ہونے کے باوجود میری ان کی خوب پٹتی تھی — دوستی ان سے چاہے کتنی ہی گہری رہی ہو لیکن یہ بھی ہے کہ مجھے ان کے کرتوتوں سے کوئی واسطہ نہ تھا اور ذرا کٹا کٹا رہتا تھا — وقت ساتھ کاٹنے کے لئے میں ان سے چھیڑ چھاڑ بھی کیا کرتا تھا — اُفوہ، ان چھوکروں نے کیا کیا باتیں اس ایکٹریس کے سلسلے میں مجھ سے نہیں کہیں — ہر شام ادھر تھیٹر شروع ہوا اور ادھر ساری کی ساری ٹولی، مجھ سمیت وہاں نشستیں گھیر لیتی تھی اور وہ بھی اوپر کی سستی نشستیں — حالاں کہ کسی کے پاس اپنے پلے کی پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہوتی تھی — وہاں بیٹھے وہ خوب تالیوں پر تالیاں بجاتے، پاگلوں کی طرح خوب اودھم مچاتے — اس ایکٹریس کو باربار پردے کے

باھر بلواتے — پھر رات ھوتی تو آنکھ نہیں لگنے دیتے تھے — ساری ساری رات اسی ایکٹریس کی باتیں ھو رھی ھیں — سب اسے اپنی گلاشا کہتے تھے، سب کو اسی ایک ایکٹریس سے محبت ھو گئی تھی اور سب کے دل میں اسی کا عشق چٹکیاں لیتا تھا — آخر یہ ھوا کہ انہوں نے مجھ کو، مجھ نادان کچی عقل کے نوجوان کو بھی اسی ایکٹریس کے عشق میں مبتلا کر دیا — پتہ نہیں کیسے ھوا یہ، لیکن دیکھتا ھوں کہ میں بھی تھیٹر گیلری کی چوتھی صف میں ڈٹا ھوا ھوں — جہاں میں بیٹھوں وھاں سے مجھے صرف پردے کا ایک کونا نظر آتا تھا، مگر سنتا تھا سب کچھ — اس ایکٹریس کی آواز تو واقعی غضب کی تھی، گھنٹیاں سی بجتی تھیں —— میٹھی، رسیلی، اور مدھ بھری آواز — ھم وھاں بیٹھے تالیوں پر تالیاں بجایا کرتے تھے، خوب زور زور سے شور کرتے اور ایسا اودھم مچاتے کہ بس سب کی نظر ھم لوگوں پر ھوتی — یہاں تک کہ ھم میں سے ایک کو نکال دیا گیا — کچھ اچھا نہ ھوا — میں گھر آیا ایسے جیسے آنکھوں کے آگے تارے ناچ رھے ھوں، جیب میں ایک روبل کے سوا کچھ نہ تھا اور اگلی تنخواہ ملنے میں ابھی دس دن باقی تھے — سمجھیں آپ؟ کیا سمجھیں آگے کیا ھوا؟ دوسرے دن

صبح کو دفتر کا وقت ہونے سے پہلے میں نے وہ روبل بھی فیشن دار فرانسیسی عطر خانے میں خوشبو والے صابن اور عطر پر خرچ کردیا — کیوں خرچ کردیا؟ یہ ایسی بات ہے جو بیان سے باہر ہے — سارے دن میں کھانا کھائے بغیر رہا لیکن جو وقت ملا وہ اس ایکٹریس کی کھڑکی کے نیچے ٹہلنے میں گزار دیا — ادھر سے ادھر، ادھر سے ادھر گھومتا رہا — وہ وہاں رہتی تھی نیفسکی پراسپکٹ کی چوتھی منزل پر — کام سے وقت پانے کے بعد میں گھر آتا، گھنٹہ بھر دم لیتا اور پھر اس کے گھر کی طرف چل پڑتا، اور اسی کی کھڑکی کے نیچے ٹہلتا پھرتا — ڈیڑھ مہینے اسی کے چکر کاٹتا رہا — اعلا درجے کی فٹن کرائے پر لیتا اور اسی کی کھڑکی کے نیچے نہایت شان سے سواری کرنے میں وقت گزارتا — میں اسی چکر میں قرض دار ہو گیا اور پھر جانئے کہ اسی کے ساتھ میرا جذبہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا — میں اکتا گیا اس سلسلے سے — تو یہ ہے کہ دیکھئے، میری پیاری کہ ایک ایکٹریس کسی ایمان دار بھلے آدمی کو کس حال میں پہنچا سکتی ہے — اتنا خیال رہے کہ ان دنوں میں نوجوان چھوکرا تھا، کچی عمر کا آدمی —

م — د —

۸ جولائی

میری پیاری سرکار واروارا الیکسئی‌ونا،

آپ کی کتاب جو مجھے اس مہینے کی ۶ تاریخ کو ملی تھی، میں آپ کو واپس کرنے میں جلدی کر رہا ہوں اور اسی کے ساتھ اس خط میں آپ کے سامنے یہ بات صاف کرنا چاہتا ہوں۔ بہت بری بات ہے، بری حرکت ہے کہ آپ نے مجھے ایسی گری ہوئی حیثیت میں دیکھا میری پیاری ــ پاک پروردگار نے ہر شخص کو زندگی میں وہی مقام عطا کیا ہے جس کا وہ مستحق ہے ــ کچھ لوگوں کو یہ مقدر ہوا ہے کہ وہ فوجی جنرلوں کے جاہ و حشم سے رہیں، کچھ شاہی کونسل کی خدمات بجا لاتے ہیں، کچھ کی قسمت میں یہ ہے کہ حکم صادر کیا کریں اور کچھ کی قسمت میں خاموشی سے حکم بجا لانا لکھا ہے ــ جس آدمی کی جتنی سکت ہے، جیسی صلاحیت ہے ویسی ہی خدمت اس سے لی جاتی ہے ــ کوئی آدمی کوئی ایک چیز کے لئے موزوں ہے، کوئی کسی دوسری چیز کے لئے، یہ سب احکام خداوندی ہیں ــ قدرت کے حکم سے کارخانہ چلتا ہے ــ مجھے دفتر کی نوکری کرتے کرتے تیس برس ہو گئے ہیں اب ــ اس پورے عرصے میں میرے کام پر

کوئی حرف نہیں آیا — چال چلن میرا پاک صاف رہا ہے — ہر طرح کی احتیاط اور پرہیز سے بھرا ہوا — کبھی مجھ پر بے راہ ہوجانے کا الزام نہیں لگا، مجھ پر انگلی نہیں اٹھائی گئی — ایک شہری کی حیثیت سے میں اپنے بارے میں یہ سمجھ رکھتا ہوں کہ مجھ میں خامیاں اور کوتاہیاں ضرور ہوں گی — لیکن انہی کے ساتھ خوبیاں بھی ہیں — میرے افسر میرا بڑا خیال کرتے ہیں اور حضور گورنر بہادر تک میری پہنچ ہے — وہ مجھ سے خوش ہیں — میں بس جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے خوش ہیں اگرچہ یہ اور بات ہے کہ خود انہوں نے آج تک میرے ساتھ کوئی خاص سلوک نہیں کیا ہے — میری عمر کا بڑا حصہ گزر گیا، بال سفید ہو رہے ہیں اور یہ ساری عمر میں نے ایسے گزاری کہ میرے ضمیر پر بڑے گناہوں کا داغ نہیں ہے — رہے چھوٹے چھوٹے قصور، معمولی خطائیں، تو کون ہے جس سے معمولی خطا نہ ہوئی ہو — سبھی سے قصور ہوتے ہیں چھوٹے چھوٹے... یہاں تک کہ میری پیاری، آپ سے بھی ہوئے ہوں گے — لیکن مجھ پر چال چلن کی خرابی، بد تمیزی، بے ادبی، یا قانون شکنی اور امن عامہ کو نقصان پہنچانے کا کوئی الزام نہیں رہا ہے — نہیں، ایسا کبھی نہیں ہوا — ایک وقت تھا جب میرے

نام کی خطاب اور تمغے کے لئے سفارش کی گئی تھی، مگر اب ان سب باتوں کے ذکر سے کیا فائدہ — آپ تو ان تمام معاملات کو بخوبی جانتی ھیں — اور وہ کتاب جو آپ نے مجھے پڑھنے کو بھیجی تھی، اس کا مصنف بھی ضرور جانتا ھوگا — اگر آدمی یہ طے کرے کہ ھر بات کو بیان کرکے رھوں گا تو چاھئے کہ وہ ھر بات کو جانتا بھی ھو — اس سے خوب واقف بھی ھو — مجھے آپ سے قطعی ایسی امید نہ تھی، میری پیاری وارنکا، آپ سے تو ھرگز اس طرح کے عمل کی امید نہ تھی —

تو کیا! اس کا مطلب یہ ھوا کہ کوئی آدمی خاموشی سے اپنے گوشے میں نہ رھنے پائے — ایسے جیسے وہ موجود ھی نہیں ھے — بقول شخصے وہ تھمے پانی میں پڑے رھنے کی جو زندگی ھوتی ھے وہ زندگی نہ گزارے — کسی کو چھیڑے بغیر، خدا شناسی کی زندگی بسر کرنا، بالکل اپنی الگ تھلگ زندگی گزارنا کہ وہ دوسروں کو نہ چھیڑے، دوسرے اسے نہ چھیڑیں، اس کے معاملوں میں ٹانگ نہ اڑائیں — دوسروں کو بھلا کیا مطلب ھے کہ ایک آدمی کی نجی زندگی میں دخل دیں؟ انھیں اس سے غرض کیوں ھو کہ بھئی، آپ کے نیچے پہننے کے کپڑے ٹھیک ٹھاک ھیں کہ نہیں ؟

بوٹ جوتے ہیں کہ نہیں، اور ہیں تو ان کے تلے اچھے مضبوط ہیں کہ نہیں ؟ دوسروں کو اس سے کیا غرض کہ صاحب، آپ نے کھانا کھایا؟ کیا پیا اور کیا نقل کیا؟ اگر سڑک کی پٹری گندی ہے اور میں اپنے جوتے بچانے کے لئے سنبھل سنبھل کر پاؤں رکھتا ہوں، پنجوں کے بل گزرتا ہوں تو اس میں آپ کا کیا جاتا ہے؟ مصنف کو اس سے کیا مطلب کہ وہ دوسروں کو نصیحت کرتا پھرے کہ بھائی، آپ کو کبھی کبھی محتاجی ہو جاتی ہے، آپ چائے کے بغیر کام چلاتے ہیں؟ وہ جانے اس کا کام — چائے پینا، کوئی لازمی فعل تو نہیں ہے کہ سبھی پئیں — تو کیا میں ہر آدمی کو دیکھتا پھروں کہ اس کے منھ میں کس چیز کا لقمہ ہے؟ کیا میں نے کسی کو ایسی شکایت کا موقع دیا ہے؟ بھلا دوسروں کو ناراض کرنے سے کیا حاصل جب دوسرے تم کو نہ چھیڑتے ہوں — اچھا، سنئے، واروارا الیکسئی‌ونا ایک مثال دیتا ہوں آپ کو — ایک شخص ہے، بڑی محنت اور جاں فشانی سے اپنا کام انجام دیتا ہے — اس کے افسر تک اس سے خوش ہیں — اس کا خیال کرتے ہیں (چاہے جو کہو، مگر ہے یہی بات) اب اچانک ان جانے سبب کے بغیر کوئی ایسی چیز اٹھ کھڑی ہوتی ہے جو آپ کو کہیں کا نہیں چھوڑتی —

البتہ، یہ سچ ہے کہ کبھی نہ کبھی آپ کوئی نئی چیز بھی سلوائیں گے — کبھی ایسے مگن ہوں گے کہ رات کو نیند نہیں آئے گی — یا نئے جوتے خریدیں گے مثال کے طور پر — مجھے تو ایسا ہی لگا تھا جب میں نے نئے جوتے پہنے تھے — ایسا گناہ کا سا مزا آیا تھا اس میں کیوں کہ دیکھئے نا، ایسے اچھے چمڑے کے اندر پاؤں ڈالنا کیسے مزے کی بات ہے — صحیح ہے کہ مصنف نے ان سب چیزوں کو ٹھیک بیان کیا ہے لیکن پھر بھی مجھے تو حیرت اس پر ہے کہ ہمارے افسر اعلا فیودر فیودرووچ نے دھیان دئے بغیر ایسی کتاب کی اجازت کیسے دی؟ انہیں تو میرے خیال میں، یہ چاہئے تھا کہ اپنے کیرکٹر کے بچاؤ میں اس کتاب کی مخالفت کرتے — ٹھیک ہے کہ وہ ابھی ایک نوجوان افسر ہیں اور جیسا کہ کتاب میں ایک افسر کو چیختے دکھایا گیا ہے، ویسے ہی وہ خود چیختے اور ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہتے ہیں — ماتحتوں کے لئے اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ ان پر ڈانٹ پڑتی رہے — ہاں، صحیح ہے کہ وہ کبھی رعب جتانے ہی کی خاطر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں اور صاحب کیوں نہ کریں آخر؟ یہ ان کا کام ہے کہ ہم جیسے لوگوں کو ٹھیک بناتے رہیں اور ہمارے اندر خوف خدا پیدا کرتے رہیں کیوں کہ

وارنکا، ہمارے درمیان ایسے لوگ ہیں، میرا مطلب یہ کہ ہم چھوٹی حیثیت کے لوگ ایسے ہیں جو کسی کام کے نہیں ــ اگر خوف خدا ہم میں نہ ہو تو ہم میں سے ہر ایک کی مرضی یہی ہوتی ہے کہ بس بنا کام کئے تنخواہ ملے جائے ــ اصل غرض یہ ہے کہ کسی کام سے لگے رہیں، با روزگار رہیں، چاہیں کام کریں نہ کریں ــ اب چوں کہ ماتحت لوگوں کے مختلف درجے ہوتے ہیں اس لئے ہر درجے کے آدمی کو اپنے الگ قسم کی ڈانٹ پھٹکار چاہئے ــ اور ان کے لئے مختلف طرح کا برتاؤ اختیار کرنا پڑتا ہے ــ اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ دنیا اسی طرح چلتی ہے میری جان ــ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی کے خلاف کمربستہ ہے اور اسے گھیرنے کی فکر میں رہتا ہے ــ اور کوئی کسی نہ کسی کو ڈانٹ ڈپٹ کرلیتا ہے ــ اسے کس دیتا ہے ــ اگر ایسا نہ ہو یہ احتیاطیں نہ برتی جائیں تو دنیا چوپٹ ہوجائے گی، کوئی انتظام ہی باقی نہ رہے گا ــ مجھے واقعی اس پر تعجب آتا ہے کہ فیودر فیودرووچ سے یہ چوک کیسے ہو گئی ــ

بھلا اس طرح کی باتیں لکھنے سے فائدہ کیا؟ ان کا کیا حاصل؟ جو آدمی اس کو پڑھے گا کیا وہ اس سے متاثر ہو کر مجھے نیا کوٹ سلوا دے گا؟ یا کوئی نئے

جوتے خرید دے گا؟ وارنکا پیاری، کچھ فائدہ نہیں ہوتا ان تحریروں سے — پڑھنے والا اس سب کو پڑھ جائے گا اور اس کے بعد ایسی ہی اور چیزیں مانگے گا — آدمی کو اپنی کوتاھیاں، اپنے عیب چھپانے کی اتنی فکر ہوتی ہے — وہ لوگوں کی چہ می گوئیوں سے عاجز ہونے کی وجہ سے اتنا اپنے آپ کو لئے دئے رھتا ہے کہ کچھ کہنے کو نہیں — ذرا ذرا سی بات کو پکڑ کر اتنا پھیلایا جاتا ہے، رائی کا پربت بنا دیا جاتا ہے کہ ابھی آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی اور دیکھتے ہیں تو آپ کی شہری اور گھریلو زندگی کے پٹ کھول کے رکھ دئے جاتے ہیں ادبی شکل میں اور وہ چھاپے میں آ جاتی ہے — لوگ پڑھتے ہیں، ہنسی اڑاتے ہیں، اور اس کے چرچے کئے جاتے ہیں — اب اس کے بعد آپ کس منھ سے لوگوں کے سامنے جائیں گے؟ ایک ایک چیز اتنی ٹھیک بیان کی جائے گی کہ پورا حلیہ آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور سڑک پر چلنے کے انداز سے لوگ پہچان جائیں گے کہ اوھو، یہ تو فلاں کردار چلا جا رہا ہے — یہ اتنی بری بات نہ ہوتی بہ شرطے کہ مصنف کو کتاب کے خاتمے تک پہنچتے پہنچتے عقل آ جاتی اور وہ کسی طور سے ذرا کچھ نرمی برت لیتا مثلاً یہ لکھ کر —— کہ جب وہ دکھا چکا ہے کہ اس کردار

کے سر پر کاغذ کی گولیاں پھینکی جاتی تھیں — اس کی کیا کیا درگت بنتی تھی تو کچھہ نہ کچھہ اس طرح کی بات آخر میں بڑھا دیتا: یہ سب تو ہوا لیکن وہ ایک خوش اطوار آدمی تھا، شریف آدمی تھا، اپنے ساتھہ کام کرنے والوں کے ھاتھوں اس کی یہ گت نہ بننی چاھئے تھی — وہ اپنے افسروں کا حکم مانتا تھا (بلکہ اسی موقع پر اگر ایک آدھہ مثال دے دی جائے تو مناسب رہے گا)، اس شخص کو کسی سے جلن نہ تھی، خدا پر ایمان رکھتا تھا اور جب وہ مرا (اگر مصنف چاھتا ھے کہ وہ کردار بالآخر جان سے مار دیا جائے) تو اس کے عزیزوں دوستوں نے اس کا غم کیا — اور اچھا ھو اگر مصنف اسے مرتا نہ دکھائے، اس بے چارے کی موت واقع نہ ھو بلکہ ایسا کیا جائے کہ وہ کردار پھر سے اپنی سرکاری وردی پائے — اسے حضور گورنر بہادر اپنے پاس طلب کریں اور اس کی خوبیوں، نیکیوں کی مناسب تحقیقات سے اچھا نتیجہ نکالنے کے بعد اس کے عہدے میں ترقی دیں، اور تنخواہ بڑھانے کا حکم جاری کریں تاکہ قصے کے خاتمے پر نیکی اور شرافت کی فتح ھو اور اس کے ساتھہ کام کرنے والوں کے روپ میں بے ایمانی اور پاجی پن کو قرارواقعی سزا مل جائے — اور اس کے محکمے میں ساتھہ کام کرنےوالے اس کا مذاق نہ اڑانے پائیں — اگر فرض

کرو، میں لکھتا اس کتاب کو تو میں ایسے لکھتا — اور اس سے کیا حاصل جیسے اس مصنف نے کہانی لکھی ہے — کیا خوبی ہے؟ کیا خاص بات ہے اس میں؟ چھوٹا سا ایسے ہی خالی خولی قصہ لے لیا ہمارے منحوس کام کے وقت کی زندگی سے اور اسے رنگ دیا — بھلا، میری وارنکا، آپ نے یہ فیصلہ کیسے کیا کہ ایسی کتاب مجھے بھیجی جائے — یہ ایک بالکل ہی واہیات کتاب ہے کیوں کہ جو اس میں لکھا ہے، بھلا ویسا ہونا ممکن ہے؟ نہیں — ایسا کلرک کوئی ہو ہی نہیں سکتا — اب اس کے بعد، دیکھئے، میری رائے میں تو شکایت ہونی چاہئے — باضابطہ شکایت کی جانی چاہئے اس کے خلاف —

آپ کا فرماں بردار خادم

ماکار دےوشکن

۲۷ جولائی

میرے پیارے سرکار ماکار الیکسئیوچ،

ادھر کچھ دن سے جو صورتیں پیش آ رہی ہیں اور آپ کے ادھر کے خطوط، انہوں نے مجھے ڈرا دیا ہے، مجھے فکرمند کر دیا ہے اور حیرت میں ڈال دیا

پھر— فیدورا نے جب ساری کہانی سنائی تو بات صاف ہوئی— آپ، ماکار الیکسئی‌وچ آخر کیوں اس درجہ پریشانیوں اور مایوسیوں کی دلدل میں دھنستے چلے جا رہے ہیں— آپ نے جو بات سلجھانے کی کوشش کی اس سے مجھے تسکین نہیں ہوسکتی— اب دیکھتے ہیں آپ؟ ٹھیک تھا نا میرا خیال کہ اس مفید جگہ کو منظور کرلوں جس کی پیش کش کی گئی تھی— جو واقعہ حال میں ہی ہوا ہے اس سے سچ مچ میں خوف زدہ ہوگئی ہوں— اب آپ کہتے ہیں کہ آپ کو جو مجھ سے محبت ہے، اسی نے مجبور کیا کہ مجھ سے باتیں چھپائیں— میں ہمیشہ آپ کی احسان مند رہی ہوں حالاں کہ بقول آپ کے، یہ سمجھتی تھی کہ آپ نے بینک میں جو روپیہ بچا رکھا تھا وہی مجھ پر خرچ کر رہے ہیں— اب مجھ پر کیا گزر رہی ہے جب معلوم ہوا کہ آپ کے پاس بچت کا روپیہ بالکل تھا ہی نہیں— بلکہ ہوتا یہ رہا ہے کہ آپ میری حالت پر رحم کھا کر اپنی تنخواہ وقت سے پہلے ہی نکلواتے رہے ہیں— یہاں تک کہ آپ کا کوٹ بھی بک گیا اس زمانے میں جب میں بیمار تھی— اب میں کیا کروں میرے پیارے ماکار الیکسئی‌وچ؟ جب آپ شروع میں ہمدردی اور رشتہ‌داری کے خیال سے مجھ پر احسانات کرچکے تھے، مجھے مدد

دے چکے تھے، تو اسی وقت یہ سلسلہ بند ہو جانا چاہئے تھا — آپ کو کم از کم آسائشوں پر، تفریحات پر روپیہ نہیں اڑانا چاہئے تھا — آپ سچے دوست نہیں ہیں — آپ نے مجھ سے چھپایا — مجھ سے تکلف برتا — اور اب جب مجھے معلوم ہوا کہ کپڑوں کی خریداری پر، مٹھائیوں پر، تھیٹر کے ٹکٹوں پر، کتابوں اور دل بہلاووں پر آپ کا آخری کوپک تک نکل چکا ہے تو میں اپنی بے خیالی اور مجرمانہ لاپرواہی کو بری طرح کوس رہی ہوں — (کیا میں نے یہ سب چیزیں آپ کی ضروریات کا خیال کئے بغیر قبول نہیں کی تھیں؟) اور اب حال یہ ہے کہ وہ سب چیزیں جو آپ نے اس خیال سے خریدیں کہ ان سے مجھے خوشی ہوگی، لطف آئے گا، اب وہی میرے غم و افسوس کا سبب بنی ہوئی ہیں — میں ادھر آپ کی پریشانی اور اداسی دیکھ رہی تھی اور اگرچہ خود بھی مجھے کسی نہ کسی مصیبت کا اندیشہ تھا لیکن یہ واقعہ جو ہوا ہے اس کا تو وہم و گمان بھی نہ گزرا تھا — توبہ توبہ، ماکار الیکسئیوچ، آپ اس طرح بےقابو کیسے ہو گئے — بھلا سوچئے تو لوگ کیا سوچتے ہوں گے آپ کے بارے میں اور جو لوگ آپ کو جانتے ہیں وہ دل میں کیا کہتے ہوں گے! جب خیال کرتی ہوں کہ آپ جیسا آدمی، جو اپنی نیک نفسی، بےچون و چرا

زند گی، دانائی اور خوش اخلاقی کی بدولت عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اس سے ایسی گری ہوئی حرکت سرزد ہوئی، یعنی ایسی حرکت جس کا آپ کو اس سے پیشتر کبھی شوق بھی نہ تھا — مجھہ پر کیا گزر گئی ہوگی جب فیدورا سے میں نے سنا کہ آپ سرباز ار شراب میں دھت پائے گئے اور پولیس والے آپ کو گھر تک پہنچا کر گئے — اپنے کانوں پر یقین نہیں آتا تھا اگرچہ مجھے کوئی نہ کوئی غیرمعمولی بات ہو جانے کا کھٹکا لگا ہوا تھا کیوں کہ آپ چار دن سے ملنے نہیں آئے تھے — جب آپ کے افسروں کو خبر ہوگی کہ کام سے غیر حاضر رہنے کا اصل سبب کیا تھا تو وہ کیا کہیں گے، اس کا بھی خیال کیا تھا آپ نے ؟ اب آپ لکھتے ہیں کہ ہر شخص آپ پر ہنس رہا ہے — لوگوں کو ہم دونوں کی دوستی کا پتہ چل گیا ہے اور آپ کے پڑوسی اکثر چھیڑ چھاڑ میں میرا نام بیچ میں لے لیتے ہیں — خدارا ماکار الیکسئیوچ، آپ ان لوگوں کی باتوں پر ذرا بھی دھیان نہ دیجئے اور اپنی حالت سنبھالے رکھئے — مجھے بھی اس واقعے کی طرف سے فکر پڑ گئی ہے جو آپ کو ان افسروں کے ساتھہ پیش آیا — مجھہ تک بھی کچھہ افواہیں پہنچ چکی ہیں —! مہربانی کرکے کچھہ ان کے بارے میں بتائیے تو — آپ لکھتے ہیں

که آپ صاف صاف کہتے ڈرتے ہیں، سچی بات کہنے سے آپ کو عار آتا ہے اور اندیشہ ہے کہ کہیں اس پر آپ سے دوستی توڑ نہ دوں — اور آپ لکھتے ہیں کہ آپ سخت الجھن میں پڑ گئے تھے کیوں کہ کوئی تدبیر نہیں سوجھتی تھی جس سے آپ مجھے ہسپتال سے باہر رکھ سکیں اور مجھے مدد دینے کا سلسلہ جاری رکھ سکیں — اور یہ کہ آپ نے زیادہ سے زیادہ جتنا روپیہ ممکن تھا، قرض لے لیا اور روز روز مالکہ مکان سے آپ کے بہت واہیات جھگڑے ہوتے رہے — آپ اس سے بڑھ کر اور کیا برائی کر سکتے تھے کہ آپ نے مجھی سے یہ سب باتیں پوشیدہ رکھیں — حاصل کیا ہوا؟ اب مجھے ان سب کی خبر تو ہو ہی گئی بہر حال — آپ نے اس میں پس و پیش کیا کہ مجھے نہ بتائیں کہ آپ کی مصیبتوں کا سبب خود میری ذات ہے — مگر آپ کے اس برتاؤ نے میرے دل کو اور دو گنا زخمی کر دیا — کیا ظلم ہے! ماکار الیکسئی‌وچ، آہ، میرے دوست، یہ چیز جو بدقسمتی ہے نا، یہ چھوت کی بیماری ہے — جو لوگ غریب ہیں، جنھیں خوشی نصیب نہیں ہے انہیں ایک دوسرے سے ہٹ کر رہنا چاہئے ورنہ بیماری لگتی ہے — میں آپ کے سر پر ایسی مصیبتیں لادنے کا سبب بن گئی کہ آپ کو اپنی میانہ روی اور کم آمیزی کی ساری

زندگی ان کا تجربہ نہ ہوا تھا — یہ خیال، اس بات کا تصور میرے لئے ناقابل برداشت تکلیف کا سبب ہے —

اب آپ مجھے یہ سب کھول کر لکھئے کہ آپ کے ساتھ کیا ہوا — اور آپ اس حالت کو کیسے پہنچے — اگر ممکن ہو تو کوئی ایسی چیز لکھئے جس سے میرے دل کو راحت پہنچے — یہ خود غرضی نہیں ہے کہ میں آپ سے حرف تسلی کی التجا کرتی ہوں بلکہ آپ سے خلوص ہے جسے کوئی میرے دل سے نہیں نکال سکتا — اچھا رخصت — میں بے صبری سے آپ کے جواب کا انتظار کرتی ہوں — آپ نے، ماکار الیکسئی‌وچ، میرے بارے میں برا سوچا —

آپ سے دلی محبت کرنے والی

واروارا دوبروسیلووا

۲۸ جولائی

میری انمول وارو ارا الیکسئی‌ونا،

اب جب کہ سب کچھ گزر چکا ہے رفتہ رفتہ حالت معمول پر آ رہی ہے، میں آپ کو بتاتا ہوں اور چوں کہ آپ کو اس کی بڑی فکر ہے کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے، اس لئے مجھے آپ کے سامنے

بات صاف کرنے کی جلدی ہے — بات یہ ہے کہ مجھے اپنی آبرو سب سے زیادہ عزیز ہے واروارا الیکسئی‌ونا پیاری — یہاں جو میں آپ کو اپنی رسوائی اور غلط کاری کے بارے میں اطلاع دے رہا ہوں، اس کے سلسلے میں یہ بتا دوں کہ افسروں میں سے کسی کو مطلق کسی بات کی خبر نہیں ہے — اور نہ آئندہ اطلاع ہوگی، اس لئے ان کی نظر میں میری حیثیت ویسی ہی بنی رہے گی جیسی پہلے تھی — صرف ایک بات ہے جس کی مجھے بھی پریشانی ہے — یعنی افواہ باز لوگوں کی — مکان مالکہ جو پہلے چیختی پکارتی تھی اب صرف غراتی ہے کیوں کہ میں نے آپ کے دس روبل اس کی مٹھی میں رکھ دئے اور اس طرح بقایا کرائے کا ایک حصہ ادا ہو گیا — رہے دوسرے لوگ، وہ ستاتے نہیں، بالکل نہیں ستاتے ہیں جب تک کہ میں خود ان سے اور ادھار لینے کی کوشش نہ کروں — اب میں اپنے بیان کو، میری جان، ان لفظوں پر ختم کرتا ہوں — آپ کی نگاہ میں میرا چڑھنا، یہ ایسی چیز ہے جسے میں دنیا میں ہر چیز سے زیادہ بلند سمجھتا ہوں اور میری جو وقتی خرابیاں ہیں ان کی تلافی اس سے ہو جاتی ہے — خدا کا شکر ہے کہ پہلی ضرب اور طوفان کا پہلا جھونکا گزر چکا ہے اور آپ ابھی تک مجھے جھوٹا اور اپنا خود غرض دوست نہیں سمجھتی ہیں

اس بنا پر کہ میں آپ کا چلا جانا برداشت نہیں کر سکتا تھا اور اس طرح میں نے آپ کو دھوکے میں رکھا کیوں کہ مجھہ میں آپ سے جدائی کی تاب نہ تھی اور میں آپ کو دل و جان سے چاھتا ھوں میری ننھی سی حور۔ اب میں کام پر دو گنے جوش و خروش سے ڈٹ گیا ھوں اور اپنے فرائض نہایت عمدگی سے انجام دے رہا ھوں۔ ایفستافی ایوانووچ نے زبان سے ایک لفظ بھی نہ کہا جب میں کل ان کے پاس سے گزرا۔ میں آپ سے یہ بات، میری پیاری، چھپاؤں گا نہیں کہ قرضوں نے اور کپڑوں کی الماری کی جو خستہ حالت ہے اس نے مجھے کچل ڈالا ہے۔ مگر خیر، یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ھوں کہ آپ اس کا کچھہ خیال نہ کیجئے گا۔ آپ نے مجھے جو پچاس کوپک کا سکہ بھیجا وہ دل پر نشتر بن کر لگا۔ تو اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ میں، مجھہ جیسا بوڑھا بے وقوف آپ کی مدد نہیں کر رہا ہے بلکہ آپ، آپ جیسی یتیم بے کس و بے بس بچی، میری مدد کر رہی ہے۔ اچھا ھوا کہ فیدورا کو یہ روپیہ مل گیا۔ فی الحال کہیں سے روپیہ ملنے کی صورت نظر نہیں آتی۔ اگر کوئی سبیل نکلی تو آپ کو فوراً خبر کروں گا۔ لیکن لوگوں کی چہ می گوئیاں مجھے سب سے زیادہ

پریشان کرتی ہیں — میری پیاری خدا حافظ، رخصت — میں آپ کے ننھے ننھے ہاتھوں کو چومتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ آپ جلدی سے اچھی ہو جائیں — میں اس سے بڑھ کر تفصیل میں نہیں لکھ سکتا کیوں کہ دفتر جانے کی جلدی ہے — مجھے اپنی لاپروائی کا خمیازہ بھگتنا ہے اور اس کی تلافی کرنی ہے — آج شام تک آپ کو لکھوں گا کہ اور کیا کیا واقعات ہوئے اور ان افسروں سے کیا رٹا کا رہا —

آپ کا احترام کرنے والا اور

دل و جان سے پیار کرنے والا

ماکار دیےوشکن

۲۸ جولائی

آہ، وارنکا، وارنکا، تو بات یہ ہے کہ اب قصور آپ کی طرف کا ہے اور شرم آئے تو آپ کو آئے اپنے اوپر — آپ کے پچھلے خط نے مجھے بہت بوکھلا دیا اور الجھا کے رکھ دیا — لیکن اپنے دل کو ٹٹولنے سے معلوم ہوا کہ نہیں، میں ٹھیک تھا میں راستی پر تھا بالکل — میں اس وقت اپنی حماقت اور بے ہودگی کا ذکر نہیں کر رہا ہوں (وہ تو ہو چکا میری پیاری بہت ہو چکا)

بلکہ میں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ سے مجھے بے حد محبت ہے — یہ بات کہ میں آپ سے پیار کرتا ہوں کوئی بے شعوری اور نا سمجھی نہیں ہے، یہ کسی طرح بھی نا سمجھی اور بے شعوری نہیں ہے — آپ، میری جان، کچھ نہیں سمجھتی ہیں — اور اگر آپ جانتی ہوتیں کہ یہ سب کس بنا پر ہے، یہ کیوں ہے کہ میں آپ سے محبت کرنے پر مجبور ہوں، اگر جانتی ہوتیں آپ تو یہ سب نہ کہتیں — میں جانوں صرف آپ کا دماغ ہے جو ایسی باتیں سکھاتا ہے، ورنہ آپ کا دل تو یوں نہیں کہتا —

ہاں، میری پیاری، اصل بات یہ ہے کہ مجھے نہیں معلوم، اور نہ یاد ہے کہ ان افسروں کے ساتھ مجھے کیا صورت پیش آئی — بس، اتنا کہوں گا کہ اس وقت میں مشکل میں پھنسا ہوا تھا — پورے مہینے بھر چکر میں تھا —— نہ زمین پر، نہ آسمان پر — بس ایک تاگے میں معلق تھا — عجیب بے ہودہ واہیات صورت حال تھی — میں نے آپ سے بھی سب باتیں چھپائیں اور اپنے ہمسایوں سے بھی کچھ نہ کہا — لیکن میری مکان مالکہ نے ایک آفت برپا کر دی — خیر، اس کی تو ایسی کچھ پروا نہ تھی — بکتی ہے شیطان تو بکنے دو، اسے یوں ہی تسلی ہو جائے گی — لیکن اول تو یہ شرم

کی بات تھی اور پھر اس مکان مالکہ کو خدا جانے کیسے، ہمارے آپ خط و کتابت کی خبر ہو گئی تو اس نے سارا گھر سر پر اٹھا لیا، اتنا شور مچایا کہ توبہ بھلی — میں نے اپنے کان بند کرلئے — لیکن بات یہ کہ دوسروں نے تو اپنے کان بند نہیں کئے تھے — بلکہ اس کے برعکس وہ چوکنے ہو کر سن رہے تھے، اب یہ دیکھئے میری جان کہ میری سمجھ میں نہیں آیا، کہاں منھ چھپاؤں...

تو میری پیاری، طعنوں کی اس بے ہودہ بوچھار نے قریب قریب میرا خاتمہ ہی کر دیا تھا — اور اوپر سے یہ ہوا کہ فیدورا نے مجھے خبر دی کہ کوئی ذلیل پاجی آپ کے گھر پہنچا اور اس نے اپنی ذلیل پاجی پن کی تجویزوں سے آپ کی توہین کر ڈالی — آپ کو اس واقعے کا کتنا قلق ہوا ہوگا مجھے اس کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ خود مجھے کتنا صدمہ ہوا — یہ سب گزری تو میرے حواس معطل ہو گئے — اور پاؤں میں لگی تو سر سے نکل گئی — وارنکا میری پیاری، میں دیوانہ‌وار نکل کھڑا ہوا — کہاں جاؤں؟ بس سیدھا اسی پاجی کے گھر کا رخ کیا — میری کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرنا ہے — کیا کروں گا لیکن میری جان، میں آپ کی توہین کسی حال میں برداشت نہیں کرسکتا تھا — بڑی ہی افسوس ناک بات تھی، اور خرابی یہ رہی

کہ اس وقت بارش ہو رہی تھی اور سڑکوں پر کیچڑ تھی... یعنی غم و افسوس اور اس پر اداسی... میں نے سوچا اب کیا کیا جائے، ارادہ بدل ہی دیا تھا قریب قریب، اور میں واپس ہونے والا تھا کہ من ڈول گیا اور پستی میں میں گر گیا — اس وقت اتفاق سے ایمیلیا سے ملاقات ہو گئی — وہ جو ایمیلیان ایلیچ کہلاتا ہے — وہ کلرک ہے — کلرک ہے کیا معنی کہ تھا جب تک کہ اسے نوکری سے الگ نہیں کیا گیا تھا — اب وہ گزر بسر کیسے کرتا ہے یہ ایک ایسی بات ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا — چناں چہ ہم دونوں ایک ہی طرف کو چل دئے — اور پھر اس کے بعد —— مگر وارنکا، یہ میں لکھ تو رہا ہوں لیکن سوچتا ہوں، آپ کو کیا لطف آئے گا اپنے دوست کی بدبختی اور مصیبت کا احوال سن کر؟ اور یہ جان کر کہ وہ کس ہوس کا شکار ہوا؟ بہر حال یہ کہ تیسرے دن شام کو، اس شخص ایمیلیا نے مجھے جبراً قہراً اس پر راضی کر لیا اور میں اور وہ اس افسر کے ہاں چل دئے — اس کے گھر کا پتہ میں نے مہتر سے دریافت کر لیا — اب جب کہ اس افسر کا ذکر آیا ہے تو کہتا چلوں کہ بہت عرصے سے میں نے یہ نوٹ کر رکھا تھا کہ اس آدمی کے یہاں کچھ گڑبڑ ضرور ہے — کوئی کل بگڑی ہوئی

ہے — جب وہ ہمارے گھر میں رہتا تھا تبھی میں نے اس کا انداز لگالیا تھا — اچھا اب دیکھتا ہوں کہ اس وقت جو میں وہاں پہنچا تو میں نے کوئی معقول حرکت نہیں کی کیوں کہ جب اندر داخل کیا گیا تو میں پوری طرح اپنے حواس میں نہیں تھا — میری وارنکا پیاری سچ کہتا ہوں، مجھے اس کے سوا اور کچھ یاد نہیں رہا ہے کہ وہاں اس کے پاس بہت سے افسر موجود تھے، ہوسکتا ہے کہ مجھی کو دوگنے نظر آئے ہوں اور اتنے بہت سے نہ ہوں — خدا جانے — مجھے اسی طرح یہ بھی یاد نہیں کہ میں نے وہاں کیا کہا — البتہ اتنا جانتا ہوں کہ بہت کچھ بولتا رہا جس سے خود میری ذلت ہوئی — اس پر ان لوگوں نے مجھے کمرے سے نکال باہر کیا اور زینے سے نیچے پھینک دیا — مطلب یہ نہیں کہ بالکل ہی اٹھا کر پھینک دیا، بلکہ دھکے دے کر باہر کر دیا — اب آگے تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں گھر کس حال میں لایا گیا — بس بتانے کی اتنی ہی بات تھی — میری عزت آبرو کو تو اس واقعے سے صدمہ ضرور پہنچا لیکن اس کی اور کسی کو خبر نہیں ہے، یعنی غیروں کو معلوم نہیں ہے — چوں کہ تنہا آپ کو ہی اس واقعے کی اطلاع ہے تو گویا کسی دوسرے کو اطلاع نہیں اور یہ واقعہ، یوں سمجھئے کہ ہوا

ہی نہیں — ہے نا یہی بات وارنکا؟ مجھے جو بات یقین سے معلوم ہے وہ یہ کہ پچھلے سال اکسینتی اوسی‌پووچ نے پیوتر پیترووچ کی آبرو اتار لی دفتر میں، مگر یہ حرکت اس نے بڑی پوشیدگی سے کی، بہت ہی چھپا کر کہ کسی کو پتہ نہ چلے — پہلے تو اس نے پیوتر پیترووچ کو چوکیدار کی کوٹھری میں بلایا اور وہاں اس کا حساب چکا دیا — میں نے یہ سب دروازے کی جھری میں سے ہوتا دیکھا — اور اس صفائی سے، باعزت طریقے سے کیا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی — رہا مجھے خبر ہونے کا معاملہ تو اس میں کچھہ مضائقہ نہیں — میں کیوں کسی سے کہتا — نہیں کہا — اس کے بعد پیوتر پیترووچ اور اکسینتی اوسی‌پووچ میں جیسے کچھہ ہوا ہی نہیں — پیوتر پیترووچ ایسا رکھہ رکھاؤ کا آدمی تھا کہ وہ دم سادھہ گیا اور زبان سے اس واقعے کے بارے میں ایک لفظ نہ نکالا — اس کے بعد دونوں نے جھک کر ہاتھہ ملایا اور آپس میں سلام دعا کی — میری پیاری وارنکا، میں اس پر بحث نہ کروں‌گا اور آپ سے بحث کر بھی نہیں سکتا کہ میں بہت پستی میں گر گیا — گہری پستی میں گرا واقعی — سب سے بری بات یہ ہے کہ خود اپنی نظر میں گر گیا — ایسا لگتا ہے کہ قسمت میں یہ ہونا لکھا تھا جو ہو کر رہا —

قسمت کے لکھے سے کوئی بچ نہیں سکتا — آپ تو خود جانتی ہیں — اب آپ کو، وارنکا جان، میری بد بختی، بے آبروئی اور مصیبت کا قصہ معلوم ہو گیا، یہ ہے — اور اس قابل نہیں ہے کہ پڑھا جائے — میری طبیعت کچھ ناساز ہے، میری پیاری، اور اس کی وجہ سے سارا کھلنڈڑاپن غارت ہو گیا ہے — اب مجھے اجازت دیجئے کہ آپ کو اپنی طرف سے احترام، محبت، خلوص اور فرماں برداری کا یقین دلا سکوں — میں ہوں

اپنی واروارا الیکسئی‌ونا کا خادم اطاعت گزار،

ماکار دےوشکن

۲۹ جولائی

پیارے سرکار ماکار الیکسئی‌وچ،

میں نے آپ کے دونوں خط پڑھے، سخت حیران ہوں — میرے دوست، یا تو آپ مجھ سے کچھ نہ کچھ چھپا رہے ہیں اور آپ پر جو بپتا پڑی اس کا صرف ایک حصہ آپ نے لکھا ہے اور یا ایسا ہے کہ... خیر، تو ماکار الیکسئی‌وچ، بات یہ ہے کہ آپ کے خطوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی تکلیف، پریشانی آپ کو ایسی ہے جو آپ مجھے بتانا نہیں چاہتے — مہربانی

کرکے آج ضرور ملنے آئیے — اچھا رہے اگر آپ آج سہ پہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں — آپ نے مجھے یہ بھی نہیں بتایا کہ آپ کے روزمرہ کے خرچ کہاں سے چل رہے ہیں — اور اس مکان مالکہ سے کیسے نبھہ رہی ہے — لگتا ہے کہ آپ جان بوجھ کر اس کے بارے میں خاموش ہیں — میرے دوست، خدا حافظ — دیکھئے، آج ضرور آئیےگا— اگر آپ ہمارے ساتھ ہی دوپہر کا کھانا پابندی سے روزانہ کھا لیا کریں تو یہ اچھا کریں گے آپ — فیدورا بڑا مزےدار پکاتی ہے — تو پھر رخصت —

آپ کی

وارورا دوبروسیلووا

پہلی اگست

میری عزیز از جان وارورا الیکسئی‌ونا،

اب تو خوش ہیں نا آپ کہ خدا نے میری پیاری، آپ کو اپنی باری پر یہ موقع فراہم کر دیا کہ آپ احسان کا بدلہ احسان سے چکا دیں — مجھے یقین ہے کہ آپ اس پر خوش ہوں گی کیوں کہ میں آپ کے دل کی شرافت اور نیکی کا قائل ہوں — میں آپ کو ٹوکنے یا الزام دھرنے کے لئے ایسا نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ

اتنا چاہتا ہوں کہ مجھے آپ ڈانٹے نہیں کہ مجھ سے سٹھیانے کی سی حرکت سرزد ہوئی — چلئے، یہی سہی، گناہ ہوا — اگر آپ کو اسی پر اصرار ہے کہ یہ گناہ کیا میں نے تو کیا — اب کیا ہوسکتا ہے — مگر جب آپ سے، میری پیاری، ایسی بات سنتا ہوں تو دل کو بہت لگتی ہے — میں جو یہ کہہ رہا ہوں اس پر آپ مجھ سے ناراض ہوتی ہیں — میرا دل پہلے سے ہی دکھا ہوا ہے — غریب لوگوں کے چونچلے تو ہوتے ہی ہیں — قدرت نے ان کو ایسا ہی بنایا ہے — میں اس کو پہلے سے محسوس کرتا رہا ہوں — بے چارا غریب ہر چیز سے بدکتا ہے، وہ خدا کی دنیا کو اور ہی نظر سے دیکھتا ہے — ہر چیز کو، ہر شخص کو جو بھی اس کے نزدیک سے گزرے ٹیڑھی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس خیال سے کہ پتہ چلاؤں یہ لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں، کیسی باتیں کرتے ہیں — اس کے خیال میں شاید وہ کہتے ہیں "اوہ، کیا، خستہ حال آدمی ہے — توبہ، بھلا یہ آدمی کس چیز کے بارے میں سوچتا ہوگا — اس پہلو سے دیکھئے تو کتنا برا لگتا ہے — اور اس پہلو سے دیکھئے تو کیسا بھدا نظر آتا ہے —" اور جیسا کہ سب جانتے ہیں، وارنکا پیاری، غریب آدمی کاٹھ کباڑ سے بھی بدتر ہے — اسے

کسی سے کسی طرح کی بھی عزت نصیب نہیں ہوتی چاہے لکھنے والے کچھ بھی لکھتے رہیں — غریب آدمی کا جیون جیسا تھا ویسا ہی رہے گا — اور یہ حسب سابق کیوں ویسا ہی رہے گا؟ اس لئے کہ (غریب آدمی کے بارے میں یہ چاہا جاتا ہے کہ وہ سب کے سامنے ننگا ہو جائے، اس کی زندگی کا کوئی راز ہی نہ رہے، کوئی چیز مقدس نہ رہے اس کے لئے، کوئی عزت آبرو ہی اس بے چارے کی باقی نہ رہے) — ابھی اس دن وہ ایمیلیا کہتا تھا کہ اسے رقم دینے کے بارے میں کاغذات تیار کئے گئے تھے لیکن اس سلسلے میں ایک ایک دس کوپک کے لئے سرکاری جانچ پڑتال ہوئی — بتائیے، کہنے کو تو یہ ہوا کہ صاحب، مفت کی رقم دی جا رہی ہے، لیکن اصل میں وہ ایک غریب آدمی کو تماشا بنا کر اس کا معاوضہ دے رہے تھے — خیرات دینا، وظیفے بانٹنا تو اس زمانے میں عنقا ہی ہو گیا — ممکن ہے، ہمیشہ سے ایسا ہی رہا ہو، کسے معلوم — یا تو یہ لوگ جانتے نہیں کہ لوگوں کی امداد کے لئے وظیفے کیسے تقسیم کئے جائیں یا اگر جانتے ہیں تو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی جانتے ہیں — دونوں میں سے ایک بات ضرور ہے — ممکن ہے آپ کو اس کا علم نہ ہو، تو یہ لیجئے — میری پیاری، اور دوسری چیزوں کے بارے میں تو ہمارا

علم کچھ برائے نام ہی ہے، مگر اس معاملے میں اتنی آگاہی ہے کہ ضرورت سے زیادہ — اور بات کیا ہے؟ کیوں غریب آدمی اس کے بارے میں جانتا ہے، سوچتا ہے، کیوں آخر؟ اپنے تجربے سے جانتا ہے — کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہوتا یہ ہے کہ ادھر بغل سے نکل کر کوئی شریف آدمی راستے پر چلا، ریستوراں کی طرف اپنے جی میں یہ سوچتا ہوا ''دیکھنا چاہئے کہ وہ جو خستہ حال کلرک بیٹھا ہے آج کھانے میں کیا کھائے گا بے چارہ؟ میں نے تو کھانے میں مرغ مسلم لے لیا لیکن وہ ہوسکتا ہے کہ ابالا دلیا ہی کھائے —''، کسی کو اس سے کیا غرض کہ میں ابالے دلیے سے پیٹ بھروں گا لیکن ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں بس اسی کی فکر پڑی رہتی ہے — وارنکا پیاری، ایسے بہت سے منحوس لکھاری ہیں جن کی نظر ہر وقت ایسی باتوں پر رہتی ہے، دیکھیں آپ قدم سنبھال کر رکھتے ہیں یا نہیں؟ یا فلاں فلاں محکمے میں کام کرنے والا کوئی بے چارہ کلرک جا رہا ہے تو اس کے پھٹے پرانے جوتوں میں سے انگوٹھے جھانک رہے ہیں یا اس کی کہنی پر سے کوٹ نکلا ہوا ہے — یہ سب باتیں نظر میں رکھی جاتی ہیں گھر پہنچ کر ان سب باتوں کو کاغذ پر کھینچ ڈالتا ہے اور اس خرافات کو پھر چھپوا دیا جاتا

ہے — اچھا، میں پوچھتا ہوں جناب، کہ آپ ہوتے کون ہیں، آپ کو اس سے کیا مطلب کہ میرے کوٹ کی کہنیاں نکلی ہوئی ہیں — میری بد تمیزی معاف کیجئے، مگر میں آپ سے سچ کہتا ہوں، وارنکا جان کہ ایک غریب آدمی اتنا ہی شرمیلا ہوتا ہے جتنی کنواری لڑکی آپ غیر آدمی کے سامنے کپڑے نہیں اتار دیں گی — معاف کیجئے کہ میں اس بد تہذیبی سے بات کہہ رہا ہوں — اور بالکل ایسا ہی حال ہے غریب آدمی کا کہ اسے کسی دوسرے آدمی کا اپنے ذاتی معاملات میں، اپنی گھریلو زندگی میں دخل دینا ناگوار ہوتا ہے — بس یہی مشکل ہے اصل میں — اور یہی سبب ہے اس کا کہ اپنے ان دشمنوں سے میرا دل دکھا ہوا ہے جنہوں نے میری عزت آبرو پر کیچڑ اچھالی اور میری خودداری کو زخمی کیا —

آج میں دفتر میں ایسا سکڑا سمٹا بیٹھا رہا جیسے پر اکھڑی چڑیا ہو — شرم سے آپ ہی آپ میرا چہرہ تمتما رہا تھا — وارنکا، کیا کہوں، بہت ہی شرم آ رہی تھی — اور یہ بات قدرتی ہے، جب آدمی کی آستینیں کہنیوں پر سے نکلی ہوئی ہوں اور بٹن ایسے ادھر سے ادھر لٹکتے پھر رہے ہوں جیسے گھنٹیاں ہوتی ہیں تو آدمی کو شرم آنے گی ہی — بد قسمتی یہ کہ میرا یہ حلیہ

اور دنوں سے بھی بدتر تھا — یہ حلیہ ہی ایسا تھا کہ آدمی پر اوس پڑ جائے — خود استیپان کارلووچ کی نظر اس پر پڑی — کسی کاروباری معاملے پر گفتگو کرتے کرتے وہ ایک دم سے بولے ''میرے بے چارے ماکار الیکسئی وچ،'' اور بات کرتے کرتے ایسے رکے جیسے کسی سوچ میں پڑ گئے ہوں — میں خود بوجھ گیا کہ انہیں کس بات کی فکر ہے — چناں‌چہ خیال آتے ہی شرم سے میرا چہرہ سرخ ہو گیا اور یہ حالت ہوئی کہ میری گنجی چندیا تک آگ سی لگ گئی — یہ کوئی خاص بات نہیں ہے مگر پھر بھی اس سے آدمی تنگ تو آجاتا ہے — کیا انہیں کہیں سے میری درگت کا پتہ چل گیا ہے — خدا نہ کرے جو پتہ چلا ہو — سچ کہوں آپ سے کہ مجھے ایک آدمی پر ویسے خود بہت شبہ ہے — اور لکھاریوں کا کیا، یہ قلم کھینچو لوگ تو ایسے ہوتے ہیں باجی کہ آپ کی ذاتی زندگی کا کچا چٹھا لکھ کر کوڑیوں کے مول بیچ ڈالیں گے — انہیں کسی حرکت سے عار نہیں ہے — کوئی شے ان کے نزدیک قابل احترام نہیں —

اب میں جانتا ہوں کہ یہ حرکت کس کی ہے — یہ رتازیائیف ہے اور کوئی نہیں ہوسکتا — ہمارے محکمے میں کسی سے اس کی ملاقات ہے — اسی نے

اپنے دوست سے ذکر کیا ہوگا اور وہ بھی اپنی رنگ آمیزی کے ساتھ — یا پھر یوں ہوا ہوگا کہ اس نے اپنے محکمے میں اس پر بات چیت کی ہوگی اور وہاں سے بات پھیل گئی اور ہمارے محکمے میں پہنچ گئی — میرے پڑوسیوں میں سے ہر ایک کو اس کی ذرہ ذرہ خبر ہے — بلکہ میں نے ان لوگوں کو آپ کی کھڑکی کی طرف انگلی اٹھاتے بھی دیکھا ہے — جب میں آپ کے ہاں دوپہر کا کھانا کھانے گیا تھا تو سارے ہمسایوں نے کھڑکیوں سے سر نکال کر دیکھا اور مکان مالکہ کہنے لگی، دیکھو تو شیطان نے بچی کو پھانسا ہے اور اس کے علاوہ آپ کو نا مناسب لفظوں سے یاد کیا — لیکن یہ سب بے ہودگیاں اس کمینہ پن کی حرکت کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں جو رتازیانیف نے ہم کو کتاب میں پیش کر کے کی ہے — اور ہمیں در پردہ طنز کا نشانہ بنا کے اپنا الو سیدھا کیا ہے — اس نے یہ خود اپنی زبان سے کہا اور شریف آدمیوں نے مجھے اس کی تنبیہ بھی کی ہے — میں اب کسی چیز کے بارے میں نہیں سوچ سکتا — میرے اوسان خطا ہیں — کیا فیصلہ کرنا چاہئے، میری پیاری — کوئی گناہ چھپا نہیں رہتا، ہم نے خدا کو ناراض کیا ہے، میری ننھی سی حور — آپ نے مجھے ایک کتاب بھیجنے کا وعدہ کیا تھا جس

کے سہارے وقت کاٹ سکوں- کتاب بھیجنے کی فکر نہ کیجئے، اور کتاب کا ہونا ہی کیا ہے- اس میں سب افسانہ و افسوں بھرا ہوتا ہے- رہے ناول- ناول بھی کیا ہیں؟ کاہل بے کار لوگوں کے دل بہلاوے کے لئے واہیات خرافات کی بھرتی- کیا میں اتنے لمبے تجربے کے بعد بھی یہ بات نہیں سمجھتا ہوں- ضرور سمجھتا ہوں- اگر لوگ آپ سے شیکسپئیر کا نام لیں اور کہیں کہ ''صاحب، دیکھئے، ادب میں شیکسپئیر جیسی شخصیت موجود ہے،، تو پروا نہ کیجئے- اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا- شیکسپئیر بھی ایسا ہی فضول واہیات ہے جیسے اور دوسرے- یہ سب واہیات باتیں ہیں- بالکل مہمل- الزام تراشیاں اور ایسی چیزیں جو صرف ھجوگوئی میں ہی مفید ہوسکتی ہیں-

آپ کا

ماکار دےوشکن

۲ اگست

میرے پیارے سرکار، ماکار الیکسئیوچ،

کسی بات کی فکر نہ کیجئے- خدا کے کرم سے سب ٹھیک ہو جائے گا- فیدورا ہم دونوں کے لئے بہت

سا کام لے آئی ہے اور ہم نے جی لگا کر کام شروع کر دیا ہے — امید ہے کہ ہم سب کچھ ٹھیک ٹھاک کریں گے — اس کا شبہ ہے کہ مجھے جو حال میں مصیبتیں اٹھانی پڑی ہیں اور مشکلات پیش آئی ہیں ان میں آننا فیودرووںا کا کوئی نہ کوئی ھاتھہ ضرور ہے — مگر اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے — آج میں غیرمعمولی طور پر مگن ہوں — مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ پھر قرض لینے کی فکر میں ہیں — خدا آپ کو اپنی امان میں رکھے — جب قرضہ ادا کرنے کا وقت آئے گا تو آپ کو سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا — سب سے اچھے تعلقات آپ ہی سے ہیں ہمارے — آپ مکان مالکہ کی ذرا پروا نہ کیجئے اور اکثر ہم سے ملنے آئیے — رہے آپ کے دوسرے دشمن یا وہ جنہیں آپ اپنا بدخواہ سمجھتے ہیں تو وہ خود آپ کا وہم ہے ماکار الیکسئی وچ — میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ آپ کے طرزتحریر میں بڑی ہی ناھمواری ہے اور ابھی تک ہے — اچھا، رخصت — خدا حافظ — آپ کے آنے کا انتظار کروں گی ضرور بالضرور

آپ کی

و۔ ذ۔

۳ اگست

میری پیاری سی حور واروارا الیکسئی‌ونا،

میں آپ سے جلدی سے کہنا چاہتا ہوں، میری زندگی، میری روح رواں، یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھ میں امنگیں پیدا ہو رہی ہیں — بھلا آپ مجھ سے یہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ قرض پر روپیہ نہ لوں — یہ بالکل نا ممکن ہے، میری ننھی سی کبوتری — روپیہ بغیر کام نہیں چل سکتا — میرے پاس تو روپیہ ہے نہیں، اب اگر آپ پر کوئی آفت آجائے تو کیا ہوگا؟ خدا بچائے — آپ اس درجہ دھان پان ہیں — اسی لئے میں کہتا ہوں کہ روپیہ قرض لینا بہت ہی لازمی ہے — اچھا، اب میں اسی قصے کے سلسلے میں کہتا ہوں:

اول تو یہ بتادوں آپ کو، واروارا الیکسئی‌ونا، کہ دفتر میں میری نشست ایمیلیان ایوانووچ کے برابر ہے — یہ وہ ایمیلیان نہیں ہے جس کا ذکر پہلے خط میں آ چکا ہے — یہ صاحب دوسرے ہیں ایسے ہی جیسے میں معمولی درجے کے اہلکار — * میں اور وہ ہم دونوں اس

---

* یہاں لفظ ”معمولی درجے کے اہلکار“ استعمال ہوا ہے — انقلاب ۱۷ء سے پہلے روس میں سرکاری طور پر اہلکاروں کے چودہ طبقے یا درجے ہوا کرتے تھے — (ایڈیٹر)

محکمے میں سب سے پرانے ھیں — وہ ایک خوش اخلاق اور بے لوث آدمی ھے — مگر زبان سے کچھہ نہیں کہتا، بالکل بدھو معلوم ھوتا ھے — تاھم وہ نہایت لائق آدمی ھے — اور اس کی تحریر تو ایسی ھے جیسے صاف انگریزی خط — آپ سے سچ کہوں تو یہ شخص خوش خطی میں مجھہ سے کچھہ کم نہیں ھے — مختصر یہ کہ آدمی لائق ھے — اس سے میری کوئی گہری دوستی تو کبھی نہیں رھی، ھاں اتنا ھے بس کہ سلام دعا، مزاج شریف — خدا حافظ — اب یہ ھو ہی جاتا تھا کہ اگر کبھی مجھے قلم تراش چاقو کی ضرورت آ پڑی مثلاً، تو میں اس سے کہوں گا ''ذرا مہربانی کرکے مجھے قلم تراش عنایت فرما دیجئے ایمیلیان ایوانووچ؟،، وغیرہ — اس طرح کی چھوٹی موٹی بات چیت — مگر وہ شخص آج مجھہ سے بولا ''کہئے ماکار الیکسئی‌وچ کس خیال میں گم ھیں آپ؟،، میں نے دیکھا کہ یہ آدمی میرا بھلا چاھتا ھے چنانچہ صاحب، میں نے اس سے سب کچھہ کہہ ڈالا — خیر، سب کچھہ کہہ دینے کی تو میری ھمت نہیں پڑی — لیکن اتنا ضرور بتا دیا کہ میں ان دنوں مشکلات میں ھوں، پیسے سے تنگ ھوں — وہ یہ سن کر کہنے لگا ''تو میرے دوست، آپ تو جانتے ھیں کہ پیوتر پیترووچ سے کام نکل سکتا ھے، وہ سود پر قرض دے دیا کرتے

هیں — آپ ان سے ادھار کیوں نہیں لے لیتے؟ میں خود انہی سے لے لیا کرتا تھا — اور سود کی شرح بھی کچھ نامناسب نہیں ہے — یعنی حد سے بڑھی ہوئی نہیں ہے —،، جب میں نے، میری وارنکا، یہ بات سنی تو میرا دل زور سے دھڑکا — میں نے سوچا، خدا کرے کہ اس کے دل میں یہ بات پڑ جائے اور وہ مجھے قرض دینے پر مائل ہو جائے — پہلے سے ہی میں نے حساب لگا لیا تھا کہ مکان مالکہ کو کتنا دینا ہے، آپ کو کتنا بھیجنا ہے اور جن چیزوں کی خود مجھے ضرورت ہے ان کے لئے کتنا رکھنا ہے — اور آپ تو جانتی ہیں کہ بڑے برے حلیے میں رہتا ہوں — اگر میں یوں بیٹھا رہوں جیسے بیٹھتا ہوں تو بدن میں چیونٹیاں رینگنے لگتی ہیں — اور اس کے علاوہ مجھے ستانے والے بھی کچھ کم نہیں — وہ الگ میرا مذاق بنائے رکھتے ہیں — خدا انہیں معاف کرے — پھر حضور بڑے صاحب بھی ہماری میزوں کے پاس سے گزرتے رہتے ہیں — اگر وہی کبھی دیکھ لیں کہ میں کس حلیے میں کام کرتا ہوں تو کیا ہوگا۔ خدا ہر بلا سے محفوظ رکھے — وہ صفائی ستھرائی کے بارے میں بہت سخت واقع ہوئے ہیں — وہ قریب سے گزریں، نظر پڑے، زبان سے کچھ نہ کہیں تب بھی میں تو شرم کے مارے زمین میں گڑ جاؤں گا — چناں چہ

میں نے یہی سوچا کہ چلو، اپنی شرم کی پوٹلی کو اس پھٹی پرانی جیب میں بھر لیتے ہیں اور چلتے ہیں پیوتر پیتروویچ کے پاس — میں خوف سے ادھہ مرا ہو رہا تھا تاہم امید بندھی تھی — اور ذرا سوچئے وارنکا کہ اس سے کچھہ بھی حاصل نہ ہوا — سب بیکار گیا — پیوتر پیتروویچ وہاں فیدوسئی ایوانوویچ سے باتوں میں مصروف تھے جب میں نے اندر قدم رکھا — میں ان کے بالکل قریب پہنچا اور ہاتھہ تھامتے ہوئے گویا کہنا چاہتا تھا ''پیوتر پیتروویچ، جناب پیوتر پیتروویچ،، — وہ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے ان سے عرض کیا کہ صرف تیس روبل کی ضرورت ہے مجھہ کو — میں کہتا رہا — مگر ایسا لگتا ہے جیسے وہ میری بات سمجھے ہی نہیں — اور میں نے جب اچھی طرح کھول کر کہہ دیا تو وہ ھنسے اور بس بات ختم — پھر میں نے انہیں سمجھانا شروع کیا تو وہ بولے ''کیا ضمانت ہے تمہارے پاس؟،، یہ کہہ کر اپنے کاغذوں میں لگ گئے، قلم چلاتے رہے اور میری طرف نظر بھی نہ اٹھائی — اس سے ذرا میں جزبز ہوا اور بولا ''نہیں — پیوتر پیتروویچ، میرے پاس ضمانت تو موجود نہیں ہے — لیکن یہ وعدہ کرتا ہوں کہ جیسے ہی مجھے تنخواہ ملے گی میں آپ کا قرض ادا کر دونگا — میں ضرور بالضرور ہی یہ قرضہ پہلی تنخواہ پر ادا کر

دوں گا — آپ یقین کیجئے —،، جب میں کہہ رہا تھا تو کسی نے ان کو بلا لیا — وہ چلے گئے — میں دیر تک انتظار کرتا رہا — مگر جب وہ دفتر کے کمرے میں لوٹے تو پھر قلم کی نوک چھیلنے لگے اور ایسے بن گئے جیسے میری موجودگی کا احساس ہی نہیں ہے — آخر میں نے پھر اپنی بات کہی کہ دیکھئے، پیوتر پیتروویچ، کیا واقعی کسی طرح بھی نہیں مل سکتا؟ مگر لگتا تھا جیسے انھوں نے سنا ہی نہیں وہ چپ رہے — میں کھڑا رہا، کھڑا رہا — پھر میں نے سوچا، لاؤ، آخری بار اور کوشش کر دیکھوں — چناں‌چہ میں نے ان کے ہاتھ کو حرکت دی — انہیں دیکھئے کہ ایک لفظ بھی تو منہ سے نہیں کہا — اپنا قلم گھستے رہے اور لکھنے لگے — اور میں مجبور ہو کر نکل آیا — یہ لوگ، دیکھئے کہ میری پیاری، ہو سکتا ہے کہ سب لائق اور معقول لوگ ہوں — لیکن مغرور ہیں — کس قدر مغرور ہیں — اُفوہ، بھلا، وارنکا، ہماری ان تک پہنچ کہاں — یہ میں آپ کو سب کچھ کیوں لکھ رہا ہوں — اور ہاں کیا ہوا کہ ایمیلیان ایوانوویچ بھی اس پر ہنسا اور سر کو جھکولے دینے لگا — لیکن اس نے میرے دل کو ڈھارس دی — ایمیلیان ایوانوویچ آدمی لائق ہے — اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ مجھے اپنے کسی ملنے والے سے

واقف کرا دے گا جو چودھویں درجہ کا سرکاری ملازم ھے — ویبورگسکایا ستورونا پر رھتا ھے اور سود پر روپیہ چلاتا ھے — ایمیلیان ایوانووچ کا بیان ھے کہ وہ شخص ضرور ھی قرض روپیہ دے دے گا — کل اس سے ملنے جاؤں گا — جاؤں، کیا؟ خدا کرے کہ مجھے اس سے روپیہ مل ھی جائے — مکان مالکہ گھر سے نکالے دے رھی ھے اور دوپہر کا کھانا بھی نہیں دیتی ھے — میرے بوٹ جوتے بھی بالکل گھس گھسا گئے ھیں اور کئی بٹن کوٹ سے غائب ھیں... کیا ھے جو غائب نہیں ھے — کیا ھو اگر ھمارے افسروں میں سے کسی شخص کی میرے اس خستہ اور گھسے پٹے حلیے پر اچھی طرح نظر پڑ جائے — ھماری مصیبتوں کی کوئی انتہا نہیں ھے پیاری وارنکا، کوئی انتہا نہیں —

ماکار دے وشکن

۴ اگست

میرے مہربان، ماکار الیکسئی وچ،

خدا کے واسطے، ماکار الیکسئی وچ، آپ روپیہ قرض پر لے لیجئے جتنی جلدی ھو سکے اتنی جلدی لے لیجئے — میں ان حالات میں آپ سے کسی طرح بھی مدد نہ مانگتی،

مگر کیا کروں — صورت ایسی آ پڑی ہے کہ کاش آپ کو معلوم ہوتا کس حال میں ہوں — اب اس مکان میں، جہاں ہم رہتے ہیں کسی طرح بھی نہیں رہ سکتے — مجھ پر یہاں بہت ہی ناگوار صورت گزر رہی ہے — کاش آپ کو خبر ہوتی کہ میں اس وقت کس مصیبت میں ہوں اور کیسی بھری بیٹھی ہوں کہ میرے دوست، کچھ کہہ نہیں سکتی — آج صبح ہمارے یہاں ایک شخص آیا جس سے کوئی جان پہچان نہ تھی — کافی عمر کا آدمی تھا، قریب قریب بوڑھا سمجھئے — اور اپنے تمغے اور بلے وغیرہ لگائے ہوئے تھا — میں تعجب میں رہ گئی اور سوچ بھی نہ سکی کہ یہاں یہ بزرگ چاہتے کیا ہیں آخر — فیدورا اس وقت کہیں خریداری کو گئی ہوئی تھی — وہ شخص مجھ سے پوچھنے لگا کہ میں کیسے رہتی ہوں، کیا کرتی ہوں اور جواب کا انتظار کئے بغیر ہی خود اس نے مجھے بتایا کہ وہ فلاں افسر کا چچا ہے — اسے یہ بات بہت ناگوار گزری ہے کہ فلاں افسر نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور ایسی حرکت کی جس کا چرچا ساری عمارت میں پھیل گیا — بزرگوار بولے کہ میرا بھتیجا کچی عمر کا موجی آدمی ہے، دماغ میں ہوا بھری ہے — چناں چہ وہ اس پر تیار ہیں کہ مجھے اپنی سرپرستی میں لے لیں — مجھ سے

کہنے لگے کہ چھوکروں کی بات کا خیال نہ کروں، اور یہ کہ وہ باپ کی طرح مجھہ پر شفقت محسوس کرتے ہیں اور ان کے جذبات میں پدرانہ شفقت ہے اور وہ ہر طرح سے میری مدد کرنے کو تیار ہیں — میں نے سنا اور بالکل سرخ ہو گئی، میری سمجھہ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں — بہر حال میں نے رکتے رکتے شکریہ ادا کر دیا — اس شخص نے زبردستی میرے ہاتھہ تھام لئے، میرے گال تھپتھپائے اور بولے کہ میں خوب صورت لڑکی ہوں اور وہ اس بات سے بہت خوش ہوئے ہیں کہ میرے گالوں میں غبغب پڑتے ہیں (خدا جانے کیا کہا اس نے!) اور آخر میں وہ مجھے پیار کرنا چاہتا تھا یہ کہہ کر کہ وہ تو بزرگوار ہے (وہ ایسا بے ہودہ آدمی تھا) — اتنے میں فیدورا آ پہنچی — وہ ذرا جھجک گیا اور پھر یقین دلانے لگا کہ وہ میری شرافت اور نیکی کی وجہ سے قدر کرتا ہے اور اس کی تمنا ہے کہ میں اسے غیر نہ سمجھوں — پھر اس نے فیدورا کو ایک طرف الگ بلایا اور کسی عجیب سے ڈھکوسلے پر اسے کچھہ روپے دینے لگا — فیدورا نے بہر حال روپیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا — پھر وہ آخر میں گھر چلنے کو آمادہ ہوا — اور پھر ایک بار یقین دہانیاں دہرانے لگا اور بولا کہ وہ پھر دوبارہ آئے گا اور میرے لئے بندے لائے گا (خود ذرا الجھا ہوا

سا لگتا تھا مجھے تو وہ) — اس نے مجھے یہاں سے دوسرے نہایت عمدہ ایک مکان میں اٹھ جانے کا مشورہ دیا اور کہنے لگا کہ وہ مکان اس کی نظر میں ہے اور کچھ کرایہ وغیرہ بھی نہیں دینا پڑے گا — پھر ایک بار بولا کہ میں اس کو بہت پسند آئی ہوں کیوں کہ نیک سیرت اور ہوشیار ذہین لڑکی ہوں — اس نے مجھے مشورہ دیا کہ بگڑے ہوئے چال چلن والے نوجوانوں سے ہوشیار رہوں — اور آخر میں قبول دیا کہ وہ آننا فیودوروونا کو جانتا ہے اور آننا فیودوروونا نے اس کے ذریعے یہ کہلوایا ہے کہ وہ بذات خود مجھ سے ملنے آنے والی ہیں — تب میں سب کچھ سمجھ گئی — نہ جانے مجھے کیا ہو گیا تھا — زندگی میں پہلی بار محسوس ہوا کہ میں ایسی پوزیشن میں پھنس گئی ہوں بس، تن بدن میں آگ لگ گئی — آپے سے باہر ہو گئی میں اور اسے اچھی طرح جھاڑ بتائی — فیدورا نے بھی میرا ساتھ دیا اور اسے گھر سے قریب قریب نکال ہی دیا — ہم خوب سمجھ گئے ہیں کہ یہ سب آننا فیودوروونا کے کرتوت ہیں — ورنہ بھلا کس طرف سے اس شخص کو ہماری اطلاع ہوتی؟

اب میں، آپ سے ماکار الیکسئیوچ، التجا کرتی ہوں اور مدد طلب کرتی ہوں — خدا کے واسطے، آپ

ایسی حالت میں مجھے اکیلا نہ چھوڑ دیجئے گا — کہیں سے روپیہ قرض لے لیجئے، چاہے کتنا ہی ملے — روپیہ سے ہماری مدد کیجئے کیوں کہ بہر حال ہمیں یہ گھر چھوڑ دینا ہے اور یہاں ٹھیرنا اب ناممکن ہے — فیدورا کی بھی یہی رائے ہے — کم سے کم ہمیں پچیس روبل چاہئے ہیں — میں آپ کو یہ روپیہ لوٹا دوں گی — روپیہ خود کما کے واپس کر دوں گی — فیدورا میرے لئے اور زیادہ کام لائے گی — اور اس لئے براہ مہربانی سود کی شرح کا خیال کئے بغیر روپیہ ادھار لے آئیے — جتنا بھی سود ہے گا فکر نہ کیجئے، سب ادا کردیجئے — صرف مدد کر دیجئے — آپ کو اس عالم میں، جب کہ آپ خود مشکلوں میں پھنسے ہوئے ہیں، تکلیف دیتے ہوئے، دکھہ تو بہت ہے مگر کیا کروں — آپ ہی سے امید ہے — تنہا آپ سے — اچھا، رخصت، ماکار الیکسئیوچ — میری فکر کیجئے، خدا آپ کو کامیاب کرے —

و۔ د۔

۴ اگست

میری کبوتری واروارا الیکسئیونا،

ان ساری ناگہانی چوٹوں نے مجھے ہلا کر رکھہ دیا ہے — ان تباہیوں کے تلے میری روح گھٹی جا رہی ہے —

جان لبوں پر آ گئی ہے — اس کے علاوہ یہ کمینوں، خوشامدی ٹٹوؤں اور جعلسازی بدمعاشوں کی بھیڑ میری جان تمہاری صحت خاک میں ملا دے گی، اور تمہاری زندگی خطرے میں ڈال دے گی — ان کی بدولت میں قبر میں پہنچ جاؤں گا — قسم کھا کے کہتا ہوں، یہ لوگ مجھے قبر میں اتار کر رہیں گے — اب یوں ہے کہ موت مجھے گوارا ہے اس سے کہ آپ کے لئے روپے کا انتظام نہ کر سکوں — لیکن اگر اب میں روپے کا انتظام کر بھی دوں تب بھی دوسری طرح میری موت ہے، کیوں کہ روپیہ ملتے ہی آپ یہاں سے اڑ جائیں گی، ایسی چڑیا کی طرح جس کے گھونسلے پر وحشی غضب ناک الو اتر پڑے ہوں — میں بہت تنگ ہوں، دل پریشان ہے میری پیاری — آپ میرے ساتھ یہ کیسے کریں گی میری وارنکا، آخر کیسے؟ مجھ پر یہ ظلم آپ سے کیسے ہوگا؟ آپ کو ستایا جارہا ہے — آپ پر ظلم توڑے جا رہے ہیں، میری ننھی سی چڑیا، اور اب آپ کو یہ خیال آیا کہ مجھے بے چین کیا جائے — اور مجھ سے درد بھرے لہجے میں کہا جائے کہ ہم آپ کا روپیہ واپس کر دیں گے — اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ اتنی محنت کرکے اپنی کمزور صحت کو بالکل ہی خاک میں ملا دیں گی — صرف اس خاطر کہ وقت پر سود ادا کر دیا جائے — ایسی

باتیں کرنے سے پہلے، میری پیاری وارنکا، ذرا اچھی طرح سوچ لیا کیجئے — بھلا آپ سوئی تاگا لے کر بیٹھیں؟ آپ کیوں کام کریں؟ اپنا دماغ کیوں اس محنت پر ٹپکائیں، کیوں اس پر اپنی پیاری آنکھیں بہائیں؟ اور اپنی صحت کیوں برباد کریں؟ ہائے، وارنکا، وارنکا، مجھے معلوم ہے کہ میں کسی کرم کا نہیں ہوں — لیکن میں خود کو مجبور کر کے، بہر حال کسی نہ کسی کام کا بنالوں گا — مجھے اس ارادے سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا — میں موجودہ کام کے علاوہ اور کام حاصل کروں گا — ادیبوں مصنفوں کے مسودے صاف کرکے دوں گا — میں خود کو ان کے پاس جاؤں گا اور التجا کروں گا کہ مجھے کام دیجئے — ظاہر ہے کہ ان لوگوں کو ایسے کسی نہ کسی آدمی کی ضرورت ہوتی ہے جو خوشخط نقل کر سکے — میں جانتا ہوں کہ انہیں ہے ضرورت — میں کسی حالت میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ کام کر کر کے بیمار پڑ جائیں — میں کبھی اس کے لئے آمادہ نہ ہوں گا کہ آپ کو ایسی سخت محنت میں اپنی جان گھلانے دوں — میرے فرشتے، فکر نہ کرو، میں کسی نہ کسی طرح روپے کا بند و بست کر ہی لوں گا — اس میں ناکامی سے میرے لئے موت بہتر ہے — آپ کہتی ہیں کہ میں بھاری سود کی فکر نہ کروں — غم نہ

کیجئے، اب مجھے کسی چیز کی بھی فکر نہیں — اب میں کسی بات سے نہیں ڈرتا — میں بینک نوٹ کی شکل میں چالیس روبل ادھار حاصل کر لوں گا — یہ کچھہ بڑی رقم نہیں ہے — ہے نا؟ کیا چالیس روبل کے لئے مجھہ پر اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ کیا صرف میرے لفظوں پر وہ لوگ بھروسہ کر لیں گے اور میرا قول مانا جائے گا؟ کیا مجھہ میں یہ صلاحیت ہے کہ پہلی نظر میں ھی دیکھنے والے کے دل میں اعتبار کا سکہ جما دوں؟ کیا میرے چہرے پر پہلی نظر کا آدمی پر اچھا اثر پڑتا ہے یا نہیں؟ ذرا آپ ھی اپنے ذہن میں میری ھستی کو سوچ کر دیکھئے اور پھر مجھے بتائیے کہ کیا میرا اثر اتنا پڑتا ہے کہ روپیہ دینے والا چالیس روبل دینے پر آمادہ ہو جائے؟ کہئے کیا خیال ہے آپ کا؟ میں اب بہت ھی پس و پیش میں مبتلا ھوں — یہ واقعی بڑی افسوس ناک بات ہے — چالیس روبلوں میں سے پچیس کی رقم تو الگ آپ کے لئے نکال دوں گا میری وارنکا، دو روبل مکان مالکہ کو دوں گا اور باقی اپنی ضرورت پر خرچ کروں گا — مکان مالکہ کو، یہ تو ظاھر ہے کہ اس سے کچھہ زیادہ رقم دی جانی چاہئے — اس کا حق ہے کہ اسے زیادہ روپیہ ادا ھو — لیکن وارنکا جان، ذرا میری ضروریات پر دھیان دیجئے — اور آپ خود بھی اس نتیجے پر پہنچیں گی

کہ اس سے زیادہ رقم ادا نہیں کرسکتا۔۔ اچھا تو اب اس کے بارے میں بات ہی کیا کرنی۔ ذکر فضول ہے۔ چاندی کے ایک روبل میں ایک جوڑ نیا جوتا خریدا جا سکتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے یہ بوٹ جوتے اس درجہ خستہ ہوچکے ہیں کہ شاید کل بھی دفتر تک نہیں پہنچا سکیں گے۔ گلے کا رومال بھی ایک نیا لینا ضروری ہی ہے کیوں کہ یہ رومال تو اب سال بھر پرانا ہوچکا ہے۔ ہاں، اور آپ نے بھی تو وعدہ کیا تھا کہ میرے لئے اپنے پرانے پیش بند میں سے ایک گلے کا رومال بنا دیں گی اور ایک سینے پر لٹکانے کا کپڑا بھی، تو اب مجھے رومال کی فکر نہیں ہوگی۔۔ چناں چہ میرے پاس نئے بوٹ جوتے بھی ہو جائیں گے اور گلے کا رومال بھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ بٹنوں کے بغیر کیسے کام چلے گا میری پیاری؟ آپ مان لیں گی وارنکا جان کہ بٹن ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر کام چل نہیں سکتا۔ میری جاکٹ کے ایک پہلو سے تو قریب قریب سارے بٹن غائب ہوچکے ہیں اور مجھے یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ بڑے صاحب کی نظر ایک نہ ایک دن اس گندگی پر پڑ جائے گی تو وہ کیا کہیں گے، کیا کہیں گے، میری پیاری، میں کبھی نہ جان سکوں گا۔ کیوں کہ برے لفظ ان کے منہ سے

نکلیں، اس سے پہلے میرا دم نکل چکا ہوگا — شرم کے مارے بالکل میں مر ہی جاؤں گا — اچھا، اب حساب آگے دیکھیں، سب نکال کر میرے پاس بچے تین روبل جس میں روزمرہ کا خرچ بھی ہے اور پاؤ بھر تمباکو بھی لینا ہے — میں بغیر تمباکو کے جی نہیں سکتا، میری جان، اور اب یوں سمجھئے کہ نو دن ہو چکے ہیں، پائپ میں تمباکو بھرنے کی نوبت نہیں آئی — میں اسے خرید لیتا اور آپ سے اس کا ذکر ہی نہ کرتا، مگر مجھ سے چھپایا نہیں جاتا — آپ سے یہ بات چھپاؤں، میرے بس سے باہر ہے — ایک آپ ہیں کہ آپ کو انتہائی کٹھن گھڑیاں گزارنی پڑ رہی ہیں اور میں ہوں کہ اپنی آسائشوں کی، مزوں کی فکر کرتا ہوں — افسوس، یہ سب باتیں آپ کو، پیاری وارنکا اس لئے لکھ رہا ہوں کہ کم از کم اپنے سینے کا بوجھ ہلکا کر لوں — آپ سے میں سچ سچ بلا تکلف کہتا ہوں کہ ان دنوں میں خود سخت شکنجوں میں گرفتار ہوں اور اس سے پہلے کبھی ایسے حالات پیش نہ آئے تھے — مکان مالکہ کی حالت یہ ہے کہ وہ میری صورت دیکھنا گوارا نہیں کرتی، اور ذرا بھی میری عزت کا پاس اسے نہیں رہا ہے — بہت سی چیزیں ہیں جن کی مجھے ضرورت ہے اور میں قرض کے بوجھ میں دبا ہوا ہوں — ہمارے محکمے میں کلرکوں کا برتاؤ

پہلے بھی بہت ابتر رہا ہے مگر اب تو اس سے بھی بدتر ہو گیا ہے — میں بہت چوکنا رہتا ہوں اور بڑی احتیاط برتتا ہوں کہ کسی کو کسی بات کی خبر نہ ہونے پائے — بلکہ یوں کہوں کہ باتیں تو الگ رہیں، میں خود کو نظروں سے بچانے کی کوشش کرتا ہوں — اور بڑے جتن کرتا ہوں کہ چپکے سے اندر سرک جاؤں، کسی کو نہ میرے دفتر آنے کا پتہ چلے اور نہ وہاں موجود ہونے کا — بس الگ تھلگ رہوں — صرف آپ ہیں اکیلی کہ آپ سے میں بات کرنے کی ہمت کر لیتا ہوں... اچھا، اور اگر روپیہ نہ مل سکا تو کیا ہوگا، وارنکا؟ مگر نہیں، نہیں، ہمیں ایسی بات سوچنی ہی نہ چاہئے — ایسے وہموں کو دل میں جگہ دے کر بھلا خود کو اور دکھ کیوں دیں؟ میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ذرا بھی فکر نہ کیجیے گا، لیکن خیال آتا ہے کہ واقعی، روپیہ نہ ملا تو آپ پر کیا گزر جائے گی — آپ یہاں سے کہیں اور نہیں جائیں گی اور ہمارے پاس رہیں گی، یہ تو ٹھیک ہے لیکن مجھے یہ جرأت کبھی نہ ہو سکے گی کہ واپس آؤں — میں بالکل گم ہو جاؤں گا — بھٹکتا پھروں گا اور تباہ و برباد ہو جاؤں گا — مجھے چاہئے تھا کہ اتنا لکھنے کے بجائے حجامت بناتا — ذرا صورت شکل ٹھیک ہو جاتی غالباً، اور دیکھئے نا، آپ تو جانتی ہیں، آدمی

کی صورت شکل درست ہو تو اس پر اعتبار بھی کیا جاتا ہے — خدا میری مدد کرے — عبادت کروں گا اور عبادت سے نمٹ کر اپنے کام سے روانہ ہو جاؤں گا —

ماکار دےوشکن

۵ اگست

میرے سرکار ماکار الیکسئی وچ،

اگر آپ ہی نے جی چھوڑ دیا تو ہمارا کیا حال بنے گا — خدارا ہمت نہ چھوڑئیے — ہم ویسے ہی بہت دکھ جھیل چکے ہیں — میں آپ کو چاندی کا تیس کوپک سکہ بھیج رہی ہوں — اس سے زیادہ فی الحال نہیں بھیج سکتی — جس چیز کی آج آپ کو بہت زیادہ ضرورت ہو وہ خرید لیجئے تاکہ صرف آج کا گزارہ چل جائے — فیدورا کے اور میرے پاس قریب قریب اب کچھ بھی نہیں ہے — کل ہمارا کام کیسے چل سکے گا، کچھ نہیں پتہ — ہے تو یہ بات رنج کی، مگر ماکار الیکسئی وچ، آپ غم نہ کیجئے گا — آپ ناکام ہو گئے لیکن وہ سب جتن کر لیے تھے جو آپ کے بس میں ہیں — فیدورا کا خیال ہے کہ ہم فی الحال یہیں رہ سکتے ہیں — اور اگر ہم یہاں سے اٹھ کر کہیں اور کسی مکان میں چلے گئے

تب بھی وہ لوگ تلاش کرنا چاہیں گے تو کر ہی لیں گے — پھر بھی اب یہاں رہنے کو جی نہیں کرتا — اگر دل پر بوجھ نہ ہوتا تو آپ کو اور کچھ نہ کچھ لکھتی —

آپ بھی کس عجیب طبیعت کے آدمی ہیں ماکار الیکسئی‌وچ، ہر بات اپنے دل پر کیسے جما لیتے ہیں — ایسا کریں گے تو آپ ساری زندگی غم‌زدہ رہیں گے، کبھی خوشی میسر نہ ہوگی — میں آپ کے خط بہت غور سے پڑھتی ہوں اور مجھے صاف نظر آتا ہے کہ آپ کو میری اتنی فکر پڑی رہتی ہے کہ خود اپنی بھی فکر نہیں کرتے — دوسرے کہتے ہیں کہ آپ اچھے دل کے آدمی ہیں — میرا خیال ہے کہ بہت ہی اچھے دل کے آدمی ہیں — مگر آج آپ اجازت دیجئے کہ کچھ دوستانہ مشورے آپ کو دے سکوں ماکار الکسئی‌وچ — میں بہت احسان مند ہوں، آپ نے جو جو کچھ میری خاطر کیا ہے، اس سب کی بہت ہی شکرگذار ہوں، اور مجھے گہرا احساس ہے اس کا — اب ذرا تصور کیجئے کہ مجھے یہ کس قدر تمنا ہوتی ہوگی کہ ساری تباہی اور خرابی کے باوجود، جن کی کہ میں خود بے ارادہ سبب بنی ہوں، آپ میرے دکھہ میں، میرے سکھہ میں شریک ہوتے رہیں اور میری تمنا اور محبت کی خاطر جیتے رہیں — دوسروں کی مصیبت اپنے دل میں بسا لینا، جیسا کہ آپ

کرتے ہیں، یہ ایسی عادت ہے آپ کی کہ تعجب نہیں
جو آپ خوشی سے محروم ہیں — آج جب آپ دفتر کے
کام سے نمٹ کر مجھ سے ملنے آئے ہیں تو میں آپ کو
دیکھ کر ڈر گئی — اوف — آپ کس قدر پیلے پڑے ہوئے
تھے، آپ کے چہرے پر کیسی وحشت طاری تھی کہ لگتا
تھا یہ آپ نہیں ہیں — آپ کا بھوت آ گیا ہے — اور
ایسا کیوں تھا؟ کیوں کہ آپ مجھے یہ بتانا نہیں چاہتے
تھے کہ ناکام ہو گئے ہیں — اور آپ کو اندیشہ تھا
کہ میں سنوں گی تو پریشان ہو جاؤں گی — اور یہ
دیکھ کر آپ کے دل کا بوجھ کتنا ہلکا ہوا کہ میں
اس پر قہقہہ مارنے کو تیار ہوں — بالکل پریشان ہونے
کی ضرورت نہیں اور ماکار ایکسچینج، بس ایسے ہی چلتے
رہئے — میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ حواس درست
رکھئے — آپ دیکھیں گے کہ سب کچھ درست ہو
جائے گا آخر میں — ورنہ اگر آپ اسی طرح دوسروں کا غم
خود کھاتے رہے اور اپنا دل اوروں کے لئے دکھاتے رہے
تو آپ کی زندگی بڑی کٹھن گزرے گی — اچھا رخصت
میرے عزیز دوست، آپ سے صرف اتنا عرض کرتی ہوں
کہ، آپ میرے لئے اتنا پریشان نہ ہوں —

و ۔ د ۔

۵ اگست

وارنکا، میری ننھی سی کبوتری،

بہت خوب، میری پری، بہت اچھے — یعنی آپ کہتی ہیں کہ اس میں فکر کرنے کی کوئی بات نہیں اگر میں روپیہ حاصل کرنے میں ناکام ہو گیا — بہت اچھے رہے — مجھے آپ کی بدولت بڑی ڈھارس ملی ہے اور میں بہت خوش ہوں — اس کی خاص طور سے خوشی ہے کہ آپ یہیں رہیں گی جہاں اب رہتی ہیں اور مجھ بوڑھے آدمی کے حال پر رحم کیا جائے گا — آپ سے سچ کہتا ہوں کہ آپ کا خط پڑھا تو جھوم اٹھا کہ کس طرح سے آپ میرے جذبات کی قدر کرتی ہیں — میں یہ بات فخر و ناز کے مارے تھوڑی کہہ رہا ہوں، میں تو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مجھے نظر آتا ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں اور میرے دلی جذبات کے ایک ایک پہلو کا خیال رکھتی ہیں — مگر میں آخر اپنے دل کی بات ہی کیوں کروں — میرا دل ہے تو بہر حال میرا اپنا ہی دل — اور آپ تو کہہ چکی ہیں میری پیاری کہ مجھے اتنا رقیق القلب نہ ہونا چاہئے — بالکل درست ہے — سچ ہے کہ آدمی کو دل کا اتنا کمزور نہ ہونا چاہئے — چلئے یہ جانے دیجئے — آگے اب بوٹ

جوتوں کا سوال آتا ہے — ان کا خیال بھی آئے گا ضرور کیوں کہ کل بوٹ جوتے پہن کر دفتر جانا ہوگا — بس بھی مشکل ہے — یہ ایسی چھوٹی چھوٹی مشکلیں مل کر آدمی کا بالکل خاتمہ کرسکتی ہیں — بالکل ہی دفنانے کو کافی ہیں — اور یہ کوئی صرف اپنی ذات کی وجہ سے نہیں ہے کہ میں خود کو دکھی اور غم کا مارا محسوس کر رہا ہوں، اپنی ذات کی بات ہوتی تو میں پروا بھی نہ کرتا — میں اپنی ذات سے تو اس کے لئے بھی تیار ہوجاتا کہ صرف بدن پر قمیص پہنے، ننگے پاؤں سخت سے سخت جاڑے پالے میں گھومتا پھروں — میرے لئے سب برابر تھا — کیا فرق پڑتا ہے — میں ایک چھوٹا سا آدمی ہوں، بالکل معمولی آدمی — لیکن ساری بات یہ ہے کہ لوگ یوں دیکھیں گے تو کیا کہیں گے — اور میرے دشمن جب مجھے کوٹ کے بغیر گھر سے باہر پھرتے دیکھیں گے تو کیا کیا بے ہودہ کمینہ پن کی باتیں نہ پھیلائیں گے — غالباً اسی لئے آدمی مجبور ہے کہ کوٹ پہنے اور بوٹ کسے — چناں چہ میری پیاری وارنکا، غور کیجئے کہ بوٹ ضروری ہیں — بوٹ کے بغیر چارہ نہیں، کیوں؟ تاکہ میری عزت آبرو میں فرق نہ پڑنے پائے — اگر جوتے پھٹے پرانے خستہ حال ہوں تو نہ عزت رہتی ہے نہ آبرو — آپ مان لیجئے کہ یہ

بات سو فی صدی سچ ہے میری پیاری— سالہا سال کے تجربے سے میں نے یہ بات جانی ہے— آپ کو میری بات کا یقین کرنا چاہئے، مجھ عمر رسیدہ آدمی کی بات کا، جسے خبر ہے کہ دنیا اور دنیا والے دراصل کیا ہیں— اور آپ ان لوگوں کی بات پر دھیان نہ دیجئے جو صرف قلم گھستے ہیں اور لکھاری بنے پھرتے ہیں—

مگر آپ کو ابھی تک میں نے پوری بات نہیں سنائی میری پیاری کہ یہ سب واقعہ آج پیش کیسے آیا، میں نے کیا مصیبت بھری— آج کے دن ایک صبح میں جو مجھ پر گزر گئی ہے وہ اتنی سخت ہے کہ سال بھر میں نہ گزرتی— واقعہ یوں پیش آیا: میں گھر سے نکلا، صبح تڑکے کا وقت تھا— خیال یہ تھا کہ اس کو گھر پر ہی پکڑ لوں اور دفتر بھی وقت سے پہنچ جاؤں— ایسی بارش ہو رہی تھی کہ جگہ جگہ آج گڑھے بھر گئے تھے— میں سڑک پر چلتا رہا اپنے کوٹ کے کالر اٹھائے، اس میں بدن سکیڑے سمیٹے یہ سوچتا چلا جا رہا تھا ”اے رب کریم— اے رحم کرنے والے، میرے گناہ معاف کر دے— اور آج کی میری دعا قبول کر لے!“ میں ایک گرجا گھر کے پاس سے گزرا تو میں نے ادب سے جھک کر سینے پر صلیب کا نشان پھیرا اور پھر ایک بار اپنے گناہوں سے استغفار کیا— لیکن دل میں یہ

بھی خیال تھا کہ رب کریم سے شرط شرائط کی بات نہیں کرنی چاہئے — اب میں سیدھا چلا جا رہا تھا، اپنے خیالوں میں گم اس قدر کہ راستے میں کیا ہے، دائیں بائیں کیا ہو رہا ہے، کسی بات پر نظر نہ تھی — سڑکوں پر سناٹا تھا — اکا دکا آدمی جو گزرتے نظر آتے تھے، وہ بھی اپنے ہی الجھیڑوں میں الجھے ہوئے تھے اور میری ہی طرح سے اپنی اپنی فکروں میں مبتلا تھے — اور کیوں فکرمند نہ ہوتے، ایسے موسم میں گھر سے نکلنا اور وہ بھی اتنے تڑکے — ایک جگہ مزدور لوگوں کی ٹولی سے مٹھ بھیڑ ہو گئی — وہ مجھے دھکا دیتے ہوئے نکل گئے— گنوار کہیں کے! اس وقت مجھے اتنی بےچینی ہوئی اور ایسا ناگوار گزرا کہ سچ کہتا ہوں روپیوں کے بارے میں بھی سوچنے کو جی نہ چاہا — اندھیرے میں تیر مارنا تھا — کیا جانوں روپیہ ملے نہ ملے! جب میں اتواری پل پر پہنچا تو میرے جوتوں کے تلے نے بالکل جواب دے دیا اور پھٹر پھٹر شروع ہو گئی — آگے قدم بڑھانا مشکل نظر آیا — اب جو دیکھئے تو ملاقات بھی کس سے ہوتی تھی کہ ایرسولائیف سے — یہ شخص صرف نقل نویس ہے — چھوٹے کلرک کا بھی عہدہ اسے میسر نہیں — اس نے جو مجھے دیکھا تو چلتے چلتے ایک دم رک گیا اور توجہ سے مجھے تکنے لگا — پھر نظروں

سے اس طرح میرا پیچھا کیا اس نے جیسے وودکا کے لئے کچھ مانگنے والا ہو۔ ''اچھا،، میں نے بھی دل میں کہا ''برادر، وودکا کی فکر ہے نا — مگر یہاں کہاں وودکا !،، اب یہ حال ہوا کہ میں بری طرح تھک گیا تھا، راہ میں دم لینے بیٹھ گیا اور پھر چل کھڑا ہوا۔ میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کچھ تو ہو جس سے خیال الجھا لوں — ذرا جی بہلتا رہے اور ہمت بندھی رہے — لیکن عجیب بات ہے کہ خیال کسی چیز کی طرف گیا ہی نہیں — اور میرا پاؤں پھسل کر کیچڑ میں جا گرا اور سارے کپڑے گندے ہو گئے — اب مجھے خود اپنے اوپر شرم آنے لگی — فاصلے سے آخر میں ایک لکڑی کا پیلا مکان نظر پڑا جس پر چھت کا چوبارا مکان کی دوسری منزل کی طرح معلوم ہوتا تھا — ''ہاں، تو یہی نظر آتا ہے،، میں نے سوچا ''ایمیلیان ایوانووچ نے مارکوف کے مکان کا ایسا ہی اتہ پتہ دیا تھا — ،، (مارکوف، وہ جو سود پر روپیہ دیتا ہے —) مگر میں کچھ اضطرابی حالت میں تھا اور اگرچہ صاف اندازہ ہو گیا تھا کہ مارکوف کا یہی مکان ہے پھر بھی میں نے احتیاط کے طور پر ایک چوکیدار سے دریافت کر لیا، ''کیوں دوست؟ یہ مکان، بھلا کس کا ہوگا؟،، چوکیدار ایسا اکھڑ تھا کہ بات نہ کرنا چاہے جیسے کسی پر بگڑا بیٹھا ہو —

اور لفظ دانتوں میں چاب کر بولا ''ھاں اور کیا، مارکوف کا گھر تو ہے—،، چوکیدار قوم ایسی ھوتی ہے کہ بالکل بے حس، ویسے مجھے چوکیدار سے کیا مطلب! مگر پھر بھی یہ ضرور ھوا کہ کچھ ناگواری اور تکلیف کا احساس ھونے لگا— یعنی کہ ایک پر ایک بلا— اور آپ جانئے کہ جب ایک سے ایک بات ھوتی چلی جاتی ہے تو آدمی کی حالت بگڑنے لگتی ہے— سدا ایسا ھی ھوتا ہے— تین بار میں گھر کے پاس سے گزرا اور جتنی بار گزرا اندر جانا اتنا ھی مشکل ھوتا گیا— اور یہی سوچوں کہ ''وہ نہیں دے گا، وہ کسی طرح بھی دوال نہیں ہے— اول تو بالکل جان پہچان نہیں— اور پھر حلیہ میرا ایسا بگڑا ھوا کہ جس میں کوئی کشش نہیں— اور یہ معاملہ اس درجہ نازک ہے— اچھا تو پھر فیصلہ قسمت کے ھاتھہ میں رھا— میں اسے کسے ھی ڈالتا ھوں تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ ھو کہ کوشش کیوں نہ کر دیکھی— آخر یہ مجھے کھا تو جائیں گے نہیں— چلوں—،، چناں چہ میں نے بڑی احتیاط سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ھوا— لیکن وھاں ایک اور مصیبت موجود تھی میرے لئے— ایک بہت واھیات ذلیل کتا منہ کھول کر بھونکتا ھوا مجھہ پر لپکا— اور بالکل پھٹ پڑا— یہ ایسا منحوس رٹاکا ھوتا ہے جس

میں آدمی کے ہوش و حواس غائب ہو جائیں، حلیہ خراب ہو جائے اور اس کے سارے ارادوں پر پانی پھر جائے — اب جو میں گھر میں داخل ہوا ہوں تو قطعی ادھ‌موا ہو چکا تھا اور وہاں قدم رکھتے ہی ایک اور آفت برپا ہوئی — صبح کا اجالا اچھی طرح نہ ہوا تھا — اندھیرے میں دیکھ نہ سکا اور ڈیوڑھی پر ایک عورت سے ٹکر ہو گئی جو دوھنے کے برتن سے دودھ دوسرے برتنوں میں چھان کر ڈال رہی تھی، ٹھوکر لگنے سے برتن جا پڑے، دودھ بہہ گیا — اوف، وہ بڑھیا بے وقوف کس بری طرح پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑی ہے — ''کہاں گھسے چلے جا رہے ہو؟ کیا چاہئے تمہیں —'' وہ اسی طرح چیختی پکارتی رہی — میں یہ اس لئے آپ کو لکھ رہا ہوں وارنکا، کیوں کہ اس طرح کے حالات میں مجھے یہ برے حادثے ہمیشہ پیش آتے ہیں — میری قسمت ہی ایسی بری ہے — میں ہمیشہ حماقتیں کر کے خود کو مشکلوں میں پھنسا لیتا ہوں — اب سنئے کہ یہاں جو شور پکار ہوئی تو مکان مالکہ دوڑی ہوئی آئی جو صورت سے ہی دہشت ناک بڑھیا لگتی تھی — میں نے فوراً اس سے سوال کر ڈالا — ''کیا مارکوف یہاں رہتے ہیں؟'' اور وہ جھٹ بولی ''نہیں —'' مگر ذرا وہ تھمی، مجھ پر ایک اچھی خاصی نظر ڈالی اور نظر سے ٹٹول کر پوچھنے لگی

''آپ کو ان سے کیا کام ہے؟،، میں نے پوری بات کہی کہ دیکھئے، بات یہ ہے اور یہ ہے وغیرہ — اور مجھے ایمیلیان ایوانووچ نے ان کے پاس بھیجا ہے — خرانٹ نے آواز دے کر اپنی بیٹی کو بلایا — یہ ایک لمبی چھوکری تھی ننگے پاؤں — ماں نے اسے حکم دیا ''جاؤ — اپنے باپ کو بلاؤ — وہ اوپر کرایہ‌داروں سے بات کر رہے ہیں اور آپ اندر آجائیے،، مجھ سے وہ بولی — میں اندر چلا گیا — کمرہ اچھا خاصا تھا — دیواروں پر تصویریں لٹکی ہوئی تھیں — سب کے سب جنرلوں کے چہرے ہوں گے — کوئی صوفہ رکھا تھا، گول میز تھی، کھڑکی کی سل پر گملے رکھے تھے پھولوں کے — میں سوچنے لگا، سوچوں کہ اگر یہاں سے چل دینا ہی اچھا رہے گا تو ابھی سے چل دینے میں خیریت ہے — بس میں وہاں سے نو دو گیا رہ ہونے والا تھا میری پیاری — میں نے سوچا کہ آج نہیں، اچھا ہو اگر کل آؤں یہاں — موسم بھی اچھا ہوگا — اور آج کا آنا اچھا نہیں — دودھ بھی الٹ گیا — یہ جنرلوں کے چہرے بھی ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے برہم ہوں — میں بس، اٹھ کے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ کیا دیکھوں، وہ آ پہنچا — ایک ناٹے قد کا ادھیڑ آدمی تھا جس کی آنکھیں بڑی چور تھیں — اس نے جبہ بڑا چمکیلا چکنا اوپر سے پہن رکھا تھا جسے

ایک ڈوری کمر پر کسے ہوئے تھی — پوچھا، کہئے کیسے آئے؟ میں نے بتایا کہ یہ یہ ماجرا ہے — اور وہ جو ہیں ایمیلیان ایوانووچ، وغیرہ، اور مجھے چالیس روبل کی ضرورت ہے — وغیرہ — ابھی میں نے بات بھی پوری نہ کی تھی کہ اس کی آنکھوں سے تاڑ لیا کہ معاملہ الٹا پڑا — کام نہیں بننے والا — اس نے پوچھا ''آپ کو روپیے کی فوراً ضرورت ہے، ٹھیک ہے — مگر دیکھئے، بات یہ ہے کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے — اور آپ کے پاس ضمانت کیا ہے؟ ضمانت ہے بھی آپ کے پاس؟،، میں نے سمجھایا کہ صاحب، ضمانت رکھوانے کو تو میرے پاس کچھ نہیں ہے — مگر ایمیلیان ایوانووچ جو ہیں تو، دیکھئے، کہ سمجھایا، صاحب روپے کی ضرورت بڑی ہے — سب کچھ سن کر وہ بولا ''ایمیلیان ایوانووچ کو کیا؟ روپیہ ہی جب نہیں ہے میرے پاس تو —،، خیر، میں نے سوچا، ہاں روپیہ تو نہیں نکلے گا اس کے پاس سے — مجھے پہلے ہی خبر تھی — ہائے وارنکا، مجھے ایسا لگا کہ اچھا ہوتا جو زمین پھٹ جاتی اور میں سما جاتا — میرے پاؤں ایسے یخ ہو گئے کہ ریڑھ کی ہڈی میں برف دوڑ گئی — میں اس کا منہ تک رہا تھا اور وہ مجھے دیکھ رہا تھا — اس کی آنکھیں کہہ رہی تھیں ''اب اسی میں خیریت ہے کہ لوٹ جاؤ یہاں سے،

میرے بھائی — یہاں تمہارا کیا کام!،، اگر یہ معاملہ لین دین کا نہ ہوتا کوئی اور موقع ہوتا تو مجھے بڑی ہی سخت ندامت ہوتی — ''اچھا، آپ کو روپیہ کی کس لئے اتنی سخت ضرورت ہے؟،، (دیکھئے، اس نے ٹھیک بھی سوال کیا میری جان!) میں پھر کچھہ بولنے لگا، کچھہ نہ کچھہ تو جواب دینا تھا — مگر اب وہ سن ہی نہیں رہا تھا — ''نہیں — میرے پاس بالکل روپیہ نہیں ہے، افسوس کہ روپیہ موجود نہیں ہے —،، تاہم میں تو بولتا چلا گیا زور دے دے کر سمجھاتا اور اپنی ضرورت کا یقین دلاتا گیا کہ وہ کسی طرح پسیج جائے — میں نے بار بار وعدہ کیا کہ آپ کا روپیہ وقت پر ضرور لوٹا دوں گا — بلکہ وقت سے پہلے لوٹا دوں گا — اور جو سود آپ کہیں وہی دوں گا — خدا کی قسم لوٹا دوں گا — اچھا، پوری رقم نہیں تو کیا اس میں سے تھوڑی رقم بھی دینے کو تیار نہیں؟ جب میں یہ سمجھا بجھا رہا تھا تو مجھے عین اس وقت آپ کا خیال آ رہا تھا کہ آپ نے مجھے آدھے روبل کا سکہ بھیجا، اور یہ کہ ہمیں کتنی پریشانی ہے، کتنی سخت ضرورتیں ہیں — ''نہیں،، وہ بولا ''آپ شرح سود کی بات نہ کیجئے، یہ بتائیے، ضمانت رکھوانے کو کیا ہے آپ کے پاس؟ میرے پاس کچھہ نہیں ہے دینے کو — خدا کی قسم،

بالکل نہیں ہے، ورنہ میں خوشی سے دے دیتا —،، دیکھو تو اوپر سے خدا کی قسم کھاتا ہے، ڈاکو کہیں کا —

تو میں سچ کہتا ہوں میری پیاری، بالکل یاد نہیں کہ میں اس گھر سے واپس کیسے پھرا — میں نے ویبورگسکایا ستورونا کیسے طے کی — اور اتواری پل سے کیوں کر گزرا — بالکل تھک کر چور ہو گیا تھا اور ہڈیوں تک میں یخ پہنچ گئی تھی — وہاں سے دفتر پہنچا تو دیر ہو گئی تھی، دس بجے تھے — میرے جی میں تھی کہ لاؤ کپڑے تو جھاڑ پونچھ لوں — لیکن چوکیدار سنیگی ریوف نے کپڑے بھی صاف نہ کرنے دئے — کہنے لگا، نہیں — اس سے برش خراب ہو جائے گا اور برش سرکاری ہے — اب دیکھئے، میری پیاری، یہ ہے کہ ان کم بختوں کی نظر میں جوتے صاف کرنے کے ٹاٹ سے بھی گیا گزرا ہوں — یہ ہے، میری وارنکا، جو بات مجھے مارے ڈالتی ہے — روپے کی کمی نہیں مارتی، بلکہ یہ خطرناک مشکلات، یہ لوگوں کی خندہ زنی، یہ ان کے مذاق اور پھبتیاں، اشارے، کنائے — کیا ہو اگر بڑے سرکار گورنر بہادر تک اتفاق سے اس کی خبر پہنچ جائے اور انہیں معلوم ہو کہ میری کیا حالت ہے — آج میں نے آپ کے سارے خط پڑھے میری پیاری — افسوس، میری پیاری،

رنج کی بات — اچھا، رخصت، میری عزیز، خدا آپ کو اپنی امان میں رکھے —

ماکار دےوشکن

نوٹ: میں نے خود تو بھی چاہا تھا کہ آپ کو اپنی ان پریشانیوں کا حال مختصر، اور ھنسی مذاق کے انداز میں لکھوں گا، لیکن دیکھئے، ھنسی مذاق کی بات نہیں بنتی مجھہ سے — میں چاھتا ھوں کہ آپ کو منا لوں — آپ سے ملنے آؤں گا میری پیاری، کل ضرور بالضرور ملنے آؤں گا —

۱۱ اگست

میری کبوتری، واروارا الیکسئی‌ونا،

میں تباہ ھو گیا — ھم دونوں تباہ ھو گئے — بہت بری طرح تباہ ھوئے — میری عزت آبرو سب کچھہ خاک میں مل گئی — میں ختم ھو گیا، آپ بھی ختم ھو گئیں میری پیاری، اور آپ کا میرے ساتھہ خاتمہ ھوا ھے، بہت بری طرح خاتمہ ھوا ھے ھمارا — میں ھوں آپ کے اس خاتمے کا سبب — یہ لوگ مجھہ پر ظلم کر رھے ھیں، مجھے ستا رھے ھیں، مجھہ پر پھٹکار پڑ رھی ھے — مذاق اڑایا جا رھا ھے — اور میری مکان مالکہ تو اس حد کو

پہنچ گئی ہے کہ اس نے مجھے گالیاں دیں، آج سچ مچ اس نے مجھے ڈانٹ دیا — اور گندگی کے ڈھیر سے بدتر بتایا — رتازیائیف کی ٹولی میں رات کسی شخص نے باواز بلند ایک خط کا کچا مسودہ پڑھ کر سنایا جو میں نے آپ کو لکھا تھا — یہ خط انہیں کہاں سے ملا؟ میری جیب سے نکل کر گر گیا تھا — ان لوگوں نے ہمارا مذاق کیسے بنایا، اور ہمارے بارے میں ہر طرح کی باتیں کیسے اڑائیں — یہ لوگ قہقہوں سے پھٹے پڑ رہے تھے، بدمعاش کہیں کے! میں اس کے کمرے میں گیا اور میں نے رتازیائیف کو پکڑ لیا کہ تم دغاباز آدمی ہو — بے ایمان ہو اول درجے کے — لیکن رتازیائیف نے مجھے جواب دیا کہ میں نہیں، تم خود دغاباز ہو، بہروپئے ہو — تم درپردہ حرکتیں کرتے ہو، بالکل لوویلاس کی طرح — چناں چہ اب ہر شخص ہے کہ میرا نام نہیں لیتا، مجھے لوویلاس کہتا ہے — یہ بڑی وحشت ناک بات ہو گئی ہے — اب ان لوگوں کو سب کچھ معلوم ہو گیا ہے، ہر بات جو میرے آپ کے بارے میں جاننے کی ہو سکتی تھی، انہیں اس کی خبر ہے — اور تو اور فلدونی تک انہی لوگوں کی دیکھا دیکھی کرنے لگا ہے — میں نے اس سے کسی کام کے لئے کہا کہ جاؤ کبابی کی دوکان سے لے آؤ، تو اس نے صاف انکار کر دیا کہ

مجھے فرصت نہیں ہے — میں نے کہا ''مگر یہ تمہاری ڈیوٹی ہے —،، وہ بولا ''نہیں، میری ڈیوٹی نہیں ہے — آپ کرایہ تک تو دیتے نہیں —،، میں اس توھین انگیز رویے کو اور وہ بھی ایک گنوار دیہاتی کے اس برتاؤ کو برداشت نہیں کر سکا — میں نے غصے میں اسے ''احمق،، کہہ دیا — جانتی ھیں آپ اس نے کیا جواب دیا؟ وہ بولا ''کہنے والا خود احمق ہے —،، مجھے یقین نہ آیا کہ وہ اپنے ھوش میں ہے — میں نے سوچا کہ یہ گستاخی نشے میں اس سے ھو گئی ہے — ''تم نشے میں ھو لٹھ گنوار — سمجھے تم؟،، اس نے جواب دیا ''نشے میں ھوں تو کونی تمہارا ٹکا تھوڑی خرچ کیا ہے — تمہارے پاس تو خود اتنے پیسے نہیں ھیں کہ کل رات جو حواس گم ھونے تھے، اس کے بعد دو گھونٹ پی کر اپنی عقل ٹھکانے کرلیتے — بھول گئے؟ مالکن سے دس کاپک لینے کو زور لگا رہے تھے، یاد کرو —،، اور بعد میں بولا ''واہوا، اور اس پر نواب بنے پھرتے ھیں!،، وارنکا پیاری، اب یہاں تک نوبت آ پہنچی ہے — وارنکا، جینا مشکل ھو گیا، بے شرمی کا جینا ہے — میرے ساتھ ٹھیک وہ برتاؤ ھو رہا ہے جو ذات باھر آدمی سے ھوتا ہے — جیسے کونی راھداری کا پروانہ لئے بغیر دربدر ملکوں میں پھرتا ھو — ھائے، کیا بدقسمتی ہے — میں

تباہ ہو گیا — میرا خاتمہ ہو گیا، بالکل خاتمہ ہو گیا کہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں —

م - د -

۱۳ اگست

مہربان ماکار الیکسئی وچ، ہم لوگوں پر ایک آفت کے اوپر دوسری آفت ٹوٹ رہی ہے — میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے — آپ کا کیا حشر ہونے والا ہے — اور اب میں آپ کے کس کام آ سکتی ہوں — آج میرا بایاں ہاتھ استری سے جل گیا — وہ میرے ہاتھ سے نکل گئی اور مجھے پھونک ڈالا — اب میں کیا کروں گی؟ مجھ سے اب کام نہیں ہو سکتا اور فیدورا پہلے ہی تین دن سے بیمار ہے — میں سخت فکر اور پریشانی میں مبتلا ہوں — میں آپ کو تیس کوپک چاندی کے بھیج رہی ہوں — بس ہمارے پاس کل رقم بھی تھی — خدا شاہد ہے کہ میرا دل چاہتا تھا اس ضرورت کے وقت آپ کی کچھ اور مدد کر سکتی — دل بھرا آتا ہے — رونے کو جی چاہتا ہے — اچھا، رخصت، میرے دوست اگر آج آپ مجھ سے آ کر مل لیں تو مجھے بڑی تسلی ہو گی —

و - د -

۱۴ اگست

ماکار الیکسئی‌وچ، یہ آپ کو ہو کیا گیا ہے؟ میں جانوں، آپ کو خدا کا بھی خوف نہیں رہا — آپ مجھے پاگل بنا ڈالیں گے — آپ کو شرم آنی چاہئے تھی، یہ کیا ہے کہ خود کو بالکل برباد کئے لے رہے ہیں؟ ذرا اپنی عزت آبرو کا خیال کیجئے — آپ ایک عزت والے، شریف اور نیک نام آدمی ہیں، اگر سب کو آپ کے بارے میں یہ باتیں معلوم ہوں گی تو کیا ہوگا، آپ لاج کے مارے مرجائیں گے — ذرا اپنے پکے بالوں کا خیال کیجئے — خوف خدا ہاتھہ سے نہ دیجئے — فیدورا کہتی ہے کہ اب وہ آپ کی مدد کرنے کو تیار نہیں — اور میں بھی اب آپ کو روپیہ قطعی نہیں دوں گی — کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ، ماکار الیکسئی‌وچ، جو کچھہ کرتے ہیں اس کا مجھہ سے کوئی واسطہ نہیں — میرے لئے سب ٹھیک ہے؟ آپ کو خبر نہیں ہے کہ آپ کی بدولت مجھہ پر کیا بیت رہی ہے — میری ہمت نہیں پڑتی کہ سیڑھیوں پر سامنے آؤں — کیوں کہ میں آتی ہوں تو سب کی انگلیاں مجھہ پر اٹھتی ہیں اور نہ جانے کیسی کیسی باتیں لوگ کرتے ہیں میرے بارے میں — لوگ کہتے ہیں کہ میں ایک شرابی سے پھنس گئی

ہوں ۔ سنا نہیں جاتا ۔ جب لوگ آپ کو گھر لے کر آتے ہیں تو میں لوگوں کی زبانی یہ سنتی ہوں ''آج پھر اس کلرک کو اٹھا کر لائے ہیں ۔'' شرم کے مارے میری آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں ۔ میں قسم کھا کے کہتی ہوں کہ یہ حال رہا تو میں اس جگہ سے چلی جاؤں گی ۔ میں کوئی محنت مزدوری کر لوں گی، کسی کے گھر کی نوکری کر لوں گی، کپڑے دھونے کا کام کرکے بسر کر لوں گی، لیکن یہاں نہیں رہوں گی ۔

میں نے چاہا تھا کہ آپ ملنے آتے، مگر آپ ہیں کہ نہیں آئے ۔ ماکار الیکسئیوچ، اب میری التجاؤں اور میرے آنسوؤں کا بھی آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ اور آپ کو روپیہ کہاں سے مل گیا؟ اپنا خیال کیجئے ۔ خود کو سنبھالئے مہربانی کرکے ۔ آپ خود کو تباہ کئے لے رہے ہیں ۔ اور کیسی شرم کی بات ہے! میں نے سنا ہے کہ آپ کی مکان مالکہ نے آپ کو کمرے میں جانے نہیں دیا اور آپ کو ساری رات برامدے میں ہی کاٹنی پڑی ۔ مجھے سب معلوم ہے ۔ کاش آپ کو خبر ہوتی کہ مجھ پر کیسی بھاری پڑی جب میں نے یہ سب سنا ۔ ہم سے ملنے آئیے ۔ آپ کو یہاں آ کر خوشی ہو گی ۔ ہم لوگ بیٹھ کے آپس میں پڑھیں گے، پرانے دن یاد کریں گے ۔ فیدورا ہمیں اپنی زیارتوں اور

یاتراؤں کا حال سنائے گی — اور میری خاطر مان جائیے، ایسا نہ کیجئے میرے کرم فرما کہ خود بھی برباد ہوں اور مجھے بھی برباد کریں — صرف آپ کی خوشی کو میں جی رہی ہوں اور یہاں ٹھیری ہوئی ہوں — ایک شریف یا عزت آدمی بنئے جو مشکلوں میں پڑ کر بھی ثابت قدم رہے اور یہ یاد رکھئے کہ غریب ہونا گناہ نہیں ہے — اور آپ اتنے مایوس کیوں ہوں؟ خدا بڑا کرم کرنے والا ہے — ہمارا یہ مشکل کا وقت بھی گزر جائے گا — آپ کو اس کی سہار ہونی چاہئے — میں آپ کو بیس کوپک کا سکہ بھیج رہی ہوں تاکہ آپ تمباکو وغیرہ یا جس چیز کی آپ کو فوری ضرورت ہو، خرید لیں، مگر دیکھئے، اس کو آپ کسی بری چیز پر خرچ نہ کیجئے گا — ہم سے ملنے ضرور آئیے — شاید آپ کو ہم سے ایسے وقت میں ملتے ہوئے جھجک ہوتی ہے اور شرم کی وجہ سے آپ نہیں ملتے جیسے پہلے بھی آپ کرتے تھے — لیکن ایسا نہیں کرنا چاہئے آپ کو — اپنی جھوٹی لاج کو چھوڑئے اور خلوص کے ساتھ توبہ کیجئے — خدا پر بھروسہ رکھئے — خدا ہر بگڑی کو بنا سکتا ہے —

و۔ د۔

۱۹ اگست

واروارا الیکسئی‌ونا پیاری،

مجھے سخت شرم ہے، پیاری — میں بالکل شرم کے مارے گڑا جاتا ہوں — لیکن ہوا تو میری پیاری کیا ہو گیا — کبھی اپنے جی کو خوش کیوں نہ کر لیا جائے؟ پی لیتا ہوں تو اپنے جوتے کے تلے کے بارے میں نہیں سوچتا کہ ان کی حالت خستہ ہے — سوچنے سے کیا حاصل — آدمی کچھ بھی فکر کرے — جوتے کا تلا تو جوتے کا تلا ہی رہے گا — واہیات اور بے ہودہ — نہایت لچر سی، گندی سی چیز — چاہے جو کہہ لو — بوٹ بھی کیا، فضول، واہیات — جب حکمائے یونان جوتوں کے بغیر گھومتے تھے تو ہم ایسی معمولی چیز کے بارے میں اپنا دماغ کیوں کھپائیں؟ بھلا کیا ضرورت اس کی؟ اور لوگ میرا اس بات پر مذاق کیوں اڑائیں، میری توہین کیوں کی جائے؟ میری پیاری، کیا کوئی اور اچھی بات لکھنے کو نہیں ملی؟ اور فیدورا سے میری طرف سے کہہ دیجئے کہ وہ بالکل گنوار اجڈ واہیات قسم کی عورت ہے — بے چین طبیعت کی، جو ہمیشہ چیخ پکار کرتی رہتی ہے، ہنگامہ برپا کرتی ہے — احمق، اور احمق سے بڑھ کر احمق — رہا میرے بالوں کا پک جانا —

تو میری جان، آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے — کیوں کہ میں اتنا عمر رسیدہ آدمی نہیں ہوں جتنا آپ سمجھ رہی ہیں — ایمیلیا آپ کو سلام لکھواتا ہے — آپ لکھتی ہیں کہ آپ نے دکھ بھرے میری بدولت اور آپ نے آنسو بہائے — جی ہاں — میں نے بھی آپ کی بدولت دکھ بھرے اور آنسو بہائے ہیں — اب آخر میں دعا ہے کہ آپ تندرست رہیں اور خوش و خرم رہیں — رہا میرا معاملہ، تو میں بالکل تندرست ہوں اور مزے میں ہوں — رہنا چاہتا ہوں، میرے ننھے سے فرشتے، آپ کا دوست

ماکار دے وشکن

۲۱ اگست

میری پیاری سرکار اور مہربان
دوست واروارا الیکسئی‌ونا،

میں خود کو قصوروار ٹھیراتا ہوں، میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کے سامنے قصوروار ہوں — مگر اب اس سے کیا فائدہ — کیوں کہ اپنے کرتوتوں سے پہلے بھی میں خود کو کچھ کم قصوروار تو نہیں سمجھتا تھا — اور جرم کے سارے احساس کے باوجود پستی میں اتر گیا — میری پیاری، میری عزیز، سچ کہتا ہوں میں

کمینہ نہیں ہوں — میرا دل پتھر کا نہیں ہے — میری بچی، آپ کا دل دکھانے کے لئے آدمی کے پاس غضب ناک شیر کا جگرا ہونا چاہئے — اور میرے پاس جو ہے تو بکری کے بچے کا سا نازک دل ہے — آپ تو جانتی ہیں کہ غضب ناک ہونے کی طرف طبیعت بالکل نہیں جاتی — تو نتیجہ یہ کہ میری چھیتی، تنہا میں قصوروار نہیں ہوں — غلطی مجھ اکیلے کی نہیں ہے — نہ صرف میرے ہی دل اور دماغ کی ہے — کون ہے جس کی اصل میں غلطی ہے، یہ میں بتا نہیں سکتا — یہ اتنا مبہم معاملہ ہے کہ کہا نہیں جاتا — آپ نے مجھے تیس کوپک کا چاندی کا سکہ بھیجا اور بیس کوپک پھر بعد میں بھیجے — میں بیٹھا دیکھتا رہا کہ یہ ایک غریب بےچاری یتیم لڑکی کا پیسہ ہے اور دیکھ کر میرا دل کڑھتا رہا — آپ کا ہاتھ استری سے جل گیا، کام آپ کر نہیں سکیں گی — اور بھوک مری سہنی پڑے گی پھر بھی آپ نے مجھے پیسے بھیج دئے تاکہ تمباکو خرید لوں — مجھے کیا کرنا چاہئے تھا؟ یہ کہ بے دریغ ایک یتیم لڑکی کو لوٹ لوں؟ اوف — میری جان، دل کیسا ڈوبا ہے! یعنی پہلے مجھے خیال ہوا کہ یہ کیا آدمی ہوں میں — بالکل واہیات، اپنے جوتے کے تلے سے کچھ بہتر نہیں ہے میری حالت — جب یہ بات خیال

میں آئی تو سوچا کہ یہ کتنا مضحکہ خیز ہے کہ خود کو سلیقے کا آدمی شمار کروں — بلکہ اس کے برخلاف میں خود کو ایسا آدمی شمار کرنے لگا جسے سلیقے اور تمیزداری سے کوئی واسطہ نہیں اور جسے شریف طبیعت سے کوئی لگاؤ نہیں — اور جب دل سے عزت نفس ھی جاتی رہی تو کیا رہا — اپنی خوبیوں اور شرافتوں سے بالکل ھاتھ دھونے بغیر چارہ نہ تھا — اور یہ چیز بالآخر مجھے پوری تباھی کی طرف لے گئی — میں قطعی گر گیا — آپ جانتی ھیں، یہ مقدر کا کھیل ہے — اول تو یہ ھوا کہ میں تازہ ھوا کھانے نکل گیا اور پھر ایک سے دوسری کڑی جڑتی چلی گئی — نیچر کی دنیا اداس اداس تھی، موسم سرد تھا — بارش ھو رہی تھی — اور راستے میں ایمیلیا مل گیا — اس شخص نے اپنی ھر چیز گروی کر دی تھی وارنکا، اور اس کی ساری چیزیں پینے پلانے کی بدولت ھاتھ سے نکل کر گروی ھو چکی تھیں اور اس کے پاس کچھ نہ رہا تھا — دو دن سے اس کے منھہ میں کھیل اڑ کر نہ گئی تھی — اب وہ کسی ایسی چیز کو گروی رکھنے کی کوشش میں تھا جو کسی طرح بھی گروی رکھنے والے قبول نہیں کرتے ھیں — سچ کہتا ھوں وارنکا، یقین کرنا، مجھے خود اتنی خواھش نہ تھی جتنی اس آدمی سے ھمدردی اور نیک دلی برتنے کا خیال —

میں اسی مہربانی اور ہمدردی میں مارا گیا — اور اس کی بدولت گناہ کا شکار ہو گیا — ہم دونوں پینے کے بعد آپ کو یاد کر کرکے کیسا روئے ہیں — وہ بڑے اچھے دل کا آدمی ہے — ایمیلیا اندر سے شریف اور نیک ہے — میں خود اس بات کو پوری شدت سے محسوس کرتا ہوں اور اسی لئے یہ سب کچھہ مجھہ پر گزرتی ہے کیوں کہ میں محسوس کرتا ہوں — میں جانتا ہوں کہ میری جان، میں آپ کے قرض سے، آپ کے احسانات سے کس درجہ دبا ہوا ہوں — جب آپ کو میں جاننے کے قابل ہوا تو آپ کی بدولت خود کو بہتر طریقے سے پہچانا اور آپ سے محبت ہوئی — آپ کی محبت سے پہلے، میرے ننھے سے فرشتے، کیا تھی میری زندگی، دنیا میں بالکل یکہ و تنہا — میں زندگی نہیں گزار رہا تھا بلکہ سو رہا تھا — اس زمانے میں پاجیوں بدمعاشوں کی زبان پر میرے لئے یہ الفاظ تھے کہ میرا ناک نقشہ میرا حلیہ تک بھدا اور بے تکا ہے — وہ لوگ مجھے اس طرح ذلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ ہوتے ہوتے خود میں اپنی نظروں میں گر گیا — وہ لوگ مجھے احمق گاودی کہتے تھے اور میں بھی خود کو احمق اور گاودی ہی سمجھنے لگا — مگر جب آپ میری زندگی میں نمودار ہوئیں جیسے غیب سے کوئی مشاہدہ ہو جائے تو آپ

میرے تاریک وجود میں روشنی لے کر آئیں — آپ نے میرے دل کی اندھیری دنیا میں اجالا کر دیا، میری روح کو روشن کر دیا — ایک راحت ملی، اور میں نے جانا کہ میں دوسروں سے کچھہ گیا گزرا نہیں ہوں — یہ صحیح ہے کہ میرا وجود زنگ آلود تھا، اس پر جلا نہیں رہی تھی، نہ لہجے میں روشنی تھی نہ مجھہ میں چمک اور براقی تھی، پھر بھی میں دل و دماغ کے لحاظ سے انسان تھا — یہ حالت رہی لیکن ادھر کچھہ دنوں سے میں نے پھر محسوس کیا کہ میں ایک گری پڑی لاوارث چیز ہوں، مجھے ذات باہر کر دیا گیا ہے میری نظر میں خود اپنے وقار، اپنی آبرو کی قدر نہ رہی — ننگ و نام کا پاس نہ رہا — اور بدبختیوں کے بوجھہ تلے پس کر میں دل چھوڑ بیٹھا — اب جب کہ میں آپ سے سب کچھہ سچ سچ کہہ چکا ہوں، آنکھوں میں آنسو بھر کر آپ سے التجا کرتا ہوں کہ ان کو اب آیندہ زبان پر نہ لائیے گا کیوں کہ میں غم کا مارا ہوں — نڈھال ہو چکا ہوں اور میرے دل کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں —

آپ کے لئے احترام کے جذبے کے ساتھہ میں رہنا چاہتا ہوں، آپ کا سچا اور پائدار دوست

ماکار دے وشکن

۳ ستمبر

میں نے اپنا پچھلا خط پورا نہیں کیا ہے ماکار الیکسئی وچ، دل پر اتنا بوجھ تھا کہ لکھنا مشکل ہو گیا۔ ایسے لمحے آتے رہتے ہیں جب میری خوشی ہوتی ہے کہ تنہا ہوں۔ میری تنہائی ہو اور میرا غم ہو، کوئی شریک غم نہ ہو، بس اسی کی خواہش ہوتی ہے۔ ایسا موڈ مجھ پر اکثر و بیشتر طاری ہوتا رہتا ہے۔ بیتے دنوں کی یاد کے بارے میں کوئی بات ایسی ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتی۔ یعنی کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جو دنیا ومافیہا سے بالکل بے خبر اور بے نیاز کر دیتی ہے اور اس پر کوئی قابو نہیں چلتا۔ اور گھنٹوں گرد و پیش کا ہوش نہیں رہتا۔ اب کوئی بھی واقعہ ہو میری موجودہ زندگی میں، چاہے وہ خوشگوار ہو، چاہے ناگوار اور الم ناک، مگر ایسا نہیں ہے کہ اس سے میری پچھلی زندگی کی کوئی یاد تازہ نہ ہو جاتی ہو۔ اور سب سے زیادہ تو میرے بچپن کی یادیں تازہ ہوتی ہیں، سنہرے بچپن کی۔ اس قسم کے لمحوں کے بعد ہمیشہ دل بوجھل ہو جاتا ہے۔ میں کچھ کمزوری محسوس کرنے لگتی ہوں۔ خوابوں خیالوں کی یہ کیفیت مجھے

تھکا مارتی ہے — اور میری صحت اپنی جگہ آپ بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے —

لیکن آج بڑی تازہ، روشن، اجلی اور چمکیلی صبح تھی، ایسی جیسی یہاں خزاں میں ذرا کم ہی ہوتی ہے — اس صبح نے مجھے قوت بخشی اور میں اس سے خوش خوش ملی — تو یہ ہے کہ اب خزاں آ گئی — دیہات میں مجھے اس خزاں کے موسم سے کتنا پیار تھا — میں یوں تھی تو بچی مگر مجھے چیزیں کس قدر محسوس ہوا کرتی تھیں — مجھے خزاں کی شامیں صبحوں سے زیادہ پیاری تھیں — پہاڑی کی تلی میں جھیل تھی ایک، ہمارے گھر سے ذرا فاصلے پر — اس وقت بھی وہ میری آنکھوں میں پھر رہی ہے — کیا جھیل تھی، چوڑی، کشادہ، اجلی اجلی — جیسے بلور کا بڑا سا تختہ بچھا ہو — اگر شام خاموش ہوتی تو شام کے سناٹے میں جھیل پر بھی بالکل سناٹا چھایا رہتا، یہاں تک کہ کنارے کے درختوں کے پتے بھی نہیں کھڑکھڑاتے تھے — لگتا تھا کہ آئینہ رکھا ہے — صاف شفاف، ہوا میں تازگی اور خنکی — گھاس پر اوس کی بوندیں پڑتی تھیں، کنارے پر جھونپڑوں کی کھڑکیوں میں چراغ روشن ہوتے تھے اور مویشی گھروں کو لوٹنے لگتے تھے — یہ وقت ہوتا

تھا جب میں چپکے سے گھر سے نکل جاتی تا کہ اپنی جھیل کو دیکھوں، باقی ہر چیز کو دماغ سے نکال کر دیکھوں کہ کنارے پر مچھیروں کے الاؤ کی روشنی جھیل میں کیسے جھلمل جھلمل کر رہی ہے — اور ٹھنڈے نیلے آسمان پر چاند نکلنے تک شفق کیسے چھٹ رہی ہے — اور ہوا ایسی شفاف ہوتی تھی کہ اس میں تمام آوازیں چاندی کی گھنٹیوں کی طرح بجتی تھیں —— وہ پرندوں کے پر ہوں یا ہلکی سی سرسراہٹ ہو یا مچھلی کا پانی میں ڈبکیاں مارنا ہو — نیلے پانی پر سفید دھواں سا چھانے لگتا اور بعد میں دھندلکا بڑھ جاتا — تاریک ہوتی ہوئی سطح پر یہ دھندلکا کس قدر لطیف اور کس قدر ہلکا پھلکا ہوتا تھا — فاصلے پر ہر شے مدھم ہوتے ہوتے نظروں سے اوجھل ہو جاتی تھی — لیکن قریب کی ہر چیز بالکل آنکھوں کے سامنے ہوتی تھی — صاف، جیسے کسی نے کندہ کاری کر کے نقش ابھار دئیے ہوں —— کشتی، جھیل کا کنارہ، پانی میں چھوٹے سے جزیرے — یا کسی قسم کا کاٹھ کا پیپا لاوارثی، پانی میں پڑا ہوا ڈول رہا ہے — یا جھاڑ جھنکاڑ کی ٹہنی زرد پتیوں کے ساتھ سرکنڈوں کے درمیان موجوں کے تھپیڑے کھاتی ہوئی، پیچھے چھوٹی ہوئی اکادکا مرغابی، جو خود ہی

پانی میں گہرا غوطہ لگاتی اور پھر پھڑپھڑا کر نکل آتی اور دھندلکے میں گم ہوجاتی — میں وہاں کھڑی اس نظارے کو دیکھا کرتی اور ان آوازوں کو سنا کرتی اور مجھے عجیب سا لگتا — میری عمر اس وقت بہت کم تھی، بچہ سمجھئے —

مجھے بڑی محبت تھی خزاں کے موسم سے — خاص طور پر خزاں کے آخری دنوں سے، جب فصل اٹھائی جا چکی ہوتی ہے، سارے کام نمٹ چکتے ہیں اور کسان چوپالوں میں بیٹھک جماتے ہیں اور سب کو سردی کی آمد کا انتظار ہوتا ہے — تو ہر چیز پر ایک افسردگی طاری ہو جاتی ہے، آسمان بادلوں سے گدلا ہو جاتا ہے، زرد پتے بےبرگ و بار جنگل کے کنارے ڈھیر ہو جاتے ہیں اور جنگل نیلا ہونے لگتا ہے، نیلے سے گہرا نیلا ہوتا ہے اور سیاہ ہو جاتا ہے — خاص طور سے شام کو، جب گیلا کہرا پڑتا ہے اور درخت کہرے میں ڈھک کر ایسے بڑے بڑے لگتے ہیں، ایسے بھدے کہ خوف‌ناک دیو کھڑے ہوں — اکثر ایسا بھی ہوا کہ میں شام کو دیر تک گھر سے باہر گھومتی رہی — یا گھومنے پھرنے میں ساتھیوں سے پیچھے رہ گئی، اور اچانک مجھے احساس ہوا کہ میں بالکل اکیلی ہوں تو میں سہمی ہوئی گھر کی طرف دوڑتی — پتی کی طرح لرزتے ہوئے

مجھے ایسا لگتا کہ بس، اب کسی درخت کی کھوکھلی جگہ سے کوئی خوف‌ناک چہرہ مجھے گھوریگا — اتنے میں ہوا تیزی کے ساتھہ جنگل میں فرائے بھرنے لگتی، ہوا کی چیخ پکار بلند ہوتی اور وہ ننگی بچی شاخوں سے بچے کھچے پتے چھڑا کر انہیں اندھیاؤ میں اڑا دیتی اور وہ چکر کاٹا کرتے — اس کے بعد پرندوں کے بڑے بڑے جھنڈ شور مچاتے، پر پھڑپھڑاتے نکلتے اور فضا پر سیاھی دوڑ جاتی — مجھہ پر بے اندازہ خوف طاری ہوتا اور ایک آواز سنائی دیتی، جیسے کوئی میرے کان میں پھونک رہا ہے ''بھاگ لو، میرے بچے، بھاگ چلو یہاں خطرہ ہے، دیر نہ کرو!،، میں وہاں سے بھاگ لیتی اور بھاگتے بھاگتے سانس چڑھہ جاتا — گھر پہنچتی آخر میں اور گھر پر وہی حسب‌دستور چہل پہل تھی، شور پکار تھی، آسائش تھی، گرمی تھی — ہم بچوں کو کام دے دیا جاتا کہ لو، مٹر چھیلو، یا پھلیاں نکالو — چولھے میں گیلی لکڑیاں سلگ سلگ کر چٹر پٹر کیا کرتی تھیں اور اماں خوش‌خوش دیکھا کرتیں کہ ہم بچے کس مزے سے کام میں لگے ہوئے ہیں — اور ہماری بوڑھی انا اولیانا ہمیں پرانے زمانے کی کہانیاں سنایا کرتی تھیں یا بڑی خوف‌ناک کہانیاں جادو گروں اور مرے ہوئے لوگوں کی — ہم بچے ایک دوسرے سے اور لگ کر

بیٹھ جاتے اور کہانیاں سنتے ہوئے مسکرایا کرتے۔ ایک دم چپ ہو جاتے — پھر اتنے میں کھٹ کھٹ ہوتی، آواز سنائی دیتی —— شوہ، کوئی ہے دروازے پر— نہیں، نہیں، کوئی نہیں — یہ تو بڑھیا فرولوونا کا چرخہ چوں چوں کر رہا ہے — اس پر ہم سب قہقہہ لگاتے —مگر رات کو نیند نہیں آتی تھی ڈر کے مارے کہ ڈراؤنے خواب دکھائی دیں گے — آدھی رات گئے آنکھ کھل جاتی، لیکن آہٹ ہونے کے ڈر سے میں اپنی جگہ سے ہلتی تک نہ تھی اور اجالا ہونے تک لحاف کے نیچے پڑی رہتی تھی — اس پر بھی صبح کو میں اٹھتی تو پھول کی طرح تر و تازہ ہو جاتی تھی — میں کھڑکی میں سے جھانکا کرتی اور نظر آتا کہ کھیتوں پر یخ جمی ہوئی ہے اور ننگی بچی شاخوں کے بدن پر پالے کی بہت پتلی تہہ چڑھی ہوئی ہے — کاغذ کی طرح پتلی برف کی تہہ جھیل پر جم گئی ہے اور اوپر سفید بھاپ سی ٹھیری ہوئی ہے — چڑیاں خوشی سے چہچہا رہی ہیں — سورج اپنی تیز روشن کرنوں کے ساتھ چمکتا اور کرنیں برف کی پتلی تہہ کو شیشے کی طرح چور چور کر رہی ہیں — ہر طرف اجالا ہوتا، روشنی ہوتی، چہل پہل اور خوشی ہوتی — چولھے میں پھر آگ روشن کی جاتی، ہم سب سماور کے پاس آ بیٹھتے — ہمارا کالا کتا پولکان

رات کے جاڑے میں ابھی تک ٹھٹھرا ہوا ہوتا، وہ کھڑکی میں سے اندر جھانکتا اور ترنگ میں اپنی دم ہلایا کرتا۔ دیہاتی کی گھوڑا گاڑی مزے میں ہماری کھڑکیوں کے پاس سے گزرتی اور جنگل کی طرف ایندھن بٹورنے چلی جاتی۔ ہم سب کیسی چین کی بنسری بجاتے تھے، مگن رہتے تھے!.. ہائے، میرا بچپن کیسا سنہرا گزرا!..

اور اب جب مجھے وہ دن یاد آتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ میں ایسے جی رہی ہوں، ایسے میرے دن کٹ رہے ہیں کہ آنکھوں کے آگے گزرے ہوئے دنوں کی تصویر رکھی ہے روشن، اجلی اور وہ دن بیت گئے۔ اور اب جیسی کٹ رہی ہے وہ درد سے بھری، تاریک!.. یہ سلسلہ کہاں ختم ہوگا۔ یہ کیسے ٹوٹے گا خدایا؟ آپ کو معلوم ہے کیا کہ میرے دل میں یہ بات جم گئی ہے کہ اب کی خزاں میں دنیا سے اٹھ جاؤں گی۔ مجھے یقین ہو چلا ہے۔ میں بہت سخت بیمار ہوں۔ اور اکثر اس کے بارے میں سوچا کرتی ہوں کہ مرنے والی ہوں۔ مگر میرا جی نہیں مانتا اس طرح مرنے۔ اور یہاں کی زمین میں دفن ہونے کو۔ ہو سکتا ہے کہ میں پھر بستر سے لگ جاؤں جیسے پچھلی بہار میں بیمار ہو کے پڑ گئی تھی۔ تب سے اب تک اپنی تندرستی بحال نہیں کر سکی۔

دیکھئے، میری زندگی پھر بہت کٹھن ہوتی جا رہی ہے — دل بوجھل ہے — فیدورا آج پھر سارے دن کے لئے باہر کہیں چلی گئی اور میں اکیلی بیٹھی ہوں — کچھہ دن سے مجھے اکیلے رہتے ڈر لگتا ہے — مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرے علاوہ بھی اس کمرے میں کوئی اور رہتا ہے — خاص طور سے اس وقت جب میں کسی نہ کسی چیز کے بارے میں سوچ سوچ کر وحشت‌زدہ ہوتی ہوں تو وہ کوئی ضرور بات کرتا ہے — ایسی حالت میں میرے دل پر دہشت بیٹھہ جاتی ہے — اور اسی لئے میں نے آپ کو اتنا طول طویل خط لکھا ہے کیوں‌کہ لکھتی ہوں تو غم غلط ہوجاتا ہے — اچھا، تو اب رخصت — خط ختم کرتی ہوں کیوں‌کہ نہ کاغذ رہا ہے اور نہ وقت — وہ جو فراک کے لئے اور زنانہ ٹوپی کے لئے رقم ملی تھی اس میں سے اب میرے پاس چاندی کا ایک روبل سکہ بچ رہا ہے — یہ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے اپنی مکان مالکہ کو چاندی کے دو روبل دے دئے — اب وہ کچھہ وقت کے لئے زبان بند کر لے گی —

کوشش کیجئے کہ آپ کا لباس درست ہوجائے — رخصت کیجئے، میں اتنی تھک گئی ہوں — سمجھہ میں نہیں آتا کہ میں کس چیز سے اتنی کمزور ہوگئی کہ

تھوڑی سی مصروفیت بھی مجھے ھلکان کر دیتی ہے۔ اگر کام اتفاق سے مل بھی جائے تو کام ہوگا کیسے؟ یہی خیال مجھے مارے ڈالتا ہے۔

و۔ د۔

۵ ستمبر

میری پیاری کبوتری وارنکا،

آج کے دن مجھے بہت سے تاثرات پیش آئے۔ شروع یہاں سے کرتا ہوں کہ اول تو سارے دن میرے سر میں درد تھا۔ میں درد سے نجات پانے کے لئے فونتان کا کے کنارے ٹہلنے نکلا۔ شام کا وقت تھا۔ اور شام بھی مرطوب اور تاریک، آپ تو جانتی ہیں میری پیاری، کہ آجکل ۵ بجے کے بعد سے ہی اندھیرا پھیل جاتا ہے۔ بارش تو نہیں تھی لیکن کہرا اس بلا کا تھا کہ بارش سے بڑھ کر۔ آسمان پر بڑے بڑے بادلوں کے ٹکڑے پھیلے ہوئے تھے۔ لوگ دریا کنارے کی پٹری پر جوق در جوق چلے جا رہے تھے، عجیب بات یہ کہ ان سب کے چہروں سے ایسی وحشت برستی تھی کہ دیکھو تو ہول آئے۔ شراب کے نشے میں دھت کسان بھی تھے۔ اٹھی ہوئی ناک اور ننگے سروں والی فن لینڈ کی نسل کی عورتیں اونچی ایڑی کے جوتوں پر مٹر گشت

کرتی ہوئی، مزدور لوگ، گاڑی بان، ہمارے بھائی کلرک، چھوکرے، دق کا مارا دبلا پتلا ایک شاگرد دھاری دار جبہ پہنے، جس کا چہرہ چکنائی کے مارے سیاہ ہو رہا تھا، ہاتھ میں ایک بڑا سا تالا لئے جا رہا تھا — اور ایک فوجی نوکری سے الگ کیا ہوا، اتنا لمبا کہ یقین نہ آئے — شاید خاص اسی قسم کے لوگوں کے نکلنے کا وقت ہوتا ہوگا اس میں دوسرے نہ نکلتے ہوں گے — فونتان کا نہر قابل دید تھی — اتنے بہت سے بجرے، سمجھ میں نہیں آتا کہ یہاں کیسے جگہ پا سکتے تھے — پلوں پر گاؤں کی عورتیں بیٹھی سیلے ہوئے شہد کے سموسے اور گلے سڑے سیب بیچ رہی تھیں — کیسی میلی کچیلی، پانی میں تربتر عورتیں تھیں — فونتان کا ایسی جگہ ہے جہاں ٹہلنے میں لطف نہیں آتا — پیروں کے نیچے گیلے پتھروں کے ٹکڑے — بازو میں اونچے اونچے مکان، کالے، تاریک، پیروں تلے کہرا چھایا ہوا، سر کے اوپر کہرا چھایا ہوا — آج کی شام ایسی غم‌زدہ سی، ایسی تاریک اور بجھی بجھی سی تھی کہ بس —

جب میں گروخووایا میں مڑا تو اندھیرا ہو چکا تھا اور لوگ گیس کے ہنڈے روشن کر رہے تھے — ایک زمانے سے میرا اس سڑک پر گزر ہی نہیں ہوا تھا — مجھے اندازہ ہی نہیں تھا کہ گروخووایا پر ایسی چہل

پهل ہوگی— اس سڑک پر تو خوب چہل پہل تھی—
جو دیکھتا ہوں تو چھوٹی بڑی دوکانوں میں خوب رونق
ہے— مال بھرا ہوا ہے— ہر طرف جگ مگ ہے—
دوکانوں کے شیشوں میں پھول سجے ہیں— فیتےوالی ٹوپیاں
لگی ہوئی ہیں— ایسا لگتا ہے کہ صرف خوب صورتی
اور آرائش کے لئے سب سامان لگایا ہوا ہے— مگر یہ
بات نہیں ہے— ایسے بھی لوگ رہتے ہیں جو یہ سامان
خریدتے ہیں اور لے جا کر اپنی بیویوں کو پیش کرتے
ہیں— سڑک مالامال ہے— گروخوواپا سڑک پر بہت
سے جرمن بیکری والے بستے ہیں— یقیناً یہ لوگ خوب
کھاتے پیتے خوش حال ہوں گے— کتنی بہت سی گاڑیاں
یہاں چلتی ہیں— پل کی پٹری ان سب کو سنبھالتی
کیسے ہوگی— کیسی آرام‌ده بنی سنوری گاڑیاں ہیں
کہ ان میں کھڑکیاں جگ مگ جگ مگ کرتی ہیں
جیسے بلور— مخمل اور ریشم لگا ہوا ہے اندر— پیادے
خدمتگار تلواریں لٹکائے، گوٹے ٹھپے کے کام کی وردی
کسے ہوئے— جب وہ گزرتے تھے تو میں ان میں سے
ہر ایک کو تکتا تھا— اور مجھے رہ رہ کے خیال ہوتا
کہ اس گاڑی میں اندر کوئی نواب‌زادی، شہزادی ہی
ہوگی— یہ ایسا وقت ہوگا غالباً جب یہ لوگ ناچنے
کے کمرے میں یا شام کی دعوتوں میں بن سنور کر

جاتے ہوں گے — بڑا مزا آئے اگر کسی رئیس زادی یا اونچی شان کی خاتون کو بہت نزدیک سے دیکھا جائے — بڑا ہی لطف آئے گا انہیں دیکھنے میں — مجھے پکا یقین ہے — سوائے اس کے کہ جیسے یہاں دیکھا ویسے ہی گاڑی میں سے تاک جھانک لیا ہو، اور تو کبھی کوئی موقع انہیں دیکھنے کا ملا نہیں — مجھے آپ کا بھی خیال آیا تھا اور میرا دل کیسا دکھا ہے میری پیاری غریب بےچاری لڑکی — ایسا کیوں ہے کہ آپ اتنی اداس اور مصیبت‌زدہ ہیں وارنکا؟ میرے ننھے سے فرشتے، بھلا کس بات میں آپ دوسروں سے کم ہیں — آپ نیک سیرت بھی ہیں — خوب صورت بھی ہیں اور پڑھی لکھی بھی — تو پھر آپ کو زندگی میں اتنے دکھ کیوں جھیلنے پڑیں؟ یہ کیوں ہوتا ہے کہ ایک اچھا آدمی تو حاجت‌مندی کی اور گری پڑی زندگی بسر کرے اور دوسروں کے پاس خوش قسمتی بن بلائے آئے — میں جانتا ہوں میری پیاری کہ ایسی باتیں خیال میں نہ آنی چاہئیں کیوں کہ یہی آزاد خیالی یا مضطرب خیالی کی علامت ہے — مگر میں صدق دل سے کہتا ہوں، بالکل سچ کہتا ہوں کہ یوں کیوں ہو کہ ایک ابھی ماں کے پیٹ میں ہے اور ابھی سے قسمت اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہی ہے، اور دوسرا آغوش تربیت سے محروم ہے اور یتیم خانے میں آنکھیں

کھول کر دنیا کو دیکھتا ہے — دیکھو تو ایسا ہوتا ہے کہ (جن پریوں کی کہانیوں کی طرح) اکثر خوشی ایوانوشکا بےوقوف کے ہاتھ پڑتی ہے — اور وہ احمق اپنے بزرگوں کی جائداد سے عیش کرتا ہے، پیتا پلاتا ہے — دونوں ہاتھوں سے خوشی لوٹتا ہے اور دوسرا بےچارہ غریب اسے دیکھتا ہے اور صرف اپنے ہونٹ چاٹتا رہ جاتا ہے — دیکھو نا یہ ہے — اسی کے لئے تیرا جنم ہوا تھا میرے بھائی — بس اسی لئے! اس طرح سے سوچنا ہے تو گناہ میری پیاری، لیکن کیا کیا جائے، گناہ چپکے سے آہٹ کئے بغیر دل میں آ جاتا ہے اور روح کو اپنی پکڑ میں لے لیتا ہے — کیا آپ ایسی ہی کسی سجی سجائی گاڑی میں نہیں گھوم سکتی تھیں میری پیاری — ہم جیسے غریبوں کے ساتھ نہیں، بلکہ بڑے جنرلوں کے ساتھ جو آپ کی شیریں مسکراہٹ کی تمنا کرتے، آپ سونے چاندی میں لدی ہوئی ہوتیں، یہ پھٹی پرانی معمولی کپڑے کی فراک آپ کے جسم پر نہ ہوتی — یہ ہوتا تو آپ ایسی دھان‌پان، ایسی نحیف و لاغر نہ ہوتیں جیسی اب ہیں — بلکہ خوب بنی ٹھنی، تر و تازہ، پرکشش اور بھرے ہوئے گداز جسم کی ہوتیں — ایسا ہوتا تو میں بھی اپنے کو خوش قسمتوں میں شمار کرتا جو ذرا آپ کی زرق برق کھڑکیوں میں آپ کی جھلک دیکھ پاتا — یا آپ کا

سایہ نظر پڑ جاتا — صرف یہ خیال کہ آپ مزے میں ہیں، خوشی اور راحت کی گھڑیاں گزار رہی ہیں، صرف یہ خیال، میری ننھی سی، پیاری سی چڑیا، مجھے مگن کر دیتا — لیکن اب کیا ہو رہا ہے؟ غم ملا ہے — برے لوگوں کے ہاتھوں آپ کو دکھ ملا ہے — اور وہ پاجی، بےحیا کہیں کا آپ کو دق کر رہا ہے — کیوں کہ وہ اعلا درجے کے لباس میں سوار گھومتا ہے اور آپ کو اپنے سنہرے بے کمانی کے چشمے سے آنکھ مارتا ہے، بےحیا، یہ سمجھتا ہے کہ جو من میں آئے کرے، سب اس کی مٹھی میں ہیں، اور ہر شخص کو اس کا حکم سننا ہی چاہئے — کیا واقعی؟ ایسا کیوں ہے؟ اس لئے ہے کہ آپ ایک بےکس یتیم لڑکی ہیں — آپ کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہے — آپ کا کوئی حمایتی نہیں جو طاقت‌ور ہو — یہ کس قماش کا آدمی ہے جو ایک بےکس و بےبس لڑکی کو تنگ کرنے کی جرات کرتا ہے؟ آدمی نہیں — وہ کاٹھ کباڑ ہے — صرف دیکھنے میں صورت انسان کی ہے — عمل انسان کا نہیں — مجھے یقین ہے کہ اس کے سوا آدمیت اس میں نام کو نہیں — یہ کس طرح کے لوگ ہیں — آج کی ہی بات ہے کہ گروخوودایا سڑک پر مجھے ایک راستے کا تماشا دکھانے والا ملا — وہ شخص اس سے زیادہ قابل عزت انسان ہے —

اگر وہ دن بھر سڑکوں پر خاک پھانکتا پھرتا ہے پیسے دو پیسے کی امید میں تو کیا ہوا؟ وہ اپنا آپ مالک ہے، اور اپنی روٹی خود کماتا ہے — کوئی بھیک نہیں مانگتا، لوگوں کا دل بہلاتا ہے اور اس کے لئے اپنے ہاتھ پاؤں توڑتا ہے — بھئی، یہ ہے کہ اپنا کام خود کرو — اپنی راحت کا سامان آپ کرو — میں تو یہ مانتا ہوں — وہ تماشا کرنے والا بھک منگا سہی مگر کیا، بےعزت تو نہیں — محنت سے روٹی پیدا کرتا ہے — تھک کر چور ہو جاتا ہے — بھوکا مرتا ہے لیکن پھر بھی جو کام اسے آتا ہے اس پر لگا رہتا ہے — محنت تو کرتا ہے بہر حال — ہاں تو میری پیاری، ایسے بہت سے لوگ ہیں جو معمولی خدمتیں کرتے ہیں اور بہت تھوڑی آمدنی رکھتے ہیں لیکن کسی کے آگے جھکتے نہیں — کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے — میں بھی بالکل اسی راستے کے تماشے والے کی طرح ہوں — بالکل اسی کی طرح تو خیر نہیں ہوں میں، یعنی یہ کہ میں کوئی قطعی اس جیسا نہیں ہوں لیکن دیکھو تو ذرا اچھے معنی میں، ذرا اونچے پیمانے پر میں بھی اسی کی طرح سے ہوں، کہ جو محنت میرے بس کی ہے، میں بھی کرتا ہوں — اس سے زیادہ نہیں —

یہ جو میں نے راستے کے تماشا دکھانے والے کا ذکر

کیا تو یہ اس لئے میری پیاری کہ آج اتفاق سے ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس نے غریبی کے درد کو دوگنا کردیا — میں سڑک پر اس کا تماشا دیکھنے رک گیا — خیال تھا کہ ذرا یہ تماشا دیکھوں گا تو جی بہلا رہے گا — تکلیف دینے والے خیال دماغ میں نہیں آنے پائیں گے — کچھہ کوچوان لوگ، ایک نوجوان عورت اور ایک لڑکی جو میلی کچیلی تھی وہ بھی تماشا دیکھنے کھڑے تھے — تماشا دکھانے والے نے کسی کی کھڑکیوں کے نیچے اپنا اکھاڑہ جما رکھا تھا — یوں ہی میری نظر ایک لڑکے پر پڑ گئی، اس چھوکرے کی عمر کوئی دس برس کی ہوگی — اگر یہ چھوکرا اتنا نحیف لاغر اور روگی سا نہ ہوتا تو سمجھئے کہ خوش شکل ہوتا — اس کے پیروں میں جوتے بھی یوں ہی سے تھے، بدن پر صرف ایک قمیص — وہ بھی مجمع میں کھڑا تماشا دیکھہ رہا تھا — منھہ کھولے موسیقی سن رہا تھا، بچہ تو آپ جانئے بچہ — جب پتلیاں ناچ رہی تھیں تو اس کی آنکھیں ان پر جمی ہوئی تھیں مگر گھٹنے سردی کے مارے کانپ رہے تھے — اور وہ آستین منھہ میں چبا رہا تھا — دیکھتا ہوں کہ اس کے ہاتھہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا بھی ہے — اتنے میں ایک شخص صاف ستھرے کپڑوں میں گزرا اور اس نے تماشا دکھانے والے کی طرف چھوٹا سا سکہ پھینکا — یہ

سکہ چھناکے کے ساتھ ٹھیک اس بکس میں جا کر گرا جس پر لگا ہوا فرانسیسی پتلا عورتوں کے ساتھ ناچ دکھا رہا تھا — سکے کا چھناکا سنتے ہی اس بچے کے کان کھڑے ہوئے، اس نے دبی ہوئی نظروں سے مڑ کر چاروں طرف دیکھا — اسے خیال ہوا ہوگا کہ شاید یہ سکہ میری جیب سے گیا ہے کیوں کہ وہ جلدی سے میرے نزدیک آیا — اس نے کانپتی ہوئی انگلیوں سے مجھے وہ کاغذ دیا — اور سریلی آواز میں مجھ سے کہا کہ مہربانی کرکے اسے پڑھ لیجئے — کاغذ میں کیا لکھا تھا، میں نے کھولا، پہلے ہی سے معلوم تھا کہ کیا لکھا ہوگا — وہی ایک ماں موت کے منھ میں ہے — تین بہن بھائی ہیں جو بھوک سے بلبلا رہے ہیں — خدارا، شریف لوگ، مہربان لوگ، مدد کرو — خدا کے ہاں اس کا اجر ملے گا — خدا تمہیں جزائے خیر دے گا — ان باتوں کو سمجھنا کیا مشکل تھا — مگر تھا کیا میرے پاس جو اس بچے کی ہتھیلی پر رکھتا — کتنا مجھے افسوس ہوا ہے — ایسا کم عمر بےچارا چھوکرا — سردی سے نیلا پڑا جا رہا تھا — بھوک سے بےتاب تھا — میں جانتا ہوں کہ وہ بھوکا تھا — وہ کوئی مجھ سے جھوٹ تو بول نہیں رہا تھا — نہیں، نہیں — جھوٹ کیسے ہو سکتا ہے — میں خوب سمجھتا ہوں — مگر اس میں یہ بڑی منحوس

بات ہے کہ ایسی بھی کمینی مائیں ہیں جو اپنے بچوں کو ایسی کڑاکے کی سردی میں کپڑوں سے ڈھکے بغیر نکال دیتی ہیں — افوہ، کیا بےرحم مائیں ہیں! یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس ماں نے ہمت چھوڑ دی ہو — کوئی اس کا سہارا نہ ہو اور وہ گھر میں بیٹھی ہو ہاتھ پر ہاتھ دھرے — ہو سکتا ہے کہ واقعی وہ عورت بیمار پڑی ہو — اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا تو یہی کرتی کہ جن حاکموں کے ذمےداری ہے اس سلسلے میں، ان سے اپیل کرتی - مگر وہ تو اپنے کمزور دبلے پتلے، بھوکے بچے کو لوگوں سے پیسے مانگنے بھیجتی ہے اور اس طرح لوگوں کو مجبور کرتی ہے — اب یہی دیکھو کہ جو بچہ اس طرح کاغذ کے ٹکڑے دکھا دکھا کر پیسے مانگنے پر پل رہا ہے وہ کیسے پروان چڑھے گا — وہ ادھر سے ادھر مارا مارا پھر رہا ہے، ایک ایک کو کاغذ دکھاتا ہے، مانگتا ہے، مگر لوگ ہیں کہ انہیں اس کی طرف دھیان دینے کی فرصت نہیں — دل پتھر کے ہیں اور لفظوں میں سختی اور بےرحمی ہے — ''چل بھاگ جا، بدمعاش، اٹھا یہ جھوٹ کا پلندا!،، سب سے اسے یہی دھتکار ملتی ہے — بچے کا دل مرجھا کر رہ جاتا ہے — بچہ بالکل بےحس ہو جائے گا جب وہ سردی سے یوں تھر تھراتا رہے گا جیسے کوئی پرندے کا چھوٹا سا

خوف‌زدہ بچہ جو گھونسلے سے نیچے گر پڑا ہو— اس کے ہاتھ پاؤں سردی سے اکڑ کر رہ گئے ہیں اور سانس لینا مشکل ہو رہا ہے— دیکھئے، اسے کھانسی اٹھنی شروع ہوتی ہے— اور بیماری آہستہ آہستہ اس کے سینے میں زہریلے کیڑے کی طرح گھس جائے گی— پھر کیا ہے؟ موت اس کے سر پر منڈلا رہی ہے، کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی کونے میں موت گھات لگائے ہے— نہ کوئی چارہ ہے، نہ کہیں سہارا ہے— اور یوں اس کی زندگی کا قصہ مختصر ہو جائے گا— زندگی کا یہ حشر بھی ہوتا ہے— آہ وارنکا— کیسا دکھ ہوتا ہے کسی کو یہ کہتے سن کر کہ ''بھائی، یسوع مسیح کے نام پر کچھ دو—،، اور اس کے برابر سے گزرتے ہوئے جواب دیا جاتا ہے ''خدا دے گا—،، یوں تو یہ الفاظ ''یسوع مسیح کے نام پر،، کچھ خاص بات نہیں ہیں (کیوں کہ میری جان، ''یسوع مسیح کے نام پر،، بھی طرح طرح سے جھوٹ بولا جاتا ہے—) کچھ تو ''یسوع مسیح کے نام پر،، کا لفظ زبان پر چڑھا ہوا ہوتا ہے، آپ سے آپ منھ سے نکلتا ہے— عادت بن جاتا ہے— جیسے بھک منگے عام طور سے کہتے رہتے ہیں— ایسے آدمی کو کچھ نہ دینا کوئی ایسی تکلیف دہ بات نہیں ہے— وہ اس جواب کا، اس طرز عمل کا عادی ہو گیا ہے— پکا

ہو گیا ہے — اور وہ اس قسم کا ہے کہ اپنا کام جیسے تیسے چلا ہی لے گا — اور کبھی بھی لفظ کہ ''یسوع مسیح کے نام پر،، غیر معمولی ہوتا ہے — اس میں کھردراپن ہوتا ہے، دل کو ہلا دینے والا ہوتا ہے — جیسے آج میں نے سنا، جب میں اس لڑکے کا دیا ہوا پرزہ پڑھ رہا تھا تو ایک شخص جو جنگلے کے پاس ہی کھڑا تھا، بس کھڑا تھا، دوسروں سے کچھ مانگ نہیں رہا تھا، مجھ سے بولا ''حضور، کچھ کوڑی دلوا دیجئے یسوع مسیح کے نام پر —،، یہ آواز ایسی بھاری کھردری تھی کہ میں خوف کے احساس سے کانپ اٹھا — مگر میں کچھ نہ دے سکا، کوڑی بھی نہیں تھی میرے پاس — اس پر دولت‌مند لوگ جو ہیں وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ غریب آدمی ان کے پاس پہنچ کر اپنی مصیبت کا رونا روئیں — امیروں کو شکایت ہے کہ یہ پھٹے حالوں لوگ ان کے آرام میں خلل ڈالتے ہیں، بےحیا اور گستاخ ہیں — ہاں، ہمیشہ غریبی بےحیا اور گستاخ ہوتی ہے — ان بھوکوں کی چیخ پکار ان کی رات کی نیند حرام کرتی ہے نا!

آپ سے دل کی بات کہتا ہوں میری عزیز کہ میں‌نے یہ سب جو لکھا ہے تو کچھ اس وجہ سے کہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لوں اور کچھ اس خیال سے

کہ آپ کو جتا دوں کہ دیکھئے، میرے لکھنے کا طرز اب سدھر گیا ہے — آپ دیکھتی ہیں نا کہ ادھر کچھ دنوں سے میرا انداز تحریر سنبھلتا جا رہا ہے — اور عین اس وقت میں اتنا افسردہ ہو رہا ہوں کہ دل کی گہرائی میں خیالات اور احساسات موجزن ہیں — اگرچہ میں خود جانتا ہوں میری پیاری کہ یہ احساسات کسی نتیجے پر پہنچانے والے نہیں ہیں تاہم اپنے ساتھ آدمی کو کبھی انصاف کرنا چاہئے — اور اس لئے بھی اپنے ذاتی احساسات کا خیال کر لینا چاہئے کہ آدمی عام طور سے خود کو بہت ہی حقیر ذات شمار کرتا ہے، اپنے کو ہیچ پوچ خیال کرنے کی طرف مائل رہتا ہے اور اپنے آپ کو لکڑی کے ریشے سے بھی بےحیثیت سمجھتا ہے — میں آپ کے سامنے اپنا اس لڑکے سے موازنہ کرتا ہوں جس نے مجھ سے خیرات مانگی تھی — بھلا کیا فرق ہے — میں بھی اسی کی طرح زندگی سے تنگ اور غموں کا مارا ہوا ہوں — معاف کیجئے گا پیاری وارنکا کہ میں ذرا تمثیلی بیان میں بہا جا رہا ہوں — مگر ذرا سنئے میری بات — جب میں صبح سویرے اپنے دفتر روانہ ہوتا ہوں تو کبھی کبھی ادھر ادھر شہر پر نظر دوڑا لیتا ہوں کہ کیسے سب کچھ چل رہا ہے — جدھر دیکھئے دھواں نکل رہا ہے — گرما گرمی ہے، شور غل ہے —

چناں‌چہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس وحشت‌ناک منظر کو دیکھ کر مجھے اپنا وجود حقیر نظر آتا ہے اور لگتا ہے جیسے کسی نے میری ناک کے نیچے ٹھک سے چٹکی مار دی ہو — دماغ بھنا جاتا ہے اور میں گردن جھکائے، دھیمے پانی اور دبی گھاس کی طرح مسکین انداز میں اپنے راستے پر چلا جاتا ہوں — اچھا اب ذرا ایک نظر ڈال لیجئے کہ ان تاریک بڑی بڑی عمارتوں میں کیا ہو رہا ہے — قریب سے دیکھئے، سوچئے کہ کیا واقعی یہ بجا ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو اتنا حقیر سمجھے اور اس وجہ سے پریشان ہوجائے — زندگی کے ہاتھوں تنگ ہوجائے — خیال رکھئے گا، وارنکا پیاری کہ یہ سب باتیں میں تمثیلی طور پر کہہ رہا ہوں، کوئی ان کے براہ راست معنی نہیں ہیں — اچھا تو اب لیجئے، کیا دیکھا آپ نے ان مکانوں میں؟ ہمیں نظر آتا ہے کہ کسی دھوئیں سے اٹے ہوئے کونے میں، کسی سیلے ہوئے کمرے یا کوٹھری میں جسے مزدور کوارٹر شمار کیا جاتا ہے کوئی شخص کاری گر خواب سے بیدار ہوتا ہے — ہو سکتا ہے کہ ساری رات وہ اس ایک جوڑی جوتے کا خواب دیکھتا رہا ہو جو کل کام سے جاتا رہا ہے — ذرا خیال کیجئے، جوتا بھی بھلا کوئی ایسی شے ہے کہ آدمی اس کا خواب دیکھے — چلئے، اچھا یہ مان

لیجئے کہ وہ کاری گر جوتے بناتا ہے — اسے معاف کر دیا کہ وہ اپنے کام سے متعلق ہی سوچتا رہا تھا — اب اس کے بچے ہیں، بچے ٹھنک رہے ہیں، بیوی بھوکی بیٹھی ہے — اور صرف یہ جوتے بنانے والے ہی نہیں ہیں میری جان، جو صبح کو ان حالات میں بستر سے اٹھتے ہیں — خیر، یہ بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے اور نہ اس قابل ہے کہ اس کے بارے میں لکھا جائے — لیکن دیکھئے کہ میری پیاری، صورت حال اور کچھ بھی ہے — کہ وہیں، اسی عمارت میں، اوپر کی منزل میں یا نیچے کی منزل میں زرکار بستر پر ایک دولت‌مند آدمی سو رہا ہے اور وہ بھی ساری رات جوتے ہی خواب میں دیکھتا ہے — یعنی مطلب یہ کہ دوسری طرز کے جوتے، ان کا فیشن دوسرا ہے — ویسے نہ سہی مگر ہیں تو بہر حال جوتے ہی — اب اس طرح غور کیجئے تو میری پیاری — ہم سب کے سب کسی نہ کسی درجے میں موچی ہیں — خیر، چلئے اس میں بھی کوئی ہرج نہیں — لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ کوئی اتنا نہیں جو اس دولت‌مند آدمی کے کان میں پھونک دے ''بس — بہت ہوا — تم صرف اپنے بارے میں مت سوچا کرو، صرف اپنی اکیلے کی زندگی مت خیال کرو — تم کوئی موچی نہیں ہو — تمہارے بچے تندرست ہیں، تمہاری بیوی کا پیٹ بھرا ہے — تم

اپنے گھر سے باہر نظر دوڑاؤ اور دیکھو کہ کوئی اور بہتر اعلا چیز ایسی ہے جس میں تم اپنا دماغ لگا سکو، اور جوتوں کی فکر کرنے سے دماغ ہٹا سکو—،، یہ بات تھی جو میں آپ سے میری وارنکا تمثیلی انداز میں کہنا چاہتا تھا— ہوسکتا ہے کہ یہ خیال بھی اچھی خاصی آزاد خیالی یا مضطرب دماغی کی زد میں آتا ہو— لیکن کیا کروں، یہ خیال مجھے کبھی کبھی آتا ہے، دل میں جگہ کر لیتا ہے اور پھر دل سے اچھل کر زبان پر آھی جاتا ہے لفظوں کی شکل میں— لہذا کیا ضرورت ہے اس کی کہ آدمی خود کو جھکائے دبائے رکھے— اور ہر اس چیز سے خوف‌زدہ رہے جس میں ذرا آواز یا پکار ہے، گونج یا گرج ہے— اب آخر میں یہ کہنا ہے میری پیاری کہ ممکن ہے آپ اپنی جگہ سوچیں کہ میں آپ سے یہ صرف گپ‌شپ کر رہا ہوں— یا یہ کہ موڈ بگڑا ہوا تھا اسی میں یہ سب لکھ گیا، یا یہ کہ کسی نہ کسی کتاب سے نقل کرڈالا— نہیں، میری پیاری میری بات مانئے، ایسا نہیں ہے— مجھے خواہ مخواہ کی گپ شپ سے انتہائی نفرت ہے— موڈ میرا خراب نہیں— اور یہ باتیں میں نے کسی کتاب سے نقل نہیں کی ہیں— سمجھیں آپ؟ یہ بات ہے—

میں گھر آیا تو طبیعت بجھی بجھی تھی— میں

نے چولھے پر کیتلی چڑھا دی اور چائے کی پیالی تیار کرنے لگا — اتنے میں میرا غریب همسایه گورشکوف اچانک مجھه سے ملنے آ گیا — صبح مجھے محسوس ہوا تھا که وہ همسایوں کے آس پاس منڈلا رہا ہے اور میرے پاس بھی آنا چاھتا تھا — چلتے چلتے آپ سے اتنا عرض کر دوں میری پیاری که اس خاندان کی گزربسر مجھه سے بھی گئی گزری ہے — اور کیا ھوتا — بیوی ہے — بچے ھیں — اگر میں کہیں اس کی جگه ھوتا تو نه جانے کیا کرتا — ھاں تو یه ھوا که گورشکوف میرے پاس آیا، جھک کر سلام کیا، اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے سدا کی طرح — وہ آ کے کھڑا ھو گیا — پاؤں ادھر سے ادھر ھلا رہا ہے — سر کھجا رہا ہے مگر منھه سے لفظ نہیں نکال پاتا — میں نے اس کے لئے کرسی بڑھائی — کرسی شکسته تھی — ثابت کرسی تو کوئی ہے نہیں میرے پاس — چائے دی، دیر تک وہ چائے پینے سے معذرت کرتا رہا لیکن آخر میں چائے کا پیاله لے لیا — پھر اس نے چائے میں شکر لینے سے انکار کیا اور اس کی معذرت کرتا رہا — جب میں نے بہت اصرار کیا که شکر لے لیجئے تو اس نے بڑی دیر تک ھاں نہیں، ھاں نہیں کی اور پھر تھوڑا سا لکڑا لے کر ڈال لیا اور بولا که نہیں، یه چائے تو بہت ھی میٹھی ہے — تعجب ھوتا ہے اتنی

میٹھی ہے — ہائے، غریبی بھی کیا بلا ہے، آدمی کو کس درجہ انکساری میں مبتلا کر دیتی ہے — ''کہئے، کیسی گزر رہی ہے، میرے دوست؟''، میں نے اس سے پوچھا — وہ بولا ''ہاں سب ایسے ویسے چل رہا ہے — میرے کرم فرما ماکار الیکسئی‌وچ، آپ راہ خدا پر ایک بدقسمت دکھیا گھرانے کی مدد کرنا پسند کریں گے کیا؟ بیوی، بچے، آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کھایا نہیں — میں باپ ہوں — کیا کروں سب میرا منھ تکتے ہیں —''، میں کچھ کہنے والا تھا مگر اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا ''دیکھئے یہاں مجھے سب سے ڈر لگتا ہے ماکار الیکسئی‌وچ، یہ نہیں کہ واقعی میں ڈرتا ہوں بلکہ مجھے ان سے کہتے شرم آتی ہے — یہ لوگ اتنے الگ تھلگ رہتے ہیں، اس قدر فاصلہ رکھتے ہیں — میں سوچتا بھی نہیں کہ آپ کو تکلیف دوں، میرے دوست، میرے کرم فرما — مجھے خبر ہے کہ آپ خود اپنی پریشانیوں میں مبتلا ہیں — آپ کو اپنے ہی دکھ بہت ہیں، اور آپ میری زیادہ سے مدد نہیں کرسکتے — لیکن مہربانی کرکے تھوڑا سا قرض دے دیجئے — آپ کے پاس اس مقصد سے آنا تھا تو بہت مشکل لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ کا دل نرم ہے — اور آپ میری طرح ضرورت مند رہتے ہیں اس لئے آپ ہی میرے دکھ کو سمجھ سکتے

ہیں اور میری مشکل میں کام آسکتے ہیں-،، یہ کہا اور ساتھ ہی اندر چلے آئے اور ہرج ڈالنے پر بہت بہت معذرت کرنے لگا- میں نے جواب دیا کہ آپ کی مدد کرکے مجھے خود بڑی خوشی ہوتی لیکن کیا کروں، میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے- صحیح معنوں میں کچھ بھی نہیں ہے- وہ پھر مجھ سے بولا ''میرے بزرگ ماکار الیکسئی وچ، میں کوئی بڑی رقم نہیں مانگ رہا ہوں- لیکن بات یہ ہے کہ (یہاں پہنچ کر وہ بالکل لال پڑ گیا) میری بیوی، بچے، سب بھوکے ہیں- کیا اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ آپ دس کوپک کا ہی ایک سکہ دے دیں-،، یہ سننا تھا کہ میرا دل ہل گیا- ہاں واقعی، مجھے خیال آیا کہ اس شخص کی حالت مجھ سے بھی بدتر ہے- میرے پاس اس وقت کل بیس کوپک تھے- اور آنے والی کل کی سخت ضرورتوں کے لئے انھی بیس کوپک کا سہارا تھا- ''نہیں،، میں نے کہا ''میرے پاس سچ مچ کچھ نہیں ہے-،، مگر وہ بولا ''میرے بزرگ ماکار الیکسئی وچ، آپ کے جو جی میں آئے کہئے، آپ کے جو جی میں آئے کیجئے، مگر مجھے کم سے کم دس کوپک کا سکہ ضرور عنایت کر دیجئے- ،،میں نے خانے سے وہ بیس کوپک نکالے اور اسے دے دئے- بیس کوپک دینا بھی تو عمل خیر ہے

میری پیاری وارنکا، کیا غریبی ہے! ہم دونوں باتیں کرنے لگے، میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے، آپ اس قدر تنگ دستی میں ہیں اور پھر بھی آپ نے ایسا کمرہ کرائے پر لیا ہے جس کا کرایہ پانچ روبل ہوتا ہے — اس نے مجھے بتایا کہ ابھی یہاں آئے، صرف چھہ مہینے ہوئے ہیں — آتے ہی اس نے تین مہینے کا کرایہ پیشگی ادا کر دیا تھا — بعد میں حالت بگڑتی چلی گئی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی — اب سمجھہ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے — اسے پہلے تو امید تھی کہ وہ بدقسمتی کا مارا مقدمہ چند مہینوں میں فیصل ہو جائے گا — اس نے ایک بیوپاری پر مقدمہ چلا رکھا تھا جس نے سرکاری خزانے کو دھوکا دیا — جب غبن کا پتہ چلا تو اس بدمعاش پر مقدمہ دائر ہوا اور گورشکوف کو اس میں الجھا لیا گیا — اب حقیقت جو ہے وہ اتنی کہ گورشکوف صرف چوک جانے کا، سرکاری مفاد کی حفاظت میں غفلت کر جانے کا مجرم ہے — خود اس پر غبن یا فریب دھی کا الزام نہیں — لیکن مقدمہ فیصل نہیں ہو پاتا — برسوں سے چل رہا ہے — اور بےچارہ گورشکوف نئی نئی الجھنوں میں الجھتا چلا جاتا ہے — "جو بےعزتی مجھہ پر لادی گئی ہے وہ سراسر اتہام ہے، میں اس سے پاک ہوں — قطعی بےقصور — دھوکا دھی

اور غبن کا الزام قطعی بے بنیاد ہے -،، لیکن مقدمہ چل جانے کی وجہ سے اس غریب کی بدنامی بڑی ہوئی - اسے ملازمت سے جواب دے دیا گیا اور اگرچہ اس پر جرم قائم نہ ہوا تاہم اسے بری بھی نہیں کیا گیا - اگر اسے پوری طرح بری کر دیا جاتا تو اس بیوپاری کو ہرجانے میں کافی بڑی رقم گورشکوف کے حوالے کرنی پڑتی - یہ اس نے مجھے سمجھایا - میں نے تو اس کے الفاظ کا یقین کر لیا لیکن عدالت یقین نہیں کرے گی - بڑا ہی الجھا ہوا معاملہ ہے - اس قدر پیچیدہ قصہ ہے کہ سو برس بھی اسے سلجھانے کو کافی نہ ہوں گے - اس معاملے میں جیسے ہی ایک گتھی سلجھتی ہے کہ وہ بیوپاری دوسری گتھی ڈال دیتا ہے - مجھے گورشکوف پر بہت افسوس ہوا اور اس سے گہری دلی ہمدردی ہوئی - وہ بے روزگار ہے - اس کا نام بدنام ہوچکا ہے اس لئے اب نوکری بھی نہیں ملے گی اسے - اس کا سارا اثاثہ بک چکا ہے - ایک طرف تو مقدمہ لمبا کھینچتا جا رہا ہے، دوسری طرف اس کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا نا وقت - اب ظاہر ہے کہ ان قصوں میں روپے کا خرچ تو ہوتا ہی ہے - جب بچہ بیمار تھا تب روپیہ خرچ ہوا اس کی دوا دارو پر، اور جب وہ مر گیا تو پھر روپے کا خرچ نکل آیا - بیوی الگ بیمار ہے اور خود اسے بھی

پرانا مرض ہے — مختصر یہ کہ وہ دکھوں کا مارا ہے، بہت ستم‌زدہ ہے — کہتا ہے کہ آجکل میں اس مقدمے کا فیصلہ اس کے حق میں ہونے ہی والا ہے، اور اب اس کے متعلق کوئی شبہ نہیں رہا ہے — ہائے، افسوس ہے اس پر صد افسوس! جتنا مجھ سے ہوسکتا تھا اسے میں نے تسلی دی — وہ ایسا آدمی ہے کہ بالکل گم سم، حواس باختہ، جسے ہر وقت سہارے کی ضرورت ہے، امداد کی ضرورت ہے، اور جتنا مجھ سے ہوسکا، میں نے اسے دلاسہ دیا — اچھا تو رخصت، میری پیاری — مسیح آپ کو اپنی امان میں رکھے — آپ خوش و خرم رہیں — وارنکا میری عزیز کبوتری — جتنا میں آپ کو یاد کرتا ہوں اسی قدر میری بیمار روح کو مرہم ملتا ہے — جی چاہتا ہے کہ آپ کی طرف سے میں دکھ اٹھا لوں — آپ کے دکھ اپنے اوپر لینا میرے لئے راحت ہے —

آپ کا سچا دوست

ماکار دےوشکن

۹ ستمبر

پیاری واروارا الیکسئی‌ونا،

میں آپ کو سخت پریشانی اور اضطراب کی حالت میں لکھ رہا ہوں — ایک خوف ناک واقعہ پیش آ گیا

ہے — میرا سر گھوم رہا ہے، اور ایسا لگتا ہے کہ میرے اردگرد ہر چیز چکر کھا رہی ہے — آہ، میری پیاری، میں آپ کو اب کیا لکھنے والا ہوں — ہمیں کبھی ایسے واقعے کا وہم و گمان بھی نہ ہوا تھا — لیکن نہیں، مجھے یقین نہیں ہے کہ پہلے یہ بات میرے وہم و گمان میں نہ آئی تھی — ہرگز نہیں — میں یہ سب پہلے ہی محسوس کرچکا تھا — میرے دل نے اس واقعے کی آہٹ سن لی تھی، بلکہ میں تو دو ایک دن پہلے اس جیسا خواب میں دیکھ چکا ہوں —

اب واقعہ سنئے کہ کیا ہوا! میں بغیر بنائے سنوارے آپ کو لکھتا ہوں ٹھیک ایسے جیسے غیب سے میری روح میں اترتا جائے — آج میں حسب معمول ملازمت پر روانہ ہوا — وہاں پہنچا، بیٹھا اور لکھنا شروع کر دیا — اور آپ میری پیاری، یہ بھی جان لیجئے کہ کل بھی میں نے لکھا تھا جب میرے پاس تیموفیئی ایوانووچ آیا اور مجھ سے بولا کہ اسے ایک کاغذ کی نقل فوراً چاہئے — ''اسے صاف صاف نقل کردیجئے اور بہت جلدی نقل ہوجائے — بڑے صاحب کے دستخطوں کے لئے آج ہی بھیجنا ہے —'' میں آپ سے یہ کہتا چلوں میری جان، کہ کل میں بالکل اپنے آپ میں نہیں تھا — دل رنجیدہ

تھا اور اداسی، تنہائی ستا رہی تھی، اندر سے جی بیٹھا جا رہا تھا اور کام کی امنگ نہیں تھی — آپ کے بارے میں فکریں لگی ہوئی تھیں — خیر، تو میری پیاری، میں کام پر بیٹھ گیا، بہت صاف خوش خط نقل کیا وہ سرکاری کاغذ — لیکن یا تو شیطان کی حرکت تھی، یا ایسی ہونی لکھی تھی غیب سے، یا مرضی مولا یہی ہوگی، بہرحال ہوا یہ کہ مجھ سے ایک سطر چھوٹ گئی — اس سطر کے چھوٹ جانے کے بعد اگر کوئی مطلب نکلا بھی تو وہ مطلب بالکل بدلا ہوا تھا — خدا جانے کیسے بدل گیا — کل کاغذ کی پیشی میں دیر ہو گئی تھی اس لئے بڑے صاحب نے آج اس پر دستخط فرمائے — میں دفتر گیا، دل میں کسی طرح کی دبدھا نہ تھی، میں ایمیلیان ایوانووچ کے برابر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا — یہاں، میری پیاری، یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ کچھ دنوں سے مجھ میں جھجک بڑھ گئی ہے اور میں جھینپنے لگا ہوں — کسی سے نظریں چار نہیں کرتا — اگر کہیں کرسی بھی چرا جاتی ہے تو میرے کان کھڑے ہوتے ہیں — اور آج بھی میں کچھوے کی طرح سر اندر ڈالے اپنی جگہ بیٹھا تھا، ادھ موا ہو رہا تھا — اتنے میں ایفیم اکیمووچ نے (جو دنیا میں سب سے بڑھ کر عملی مذاق کرنے والا ایک شخص ہے) اونچی آواز میں،

اس طرح کہ سب سن لیں مجھے پکارا ''کیوں؟ ماکار الیکسئی‌وچ، کیا بات ہے، آج آپ اس طرح کیوں بیٹھے ہیں؟،، اس طرح کے لفظ کے ساتھہ اس نے ایسا مضحکہ خیز منھہ بنایا کہ سب کے سب لوگ قہقہے مار کر ہنس پڑے اور پھر ان کے مذاق کا سلسلہ چھڑ گیا — مگر میں بالکل بے حس بن گیا، کانوں میں گویا روئی ٹھونس لی اور ایسا بن گیا جیسے نہ کچھہ سن رہا ہوں نہ دیکھہ رہا ہوں — یہی بہترین تدبیر ہے جس سے وہ تنگ آکر مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں — ایک دم میں نے محسوس کیا کہ بہت فاصلے پر کھلبلی سی مچی اور پھر میرا نام لیا گیا —— یقین نہیں آتا تھا کہ یہ میرا نام لیا جا رہا ہے — مجھے —— دےوشکن کو نام لے کر پکارا جا رہا تھا — دل کی دھڑکن کئی لمحے بند رہی — نہیں معلوم کہ میں اس قدر دہشت‌زدہ کیوں ہوگیا تھا — شاید زندگی بھر میں کبھی اتنا دہشت‌زدہ نہ ہوا تھا — میں اپنی کرسی میں دھنسا رہا اور اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت نہ کی، گویا کوئی میرا نام لے کر پکار ہی نہیں رہا ہے — پکارنے کی آوازیں قریب سے قریب‌تر ہوتی جا رہی تھیں یہاں تک کہ مجھے پکارنے والے بالکل سر پر آن پہنچے — ''دےوشکن — دےوشکن — دےوشکن کہاں ہے؟،، سر اٹھا کر میں نے دیکھا کہ

ایفستافی ایوانوویچ کھڑا ہے — اور زور سے کہہ رہا ہے ''ماکار الیکسئی‌وچ، آپ کو بڑے صاحب نے جلدی سے طلب کیا ہے — آپ نے وہ سرکاری کاغذ بالکل چوپٹ کر دیا —،، بس اس کے منھہ سے اتنا ہی نکلا اور یہی بہت تھا — ہے نا؟ میری پیاری کہنے کو اتنا ہی بہت تھا — میرا سارا بدن ٹھنڈا پڑ گیا اور قریب قریب ہوش و حواس جاتے رہے — مجھے نہیں معلوم کہ میں کیسے اٹھا — کیسے، اپنے پیروں سے چلا — مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ اس لمحے میں کیا بات سوچ رہا تھا — اگر یاد ہے تو صرف اس قدر کہ ہم پہلے ایک کمرے سے گزرے، پھر دوسرے کمرے سے گزرے، پھر ایک اور کمرے سے، پھر الگ دفتر کے کمرے میں پہنچ گئے جہاں مجھہ سے بڑے صاحب کا آمنا سامنا ہوا — وہاں پر بڑے صاحب گورنر بہادر اور تمام دوسرے لوگ موجود تھے — ہوسکتا ہے کہ میں سلام کے لئے سر جھکانا بھی بھول گیا ہوں — میں وہاں اس حال میں کھڑا تھا کہ ہونٹ کپکپا رہے تھے، گھٹنے لرز رہے تھے — یہ بات کوئی بےوجہ نہیں تھی میری پیاری — اول سبب تو یہ ہوا کہ داھنے ھاتھہ ایک آئینہ لگا ھوا تھا اس پر میری نظر پڑ گئی — اور مجھے جو اپنا حلیہ اس میں نظر آیا وھی کسی شخص کے اوسان خطا کر دینے کے

لئے کافی تھا— پھر دوسری وجہ یہ کہ میں نے اپنا طریقہ ایسا رکھا ہے گویا دفتر میں میرا عدم وجود برابر ہے— اب اس پر بھی بڑے صاحب کو کیسے خبر ہو گئی کہ میرا وجود ہے— حیرت ہوتی تھی، یعنی مطلب یہ کہ انہوں نے کسی کو میرا نام لیتے سنا کہ کوئی دےوشکن بھی ہے جو اس دفتر میں کام کرتا ہے— لیکن کبھی انہیں اس کا خیال نہ آیا کہ یہی معلوم کر لیں کہ یہ دےوشکن نامی شخص ہے کون!

وہ غصے سے بولے ''یہ کیا حرکت ہوتی ہے؟ آخر تم نے احتیاط سے کام کیوں نہیں لیا— تمہیں نہیں خبر، یہ کتنا ضروری کاغذ تھا اور تم نے اسے تباہ کر دیا— یہ کیا ہے!،، حضور پھر ایفستافی ایوانووچ کی طرف متوجہ ہوئے— وہ کہہ رہے تھے اور میں ان کے جملوں کے صرف ٹکڑے سن پا رہا تھا ''اس قدر لاپروائی... یعنی اور مصیبت بڑھا دی...،، کئی بار میں نے معافی مانگنے کے لئے منہہ کھولنا چاہا لیکن حلق سے آواز ہی نہ نکلی— میں وہاں سے نکل بھاگنا چاہتا تھا مگر پاؤں نہ اٹھے، اتنی ہمت نہ ہوتی تھی— اس کے بعد سب سے گری ہوئی بات ہوئی، ایسی بات کہ لکھنا چاہتا ہوں میری پیاری، تو قلم شرم سے تھراتا ہے— میرے کوٹ کا ایک بٹن تھا، خدا غارت کرے کم‌بخت کو، وہ

کئی دن سے صرف ایک تاگے میں جھول رہا تھا، ایک دم وہاں سے نکلا، گدے کھاتا، اچھلتا کودتا لڑھک کر بڑے صاحب گورنر بہادر کے عین قدموں تک جا پہنچا — یہ بھی قطعی خاموشی کے عالم میں ہوا — بجائے اس کے کہ میرے منھہ سے معافی طلب کرنے کے لئے کوئی بات پیش کی جاتی، یہ واحد جواب تھا جو بڑے صاحب کو پیش ہوا — اس حرکت کا جو نتیجہ نکلا وہ اتنا وحشت‌ناک ہے کہ بیان کروں تو کیا نہ جائے — حضور نے ایک نظر مجھہ پر ڈالی اور میرے حلیے کا، میری صورت کا خط و خال کا جائزہ لیا — مجھے فوراً خیال آ گیا کہ آئینے میں کیا تصویر نظر پڑی تھی — خیر، تو میں بٹن اٹھانے کے بہانے جھک گیا — بھلا بٹن اٹھانے کی بھی اس وقت کیا سوجھی — میں نے اس پر ھاتھہ مارا — لیکن وہ پھر بھی گرفت میں نہ آیا، لڑھکتا ھی رہا اور ادھر سے ادھر چکر کاٹتا رہا — اب ذرا غور کیجئے، میری جان، کہ میں نے بھی شرافت اور تمیزداری برتنے میں حد کر دی — مجھے ایسا لگا کہ حواس جواب دے رہے ھیں — سب کچھہ گم ھو چکا تھا — میری عزت آبرو، نیک نامی سب کچھہ ھاتھہ سے نکل گیا تھا — اور ایسے کہ اب اس کی واپسی کی امید نہ تھی — اس وقت میرے کانوں میں خدمت‌گار فلدونی اور نوکرانی تھریسا

کی چیخ پکار، ان کی ڈانٹ ڈپٹ کی صدائیں گونج رہی تھیں اور ہزاروں زبانوں کی افواہ بازی بج رہی تھی۔ کان سن تھے۔ آخر بٹن میری مٹھی میں آ گیا۔ میں اٹھا، سیدھا ہوا اور تن کر کھڑا ہو گیا۔ مجھے اپنے ھاتھ دونوں پہلو لٹکا کر ادب سے سیدھا کھڑا ہونا چاہئے تھا۔ مگر نہیں۔ مجھے تو بٹن میں پھونک مارنی تھی اور اسے پھر سے ٹوٹے ہوئے تاگوں پر جمانا تھا جیسے خود وھاں دوبارہ ٹنک جائے گا۔ اس پورے وقفے میں مسکراتا رہا۔ جی ھاں یقین کیجئے گا کہ میں مسکراتا رہا۔ بڑے صاحب گورنر دوسری طرف مڑے۔ پھر انہوں نے مجھ پر ایک نگاہ ڈالی اور ایفستافی ایوانووچ سے بولے ''یہ کیا ہے۔ ذرا اس کو دیکھئے تو سہی۔ حلیہ کیا بنا رکھا ہے۔ یہ کون ہے۔ کیا حالت ہے؟،، ذرا میری پیاری ان لفظوں پر خیال تو کیجئے کہ ''اس آدمی کو ہو کیا گیا ہے؟،، یعنی میں نے اپنی ایک حیثیت بنا لی تھی۔ حد کر دی تھی گویا۔ اور ایفستافی ایوانووچ نے جواب دیا ''اس شخص کی ملازمت کا ریکارڈ نہایت بے داغ ہے۔ چال چلن مثالی ہے۔ تنخواہ نوکری کے مقررہ گریڈ سے ملتی ہے۔،، حضور نے فرمایا ''اچھا، بہر حال اس کی مدد کرو۔ اس کو کچھ پیشگی رقم دلوا دو۔،، لیکن ایفستافی ایوانووچ نے جواب دیا ''مگر حضور

وہ اپنی اگلی تنخواہ بھی پوری دفتر سے نکلوا چکا ہے۔ ایسے حالات میں ہے کہ اسے وقت سے پہلے تنخواہ دے دی گئی۔ پھر اس کا چال چلن، طور طریقے سب بہت عمدہ ہیں۔ ملازمت کا ریکارڈ بے داغ ہے۔ قطعی ہر الزام سے بری ہے۔ اس کے خلاف کوئی شکایت نہیں سنی گئی۔،، جب یہ کہا جا رہا تھا اس وقت میں جہنم کی آگ میں پھنک رہا تھا میری جان۔ ''اچھا، اچھا، تو دیکھو، کاغذ کی پھر سے نقل ہونی چاہئے۔ جتنی جلد ہو سکے اس کی نقل کی جائے دےوشکن، سنو، یہاں آؤ۔ اس کاغذ کو ہوشیاری سے نقل کرو۔ اب کے غلطی نہ ہونے پائے اور سنو...،، اتنا کہہ کر حضور والا نے دوسروں کو کمرے سے باہر چلے جانے کا اشارہ کیا اور بس، میں اور وہ رہ گئے تو انہوں نے جھٹ پٹ اپنی جیب سے ایک بٹوا نکالا۔ اس میں سے سو روبل کا ایک بینک‌نوٹ اٹھایا اور اسے میری مٹھی میں دبا دیا۔ ''یہ لو قرض سمجھنا... تم چاہو تو۔ میں تمہارے لئے کچھ کروں گا۔ فکر نہ کرو۔،، میری جان، میں تو دہل گیا۔ منھ پر تالا پڑ گیا۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ ہو کیا رہا ہے! میں جھک کر ان کا ہاتھ چوم لیتا لیکن وہ بالکل سرخ ہو گئے۔ وہ اعلا درجے کا انسان، اور پھر۔ میں کوئی بڑھا کے بات نہیں کہتا وارنکا جان، انہوں نے واقعی میرا

بےحیثیت ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا — اور اس طرح مصافحہ کیا جیسے میں کوئی ان کے برابر کا آدمی ہوں — ''اچھا تو اب تم جاؤ، وہ بولے ''افسوس ہے کہ میں تمہارے لئے اس سے زیادہ نہ کر سکا — دیکھو، اور غلطیاں نہ کرنا — اب تو جو بھول ہوگئی ہے اس میں تم اور میں برابر کے ملزم ٹھیرے —''

یہ تو ہوا — اب میں آپ سے اور فیدورا سے ایک التجا کرتا ہوں — حضوروالا کے لئے ہر روز دعا کیجئے کہ خدا انہیں خوش رکھے — اگر میری اولاد ہوتی تو اس سے بھی یہی کہوں گا کہ اپنے باپ کے لئے اتنی دعائے خیر نہ کرنا جتنی حضوروالا کے لئے — اور ہاں، پوری سنجیدگی کے ساتھ، یہ بات بھی کہوں گا میری جان —— اور میں پورے اصرار سے، شدت سے کہہ رہا ہوں کہ میری ننھی سی بچی، چاہے میں نے کتنے ہی دکھ اٹھائے ہوں، اور جب ہمیں روپے کی بہت سخت ضرورت تھی ان دنوں آپ کی فکر میں چاہے مجھے کتنی ہی بےچینی اور دلی رنج رہا ہو، کہ میں آپ کا منہ دیکھتا تھا مگر بےبس تھا، ذلت محسوس کرتا تھا کہ آپ کی کوئی مدد نہیں کر پاتا ہوں لیکن روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے اتنی ذلتیں اور اتنے دکھ سہنے کے باوجود قسم کھاکے کہتا ہوں کہ یہ سو روبل کی رقم میرے

نزدیک اتنی قیمتی نہیں ہے جتنی یہ بات کہ حضوروالا نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا — ایک ایسے شخص کا ہاتھ لیا جو بالکل بےحیثیت ہے، اسے شخص کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا جو شرابی ہے — انھوں نے مجھے پھر سے انسان بنا دیا — انھوں نے مجھے کھوئی ہوئی ہمت پھر سے عطا کر دی اور میری زندگی میں ہمیشہ کے لئے رس بھر دیا — اور اب مجھے اس کا پورا یقین ہے کہ چاہے میں گناہ‌گار سہی، لیکن حضوروالا گورنر بہادر کے حق میں میری دعا ضرور قبولیت کے درجے کو پہنچے گی—

وارنکا، پیاری، جذبات کا تلاطم ہے اس وقت — میرے سینے میں دل اس زور سے دھڑک رہا ہے کہ لگتا ہے باہر نکل پڑے‌گا — میں بہت کمزور ہوں — آپ کو پینتالیس روبل کے نوٹ بھیج رہا ہوں — مکان مالکہ کو بیس روبل دے دوں‌گا — میرے پاس پینتیس روبل بچ رہیں گے — بیس روبل کو کپڑوں کی درستی میں خرچ کروں‌گا — اور پندرہ دوسری ضروریات میں کام آئیں گے — آج صبح کے تاثرات نے میرے دماغ کی چولیں ہلا دی ہیں — اچھا ہو کہ ذرا لیٹ‌جاؤں — بہر حال میرا حلیہ ٹھیک ٹھاک ہے — دماغی حالت میں بھی راحت محسوس ہوتی ہے — صرف ذرا اتنا ہے کہ روح کی گہرائیوں میں درد ہے کسی طرح کا اور ایک لرزش سی، کپکپی سی،

بےقراری سی محسوس کر رہا ہوں — میں آپ سے بعد میں ملوں گا — اب اس وقت ان تمام واقعات کے بعد تو مجھ میں سکت نہیں ہے — میری پیاری، خدا عالم غیب ہے — میری انمول ننھی سی بچی، اسے سب معلوم ہے —

آپ کا سچا دوست

ماکار دےوشکن

۱۰ ستمبر

میرے مہربان ماکار الیکسئی‌وچ،

میں اتنی خوش ہوئی ہوں کہ بیان سے باہر ہے یہ سن کر کہ آپ کو خوش قسمتی حاصل ہوئی اور آپ کے اعلا افسر نے آپ کے ساتھ جو اچھا سلوک کیا اس کی قدر کرتی ہوں میرے دوست — اب آپ اپنی فکروں سے ذرا کچھ نجات حاصل کر سکتے ہیں — لیکن دیکھئے یہ روپیہ فضول مت بہا دیجئےگا خدا کے لئے — آپ سکون سے رہئے — ڈھنگ سے، سلیقے سے بسر کیجئے اور روزانہ کچھ نہ کچھ پس انداز کیا کیجئے تاکہ اگر سخت وقت آپڑے خدا نخواستہ، تو آپ اس کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوں — مہربانی کرکے ہم لوگوں کی اب فکر نہ کیجئے — فیدورا اور میں، ہم دونوں کسی نہ کسی طرح

اپنا کام چلا ھی لیں گے۔ آپ نے ھمیں اتنی بڑی رقم کیوں بھیج دی بھلا؟ واقعی جانئے کہ ھمیں اتنے روپیوں کی ضرورت نہیں ھے۔ جو کچھہ ھمارے پاس موجود تھا وھی ھمارے لئے کافی تھا۔ یہ تو صحیح ھے کہ ھمیں اس مکان سے اٹھنے اور دوسرا مکان کرائے پر لینے میں روپے کی ضرورت ھوتی لیکن فیدورا کو امید ھے کہ کہیں سے اس کا دیا ھوا پرانا قرضہ وصول ھو جائے گا۔ میں بیس روبل ناگہانی ضروریات کے لئے رکھے لیتی ھوں اور باقی رقم آپ کو واپس بھیج رھی ھوں۔ ماکار الیکسئی وچ آپ اس روپے کو احتیاط سے رکھئے۔ اچھا رخصت۔ خدا کرے آپ کو اپنی فکروں سے نجات مل جائے۔ خوش رھئے۔ خیریت سے رھئے۔ اگر میں اس قدر تھکی ھوئی نہ ھوتی تو آپ کو اور لکھتی۔ کل میں بستر سے نہیں اٹھہ سکی۔ اس بات کی خوشی ھے کہ آپ نے ملنے کے لئے آنے کا وعدہ کیا ھے۔ اچھا ضرور آئیے گا۔

و۔ د۔

۱۱ ستمبر

میری اچھی پیاری واروارا الیکسئی ونا،

آپ سے درخواست کرتا ھوں کہ مجھے چھوڑ کر نہ جائیے اب۔ اس وقت جب کہ میں بالکل خوش و خرم

ہوں اور ہر طرح سے راضی خوشی ہوں — پیاری، آپ فیدورا کی باتوں میں نہ آئیے — آپ جو کہیں گی وہی کروں گا — میں اب ٹھیک طریقے سے چلوں گا اس عزت کی خاطر جو میری نگاہ میں حضور والا کی ہے — ہم دونوں ایک دوسرے کو خوشی کے خط لکھا کریں گے جیسے کہ لکھا کرتے تھے، اور ایک دوسرے کے سکھ میں اور اگر دکھ آئے تو دکھ میں بھی شریک ہو سکیں گے — ہم آرام سے میل محبت کے ساتھ رہیں گے — اور ہم پھر سے ادب شروع کریں گے — میری زندگی میں وارنکا پیاری، سب کچھ سدھار پر آ گیا ہے — مکان مالکہ اب مروت سے پیش آنے لگی ہے — تھریسا مجھ سے کام لینے لگی ہے اور فلدونی تک میری خدمت سے انکاری نہیں — رتازیانیف سے میری پھر بننے لگی ہے — میں اتنا خوش تھا کہ خود ہی اس کے پاس پہنچ گیا — دل کا اچھا آدمی ہے یہ رتازیانیف — اور لوگوں نے، میری جان، اس کے بارے میں جو بری باتیں کہی تھیں وہ سب محض بکواس ہیں — اس کا کبھی بھی یہ ارادہ نہ تھا کہ ہمارا کچاچٹھا کتاب میں لکھے گا — اس نے مجھ سے بھی کہا اور اپنی تحریروں میں سے کچھ نئی چیزیں پڑھ کر سنائیں — اب رہا یہ کہ وہ مجھے لویلاس کے خطاب سے نوازتا ہے تو اس نے صفائی کر

دی کہ یہ کوئی برا لفظ نہیں ہے — اور نہ کسی کو پکارنے میں برا نام ہے — صرف اتنا ہے کہ غیر ملکی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہوتا ہے ''ہوشیار آدمی،، — اور اگر ذرا اس کو بلاغت کے ساتھ کتابی زبان میں ادا کیا جائے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو کہا جائے ''تیز ہوشیار نوجوان جنٹلمین،، — بس اتنا ہے یعنی، میرے ننھے سے فرشتے، یہ ایک بے ضرر سا مذاقیہ لقب ہے — میں ٹھیرا ایک ان پڑھ لٹھ آدمی — اتنی سی بات کا برا مان گیا اور سمجھا نہیں ٹھیک سے — میں نے اس کی معذرت کر لی ہے — اور آج کا تو موسم بھی بہت ہی خوب ہے — ہاں، یہ تو درست ہے کہ صبح کو ذرا بوندا باندی ہوگئی تھی اور کچھ پالا بھی پڑا تھا لیکن اس کی بدولت ہوا اور تازہ ہوگئی ہے — میں نے عمدہ سا ایک جوڑی جوتا خریدا ہے — نیفسکی میں ذرا ٹہلا پھرا بھی — وہاں اخبار ''شہد کی مکھی،، * پڑھنے ٹھیرا — اوہو — ایک خاص بات کہنے کو رہ گئی — وہ تو سنا دوں —

آج صبح ایمیلیان ایوانووچ اور اکسینتی میخائلووچ سے بڑے صاحب حضور والا کے بارے میں میری بات چیت

---

* ''شہد کی مکھی،، — ایک اخبار کا نام ہے ''شمالی شہد کی مکھی،، — (ایڈیٹر)

ہو گئی – پتہ یہ چلا کہ تنہا میں نہیں ہوں جس کے ساتھ انہوں نے مہربانی کا سلوک کیا ہے – حضور والا تو اپنی نرم دلی میں مشہور ہیں – بہت لوگ ان کے مداح ہیں اور لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ آ گئے ہیں ان سے اپنی احسان‌مندی کا ذکر کرتے ہوئے – لوگ بتاتے ہیں کہ حضور والا نے ایک بار کسی یتیم بچی کو گود لے لیا اور بعد میں اس کی شادی ایک نامور آدمی سے کر دی جو حضور والا کی خاص پیشی کا کلرک تھا – یہ بھی سننے میں آیا کہ انہوں نے ایک بیوہ کے بیٹے کو نوکری دلوا دی اور اسی طرح کے بہت سے کارخیر انجام دئے ہیں – جب میں نے یہ سب واقعے سنے تو سوچا لاؤ، ان میں کچھ اپنی طرف سے بھی اضافہ کر دوں – چناں‌چہ میں نے لوگوں کو اپنا واقعہ سنا ڈالا – کچھ بھی چھپا کر نہیں رکھا – خود اپنی شرم کو جیب میں رکھ لیا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ بہرحال ایسے حالات میں شرمانے کا اور لاج رکھنے کا کیا سوال! اچھا ہے کہ بڑے صاحب گورنر بہادر کے کارخیر اور عمل صالح کے لئے دوسروں کی زبان سے بھی تعریف کے لفظ نکلیں – میں نے بڑی گرم‌جوشی سے قصہ بیان کیا – بیان کرتے کرتے زور میں آگیا اور شرمانے کے بجائے الٹا اور فخر ہوا کہ ایسی بات دوسروں کو

سنا رہا ہوں— میں نے ان سب کو سارا واقعہ تفصیل سے سنا دیا (مگر ہاں — آپ کے بارے میں، ظاہر ہے کہ ایک لفظ بھی نہیں کہا ہے) —میں نے ان لوگوں کو اپنی مکان مالکہ کا حال، فلدونی کا ماجرا، رتازیائیف والا قصہ، اور اپنے جوتوں کی مصیبت اور مارکوف کے ہاں جانے کا واقعہ، غرض ذرہ ذرہ سنا ڈالا— ان میں سے کچھ لوگ تو ہنسے بلکہ غالباً سبھی ہنس پڑے— شاید میرے چہرے مہرے یا حلیے کے بارے میں، یا وہ جوتوں والے قصے کے بارے میں کوئی بات ہنسنے کی رہی ہوگی نبھی تو— ہاں تو اب بالکل سمجھ گیا ہوں کہ میرے جوتوں پر ہی انہیں ہنسی آئی تھی— مگر ان کی ہنسی میں کوئی برے معنی پوشیدہ نہیں تھے— بس اتنا ہے کہ یہ لوگ نوجوان ہیں اور خوش باش ہیں— یقیناً ان لوگوں میں کوئی بدباطنی، کوئی بری نیت نہیں پائی جاتی— بھلا یہ لوگ حضوروالا کے ذکر پر کیسے ہنس سکتے تھے— بھلا ایسا ہوسکتا تھا وارنکا!

میں اس وقت تک گھرا ہوا ہوں میری پیاری، جو کچھ ہوا ہے اس نے میرا ذہن معطل کر رکھا ہے— یہ بتائیے، آپ کے پاس ایندھن تو کافی موجود ہے نا؟ اپنا خیال رکھئے، دیکھئے، کہیں آپ کو سردی نہ لگ جائے— آہ، میری پیاری، آپ کے دردمند خیالات،

آپ کی پریشان خیالی مجھے دکھ دیتی ہے — میں آپ کے لئے خدا سے دعا کرتا رہتا ہوں — آپ کے پاس اونی موزے ہیں یا نہیں، گرم کپڑے پہننے کو ہیں یا نہیں؟ ایک عمررسیدہ آدمی پر رحم کیجئے اس سے نہ چھپائیے اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو — صرف مجھ سے فرمائش کر دیجئے — برا وقت گزر چکا ہے اور آگے کی زندگی پر امید اور روشن ہے —

برے وقت جو آئے تھے ہم پر گزر چکے ہیں وارنکا پیاری — اور اب اچھے دنوں کی باری ہے — جب برس گزر جائیں گے تو ہم ان کی یاد کر کرکے بھی آہیں بھریں گے — مجھے اپنی نوجوانی کے دن یاد ہیں — ایسے بھی موقعے آئے ہیں جب ایک کوپک میرے نام کا نہیں ہوا کرتا تھا لیکن اس کے باوجود میں مگن رہتا تھا — ان دنوں اگر میں نیفسکی میں ایک حسین دل ربا چہرہ صبح کو دیکھ لیتا تو بس وہی سارے دن مجھے خوش رکھنے کے لئے کافی ہوتا تھا — وہ بھی ایک وقت تھا — وارنکا! جینا اور وہ بھی اس شہر سینٹ پیٹرسبرگ میں جینا خوب ہے — کل میں نے آنکھوں میں آنسو بھرکے توبہ کی اور خدا سے دعا کی کہ میرے وہ گناہ بخش دے جو تنگی اور پریشانی کے دنوں میں مجھ سے سرزد ہوئے تھے کہ شکایت کی باتیں بھی زبان پر آئیں، آزاد خیالی کی لہر بھی

آئی اور میں حد سے بھی گزر گیا — جب میں توبہ و استغفار کر رہا تھا تو اس وقت بڑی نرمی اور نزاکت سے آپ کا خیال میرے دل میں آ گیا — آپ ہی کی ہستی ہے جس نے مجھے سنبھالے رکھا، میری دلداری کی اور مجھے اچھی باتیں سجھائیں، نیک راہ دکھائی — میری اچھی پیاری، میں اس حسن سلوک کو کبھی بھول نہیں سکتا — آج میں نے آپ کے ایک ایک خط کو نکالا، بوسہ دیا — اچھا رخصت، پیاری وارنکا — میں نے سنا ہے کہ پاس پڑوس میں کوئی شخص سلے ہوئے کپڑے بیچ رہا ہے — میں غالباً اس سلسلے میں دریافت کروں گا — اچھا تو رخصت، خدا حافظ میرے ننھے سے فرشتے — خدا حافظ —

آپ کا دلی خدمت گزار

ماکار دےوشکن

۱۵ ستمبر

میرے پیارے ماکار الیکسئی‌وچ،

میں بری طرح ابلی ہوئی ہوں — سنئے کہ ہمارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا — مجھے تقدیر کا لکھا سامنے آتا ہوا لگتا ہے — آپ خود ہی فیصلہ کیجئے میرے انمول دوست — مسٹر بیکوف اس شہر میں موجود ہیں —

فیدورا کو ملے تھے — وہ سواری پر جا رہے تھے — فیدورا کو دیکھتے ہی گھوڑا گاڑی رکوائی اور خود فیدورا کے پاس پہنچے — اس سے پوچھا، تو کہاں رہتی ہے؟ فیدورا نے جواب دینے سے انکار کر دیا — تو وہ مسکرا کر بولے، ہاں ہاں، مجھے سب معلوم ہے کہ تیرے ساتھ کون رہتا ہے — (لگتا ہے کہ آننا فیودرووونا نے انہیں سب کچھ بتا دیا ہے —) فیدورا اس پر اپنا غصہ ضبط نہ کر سکی اور انہیں آڑے ہاتھوں لیا کہ آپ کا چال چلن بگڑا ہوا ہے — آپ نے ہی اس لڑکی کی زندگی خراب کی ہے — اس پر وہ بولے کہ ہاں، واقعی اس لڑکی کی زندگی مشکل سے بسر ہوتی ہوگی کیوں کہ اس کے پاس ایک کوڑی بھی نہیں ہے — فیدورا نے بتایا کہ یوں تو میں کام کرکے اپنی روزی کما سکتی تھی، شادی کر سکتی تھی، کہیں کوئی نوکری کر سکتی تھی لیکن آپ کی ذات شریف کی بدولت بیمار پڑی ہوں اور مرنے والی ہوں — اس پر مسٹر بیکوف بولے کہ وہ ابھی کم عمر ہے، اس میں ضبط نہیں ہے — اور پھر یہ بھی کہ اس کی آبرو میں داغ لگ چکا ہے (یہی الفاظ تھے ان کے) — فیدورا کو اور مجھے خیال تھا کہ بیکوف کو ہمارے گھر کا پتہ تو معلوم ہی نہیں ہے — لیکن کل جب میں گوستینی دوار میں کچھ خریداری کرنے گئی تھی، عین اس وقت اچانک وہ ہمارے

کمرے میں آدھمکے — معلوم ہوتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر ایسے وقت آئے تھے جب میں گھر پر موجود نہ ہوں — انہوں نے یہاں فیدورا سے بہت سوال کئے، میرے بارے میں، ہماری گزر بسر کے بارے میں — ہر چیز کا معائنہ کیا، میری دست‌کاری کے نمونوں پر بھی نظر ڈالی — اور آخر میں سوال کیا کہ ''کیوں جی، وہ کلرک کون ہے جس سے ہماری جان پہچان ہے؟'' آپ عین اسی وقت احاطے سے گزر رہے تھے اور فیدورا نے انگلی کے اشارے سے آپ کو دکھایا — بیکوف نے آپ کو دیکھا اور ایک بار پھر مسکرا دئے — فیدورا نے ان سے کہا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں — اس نے انہیں بتایا کہ میں پریشانیوں کی وجہ سے بیمار رہی ہوں اور اب انہیں دیکھوں گی تو مجھے بہت ہی ناگوار گزرے گا — میں ان سے ملنا نہیں چاہوں گی — اس بات کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا — صرف اتنا کہا کہ فرصت تھی، کوئی کام کاج نہ تھا تو میں نے سوچا کہ ادھر چلا آؤں، اس کے سوا اور کچھ نہیں — فیدورا کو وہ پچیس روبل دینے لگے تھے لیکن اس نے ہوشیاری کی، لینے سے انکار کر دیا — آخر اس سب کا کیا مطلب ہے — وہ ہمارے ہاں آئے کیوں؟ انہیں ہمارے بارے میں سب کچھ معلوم کیسے ہو گیا — میں ان فکروں میں گم ہوں —

فیدورا بتاتی ہے کہ اس کی بھابھی اکسینیا، جو ہمارے ہاں کبھی کبھی آیا کرتی ہے ایک عورت ناستاسیا کی ملنے والی ہے — ناستاسیا دھلائی کا کام کرتی ہے اور اس کا ایک چچازاد بھائی اس محکمے میں چوکیدار ہے جہاں آننا فیودروونا کے بھتیجوں کے ایک ملاقاتی نوکر ہیں — تو اس سلسلے سے آننا فیودروونا کو سارے معاملے کی ہوا مل گئی ہو — لیکن عین ممکن ہے کہ فیدورا کا اندازہ ٹھیک نہ ہو — ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں — کیا بیکوف پھر یہاں آئیں گے؟ مجھے اس خیال سے کپکپی چھوٹ رہی ہے — کل جب میں واپس آئی اور فیدورا نے سارا ماجرا سنایا تو میرے اوسان خطا ہوگئے اور میں قریب قریب بےہوش ہو گئی — اب وہ اور کیا چاہتے ہیں مجھ سے؟ میں ان سے بالکل ملنا نہیں چاہتی — اب وہ مجھے، مجھ بےچاری غریب بےبس لڑکی کو ستانے بھلانے کیوں چلے ہیں؟ میں مستقل خطرے میں ہوں — اگر بیکوف پھر اسی منٹ یہاں آ پہنچیں تو کیا ہو — اب اور میری قسمت میں کیا لکھا ہے — آپ خدا کے واسطے مجھ سے ملنے آئیے ماکار الیکسئیوچ! مہربانی کرکے فوراً ہی آئیے — خدارا مجھ سے ملنے آجائیے —

و — د —

واروارا الیکسئی‌وِنا پیاری،

آج کا دن ہمارے گھر ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کا گمان بھی نہیں تھا اور جسے میں کسی طرح بیان نہیں کر سکتا— بےچارہ ہمارا غریب گورشکوف بالکل بری ہو گیا ہے— فیصلہ تو بہت دن ہوئے تبھی ہو چکا تھا، آج وہ مقدمے کا آخری فیصلہ سننے گیا— قسمت سے مقدمہ اس کے حق میں طے ہوا— اس سے چوک جانے اور غفلت برت جانے کا قصور جو کچھ ہوا تھا وہ معاف کر دیا گیا— اسے ہرجانے میں بیوپاری سے کافی بڑی رقم دلوائی گئی ہے اور اب اس کے حالات سنبھل گئے ہیں، اس کی بدنامی کا داغ مٹ گیا ہے— مختصر یہ کہ سب کچھ درست ہو گیا— جتنی اسے اچھی امیدیں تھیں سب کی سب یک‌لخت پوری ہو گئیں— آج تیسرے پہر وہ تین بجے گھر لوٹا— چہرہ بھوت کی طرح پیلا— ہونٹ لرزتے ہوئے— لیکن ساتھ ساتھ مسکراہٹ تھی کہ پھوٹی پڑتی تھی— اس نے بیوی کو، بچوں کو سینے سے چمٹا لیا— اور ہم سب کے سب اس سے ملنے اور اسے مبارک‌باد دینے پہنچے— وہ بہت بےاختیار تھا، بار بار سر جھکاتا تھا، اور ایک ایک سے بار بار ہاتھ ملاتا

تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ پہلے کے بہ‌نسبت کچھ لمبا ہوگیا ہے۔ اور کمر تن گئی ہے۔ اس کی آنکھوں میں جو ہمیشہ نمی رہتی تھی وہ دور ہوچکی تھی۔ افوہ، غریب کس قدر جذبات سے بےقابو تھا، بیان نہیں ہوسکتا! دم بھر کے لئے اس سے نچلا نہیں رہا جاتا تھا۔ بار بار چیزیں اٹھاتا تھا، رکھتا تھا۔ برابر مسکرائے جاتا تھا اور کبھی ایک جگہ بیٹھتا، کبھی اٹھ کھڑا ہوتا۔ جو بھی دماغ میں آتا کہے چلا جاتا۔ کبھی اپنی آبرو مندی کے بارے میں، کبھی اپنے بچوں کے بارے میں، کبھی باعزت بری ہونے کے متعلق۔ خوشی کے مارے وہ رو بھی پڑا۔ ہم میں سے بیشتر لوگوں کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ شاید اس کا حوصلہ بڑھانے کے لئے رتازیانیف نے اس سے کہا "میاں، عزت آبرو میں کیا رکھا ہے جب پیٹ میں ڈالنے کو روٹی ہی نہ ہو۔ روپیہ بڑی چیز ہے۔ آپ کو اس کا شکر کرنا چاہئے۔" اور یہ کہہ کر اس کے کاندھے تھپکے۔ مجھے ایسا لگا جیسے گورشکوف کو یہ بات ناگوار گزری۔ بظاہر گورشکوف نے اپنی ناگواری منھ پر نہیں جتائی لیکن رتازیانیف کو ایک عجب معنی خیز نظر سے دیکھا اور اس کا ہاتھ کاندھے پر سے سرکا دیا۔ پہلے کبھی ایسا کرنے کی مجال اسے نہ ہوتی۔ آدمیوں کی طبیعت الگ

الگ ہوتی ہے — مثال کے طور پر اگر مجھے ایسا خوشی کا دن نصیب ہوتا تو میں ہرگز اتنا نہ اکڑتا — ایسے بھی موقعے آتے ہیں زندگی میں جب آدمی ایک بار سے زیادہ سلام کو سر جھکا دیتا ہے اور اس طرح صرف ذرا زیادہ خوش دلی کے زعم میں یا نرم دلی کے اظہار میں بلاوجہ اپنی سبکی کرا لیتا ہے — خیر، میں اپنا ذکر کہاں لے بیٹھا — تو گورشکوف بولا ''ہاں صاحب! روپیہ بھی اچھی چیز ہے، اس پر بھی خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے!،، اور اس کے بعد جتنی دیر ہم وہاں رہے بار بار وہ زبان سے ''الحمدللہ، الحمدللہ،، کہتا رہا — اس کی بیوی نے اعلا درجے کی بھرپور دعوت کی فرمائش کر دی اور مکان مالکہ نے خود کھانا پکایا — ہماری مکان مالکہ بھی اپنے طریقے سے خوش مزاج عورت ہے — دعوت کے انتظار میں گورشکوف بہت بے قرار ہوا جارہا تھا — بلائے بن بلائے سارے کمروں میں گھومتا پھرا — بس کمرے میں جاتا، مسکراتا، ذرا بیٹھتا، کچھ منھ سے کہتا یا بغیر کہے ہی اٹھ جاتا اور وہاں سے چل دیتا — جہازی افسر کے کمرے میں بھی وہ اسی طرح پہنچا — انہوں نے اسے چوتھے شریک کی طرح تاش کے کھیل میں دعوت دی — چناں چہ اس نے ان سب کا کھیل بھی بگاڑ دیا تین چار الٹے سیدھے ہاتھ چلے اور وہاں سے یہ کہتا

ہوا اٹھ کھڑا ہوا ''میں تو بس دو ایک بازی کھیلنے بیٹھ گیا تھا—'' مجھے برامدے میں مل گیا، دونوں ہاتھ تھام لئے، سامنے سے نظریں ملائیں عجب طرح سے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا — اور پھر ایک بار میرے ہاتھ دبائے — اور وہاں سے چل دیا — برابر مسکراتے چلا جا رہا تھا — اور عجیب قسم کی مسکراہٹ تھی، کچھ جبری سی، بےجان سی مسکراہٹ — اس کی بیوی خوشی کے مارے روئے جا رہی تھی اور ان کے کمرے میں عجب دھوم مچی ہوئی تھی — دعوت سے نمٹنے کے بعد اس نے اپنی بیوی سے کہا ''میرا خیال ہے کہ میں ذرا آرام کر لیتا'' اور تھوڑی دیر کو وہ دراز ہوگیا اور اپنی چھوٹی بچی کا سر سہلاتا رہا — اس کے بعد وہ بیوی کی طرف متوجہ ہوا اور بولا ''ہمارا پیتینکا کہاں ہے؟'' بیوی نے فوراً اپنے اوپر صلیب کا نشان بنایا اور شوہر کو جتایا کہ ''پیتینکا کو تو دنیا سے سدھارے ہوئے کتنے دن ہو گئے—'' ''اوہ — ہاں'' وہ بولا ''پیتینکا بیٹا تو جنت میں پہنچ چکا—'' بیوی نے محسوس کیا کہ شوہر اپنے حواس میں نہیں ہے — نئے واقعے نے اس کو بالکل گڑبڑا دیا ہے — چنانچہ وہ بولی کہ ''آپ آرام کیجئے—'' ''اچھا، یہی کروں — میں سو جاتا ہوں تھوڑی دیر کو...'' اس نے ایک طرف کروٹ لے لی،

تھوڑی دیر خاموش لیٹا رہا — پھر اس نے اپنا سر موڑا اس طرح گویا کچھ کہنے والا ہے — وہ سمجھی نہیں کہ اس نے کیا کہا، اس نے پوچھا ''کیا کہتے تھے آپ؟،، لیکن کچھ جواب نہ ملا — وہ سمجھی کہ شوہر سو چکا ہے — چناں‌چہ وہ اٹھ کر مکان مالکہ سے ملنے چلی گئی — وہاں کوئی گھنٹہ بھر ٹھیری — جب واپس آئی تو دیکھا کہ وہ ابھی تک سو رہا ہے — فرصت دیکھ کر وہ کام دھندوں میں لگ گئی — آدھ گھنٹے کی اس مصروفیت میں اسے شوہر کا خیال بھی نہیں آیا — لیکن کوئی بات تھی جس نے ایک دم اسے دہلا دیا — وہ خوف سے چونک اٹھی — عجب موت کا سناٹا تھا — اس نے بستر پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ وہ جس کروٹ لیٹا تھا اسی کروٹ پڑا ہے — کروٹ تک نہیں بدلی — وہ اس کے نزدیک گئی اور لحاف ہٹا کے دیکھا کہ وہ مر چکا ہے — وہ قطعی ٹھنڈا ہو چکا تھا بے‌چارہ گورشکوف — ایسے پڑا تھا جیسے بجلی گر پڑی ہو اس پر — اور کسی کو خبر نہیں کہ کیوں — خود میرے حواس غائب ہیں — حیرت میں ہوں، کچھ سمجھ میں نہیں آتا، کوئی آدمی اس طرح کیسے مر سکتا ہے؟ بے‌چارہ غریب گورشکوف — کیا زندگی اسے ملی — بھلا کیا زندگی تھی یہ — اس کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو جم گئے تھے اور وہ اس

قدر دہشت‌زدہ تھی کہ چھوٹی بچی خوف کے مارے ایک کونے میں سمٹ کر کھڑی ہوگئی — وہ شورماتم برپا ہوا، ایسی کھلبلی مچی کہ بس! میں نے سنا ہے کہ لاش کا پوسٹ‌مارٹم کیا جائے گا — بیان نہیں کرسکتا کہ کتنا غم ہے مجھے — ہم میں سے کسے خبر ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے؟.. آج بیٹھے ہیں اور کل سدھار گئے — کچھ پتہ نہیں چلتا!

آپ کا

ماکار دےوشکن

۱۹ ستمبر

میری پیاری عزیز واروارا الیکسئی‌ونا،

میں آپ کو جلدی سے یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ رتازیائیف نے میرے لئے کسی مصنف کے ہاں کام طے کیا ہے — وہ شخص رتازیائیف کے گھر آیا تھا ایک موٹا سا مسودہ لے کر — خدا کا شکر کہ کام بہت ہے — بد قسمتی سے اس مصنف کا خط اتنا الجھا ہوا ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کام کیسے کروں گا — اسے پڑھوں گا کیوں کر — کام جلدی پورا کرنے کا ہے — مگر خط اتنا عجیب و غریب کہ پوری عبارت کو پڑھ سکتا

سخت دشوار ہوگا... معاملہ یوں طے پایا ہے کہ ایک صفحے کی صاف نقل کے چالیس کوپک — میں آپ کو یہ اس لئے لکھ رہا ہوں کہ خبر کر دوں کہ اب تنخواہ کے علاوہ بھی آمدنی ہوگی — اچھا، خدا حافظ — رخصت میری پیاری —اب مجھے کام پر جانا ہے —

آپ کا سچا دوست

ماکار دےوشکن

۲۲ ستمبر

میرے عزیز دوست ماکار الیکسئیوچ،

میں نے آپ کو تین دن سے کچھ نہیں لکھا اور یہ تین دن مجھ پر بہت کٹھن گزرے — بڑی فکروں اور پریشانیوں کا سامنا تھا — پرسوں کا واقعہ ہے کہ میرے ہاں بیکوف آ پہنچے — اس وقت میں اکیلی تھی مکان میں — فیدورا باہر کہیں گئی ہوئی تھی — جب میں نے دروازہ کھولا اور دیکھا کہ وہ کھڑے ہیں تو میں ایسی دہشت‌زدہ ہوئی کہ پاؤں جمے کے جمے رہ گئے — میرا چہرہ پیلا پڑ گیا ہوگا — وہ اندر آئے تو حسب معمول زور سے قہقہہ لگایا، کرسی لی اور اس پر بیٹھ گئے — آخر میں نے اپنے حواس درست کئے اور

ٹھیک ٹھاک ہوکر ایک کونے میں بیٹھ گئی اور کام میں لگ گئی — ان کی ہنسی غائب ہوگئی جب انہوں نے ذرا غور سے میرے چہرے پر نظر ڈالی — ادھر کچھ دنوں سے بالکل ہی سوکھ گئی ہوں — گال پچک گئے ہیں، آنکھیں دھنس گئی ہیں اور کاغذ کی طرح سفید پڑ گئی ہوں — وہ لوگ جو مجھے سال بھر پہلے دیکھ چکے ہیں اب شاید مجھے پہچان بھی نہیں سکتے — تھوڑی دیر وہ یہاں بیٹھے رہے، غور سے دیکھتے رہے اور پھر کچھ مزے میں آنے لگے — انہوں نے کچھ کہا — اس کا میں نے جواب دے دیا — کیا جواب تھا، اب یاد نہیں — وہ پھر ہنس پڑے — پورے گھنٹے بھر وہ یہیں بیٹھے رہے اور سوال کرتے رہے — جب چلنے کو تیار ہوئے تو انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور بولے (انہی کے لفظ لکھوں گی) ''واروارا الیکسئیونا، دیکھو، میرے اور تمہارے درمیان کی بات ہے، آنّا فیودرووونا، جو یہ تمہاری رشتہ‌دار اور میری خاص آشنا ہے نا بس یہ ایک رذیل عورت ہے —،، (اتنا کہہ کر انہوں نے اس سے زیادہ سخت بات کہی بولے —) ''اسی عورت نے تمہاری رشتے کی بہن ساشا کو غلط راہ پر ڈالا، اور تم کو بھی برباد کیا — رہا میرا سوال تو اس خاص معاملے میں میں نے واقعی گری ہوئی حرکت کی — اور دیکھئے تو زندگی میں

ایسی حرکتیں ہو جاتی ہیں عام طور سے—،، یہ کہہ کر بڑے ہی زور سے قہقہہ لگایا — اس کے بعد بولے کہ دیکھو، میں کوئی تقریر کرنے والا تو ہوں نہیں — اصل بات جو مجھے کہنی تھی کہہ چکا اور جسے عزت‌نفس کے احساس نے مجھ سے کہلوا دیا، اب جو رہی ہے وہ بھی مختصر طور سے کہے دیتا ہوں — اسی وقت انہوں نے کھٹ سے کہہ‌ڈالا کہ وہ میرا ہاتھ تھامنا چاہتے ہیں اور اسے اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ میری کھوئی ہوئی عزت آبرو پھر سے مجھے مل جائے — اور یہ کہ ان کے پاس کافی دولت ہے، جب ہماری شادی ہو جائے گی تو وہ مجھے استیپ میں اپنے گاؤں لے کر جائیں گے جہاں خرگوش کا شکار کھیلا جائے گا — اب وہ اس کے بعد سینٹ پیٹرس‌برگ کبھی نہ آئیں گے کیوں‌کہ یہ بڑا واہیات شہر ہے — شہر میں ان کا ایک نکما بھتیجا رہتا ہے جسے عاق کر دینے کی وہ قسم کھاچکے ہیں — اور اسی لئے انہوں نے شادی کا فیصلہ کر لیا ہے — وہ اپنی جائداد کا وارث چاہتے ہیں — پھر یہ کہہ کر کہ میں بہت غریبی کی زندگی بسر کرتی ہوں، بولے کہ کیا تعجب ہے جو میں اس قدر بیمار نظر آتی ہوں — جو شخص اس ڈربے میں رہے گا وہ آپ ہی سوکھ جائے گا اور اگر ایک مہینے اس گھر میں اور رہی تو موت کے منہ

میں چلی جاؤں گی — کہنے لگے اس شہر میں رہنے کا انتظام بڑا ہی خراب اور گندہ ہے — یہ بھی پوچھا کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟

میں ان کی رشتے کی تجویز سے اس قدر تعجب میں پڑی کہ خود مجھے نہیں معلوم، کس بات پر رونا آ گیا — وہ غلطی سے یہ سمجھے کہ یہ رونا خوشی اور شکرگزاری کا رونا ہے — کہنے لگے کہ مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا ہے کہ تم ایک مہربان، نرم‌دل، حساس اور لائق پڑھی لکھی لڑکی ہو — میں یہ قدم اٹھانے میں اس وقت تک جھجکتا رہا جب تک کہ تمہارے بارے میں پوری طرح معلومات حاصل نہیں کر لیں — اس کے بعد انہوں نے آپ کے بارے میں کچھ سوالات کئے اور بتایا کہ وہ خود بھی سن چکے ہیں کہ آپ ایک آبرومند، بااصول اور معقول آدمی ہیں — اور یہ کہ وہ خود نہیں چاہتے کہ آپ کے دین‌دار رہیں چناں‌چہ کیا اب تک جو آپ نے روپے سے مدد کی ہے اس کے عوض پانچ سو روبل کی رقم آپ کو ادا کر دی جائے تو کافی ہو گی؟ میں نے جواب دیتے ہوئے سمجھایا کہ آپ نے جو سلوک کیا ہے اس کا عوض تو روپے کی شکل میں ادا ہو ہی نہیں سکتا تو وہ بگڑ کر بولے — یہ سب بکواس ہے — صرف ناولوں کی چیز ہے — کہنے لگے کہ ابھی تم چھوکری

ہو — اور شاید شعر و شاعری پڑھنے کا بہت شوق ہے — ناول اور شعر و شاعری یہ ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ نوعمر لڑکیوں کو بگاڑ دیتی ہیں — اور عام طور سے سبھی کتابیں اخلاق بگاڑتی ہیں اور خود انہیں سخت ناپسند ہیں — ان کا کہنا تھا کہ اگر میں ان کی عمر کو پہنچی تو میں خود لوگوں کو بہتر طریقے سے سمجھنے قابل ہو جاؤں گی اور خود اپنے تجربوں سے ہی جان سکوں گی کہ لوگ اصل میں کیا ہوتے ہیں — انہوں نے زور دیا کہ میں ان کی تجویز پر خوب اچھی طرح غور کر لوں کیوں کہ اس معاملے میں اگر جلدبازی سے فیصلہ کیا گیا تو اس کا انجام برا ہوگا — جلدبازی اور بےخیالی یہ دو عیب ہیں جو ہمیشہ نوجوانوں کو بگاڑنے اور تباہ کرنے کے سبب ہوتے ہیں — اس میں شک نہیں کہ ان کے دل کو لگی ہوئی تھی کہ میرا جواب ہاں میں ہو — اگر میں نے انکار کر دیا تو وہ ماسکو کے کسی امیر سوداگر کی بیٹی سے شادی کر لیں گے، کیوں کہ بہرحال اپنے باجی بدچلن بھتیجے کو تو جائداد سے محروم کرنے کی قسم کھا ہی چکے ہیں — میری مرضی کے خلاف کشیدہ کاری کے چوکھٹے پر وہ پانچ سو روبل رکھ کر چل دئے تاکہ اس رقم سے کچھ مٹھائیاں خرید سکوں — انہوں نے یہی کہا تھا کہ یہ رقم مٹھائی کی ہے — وہ بولے

کہ گاؤں میں جاؤں گی تو بالکل ڈبل روٹی کی طرح پھول جاؤں گی اور پانچوں گھی میں ہوں گی — فی‌الحال وہ بہت بری طرح مصروف ہیں اور سارا دن ادھر سے ادھر بھاگ دوڑ میں گزر جاتا ہے — اس کے بعد وہ رخصت ہو گئے — میرے عزیز دوست، میں نے اس مسئلے پر بہت دیر تک غور کیا — بہت سوچا، بہت ذہنی الجھن ہوئی لیکن بالآخر میں ایک فیصلے پر پہنچ گئی ہوں — میں اس شخص سے شادی کرنے پر آمادہ ہوں — مجھے ان کی تجویز مان لینی چاہئے — اگر کوئی شخص مجھے بےعزتی سے نکال سکتا ہے، میری آبرو واپس دلا سکتا ہے، غریبی، مصائب اور بدقسمتی کے عذاب سے نجات دے سکتا ہے تو وہ یہی شخص ہے — مستقبل سے اس کے سوا اور کیا توقع ہوسکتی ہے — قسمت سے میں اور کیا مانگ سکتی ہوں — فیدورا کا مشورہ یہ ہے کہ اگر کسی کو خوش و خرم زندگی کا موقع مل سکتا ہو تو اسے ہاتھ سے کھونا نہیں چاہئے — اور اگر یہ خوشی کا موقع نہیں مل رہا ہے تو اور کیا ہے؟ جہاں تک میرا تعلق ہے، میرے دوست، مجھے اور کوئی راہ نہیں سوجھتی — مجھے اتنی محنت کرنی ہوتی ہے کہ صحت برباد ہوئی جا رہی ہے — اب رہا یہ کہ کسی کے ہاں بچوں کی استانی یا گھریلو ملازمہ کی نوکری کروں؟ تو تنہائی سے

بالکل ہی گھل جاؤں گی اور کسی کے کام نہ آ سکوں گی — طبیعت سے میں مریض واقع ہوئی ہوں اور ہمیشہ کسی نہ کسی پر بار ہوتی ہوں — مجھے یہ تو خوب معلوم ہے کہ میں کوئی جنت میں نہیں چلی جاؤں گی لیکن اس کے سوا اور کیا کر سکتی ہوں — آپ ہی بتائیے، میرے سامنے اور کیا سبیل ہے؟

میں نے اس معاملے میں کوئی یہ نہیں کہ مشورہ مانگا ہو — میں اس کا فیصلہ خود ہی سوچ سمجھ کر کرنا چاہتی تھی — آپ نے اوپر کی سطروں میں جو فیصلہ پڑھا ہے وہ ایسا نہیں جسے بدل دیا جائے — بیکوف جو میرے فیصلے پر زور دے رہے ہیں انہیں بتا دوں گی — انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ وہ دیر تک اپنے معاملات میں انتظار نہیں کر سکتے اور یہ کہ کسی کی خیالی پرواز انہیں اپنے کام ملتوی کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتی — خدا ہی جانے کہ مجھے راحت کی زندگی میسر ہو گی یا نہیں لیکن میں اپنی طرف سے اپنی قسمت اس کی ان جانی مرضی کے حوالے کر دوں گی — لوگ کہتے ہیں کہ بیکوف شریف مہربان آدمی ہے — وہ میری عزت کرے گا اور میں بھی اس کی عزت کرنا سیکھ جاؤں گی — اس قسم کی شادی سے میں اور کیا امید کر سکتی ہوں؟

ماکار الیکسئیوچ، جو کچھ کہنے قابل تھا وہ آپ سے میں کہہ چکی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اسے سمجھ لیں گے۔ مجھے اپنے ارادے سے باز آنے کے لئے نہ کہئے گا۔ اس کی کوشش نہ کیجئے گا۔ آپ کو کامیابی نہیں ہوگی۔ لمحے بھر کے لئے اپنے دل میں ان تمام باتوں کو جانچئے تولئے جنہوں نے مجھے اس فیصلے پر پہنچایا ہے۔ شروع میں تو میں بہت فکرمند تھی مگر اب دل کو قرار آ گیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔ آگے کی کچھ خبر نہیں ہے۔ مستقبل دھندلا ہے۔ جو بھی ہوتا ہے ہوجائے گا۔ جو پروردگار کی مشیت میں ہے، ہو رہے گا۔

بیکوف آ پہنچے ہیں۔ اب مجھے یہ خط ناتمام ہی ختم کرنا ہوگا۔ اگرچہ ابھی آپ سے بہت کچھ کہنا تھا۔ تاہم بیکوف آچکے ہیں!

و۔ د۔

۲۳ ستمبر

میری پیاری واروارا الیکسئیونا،

میں آپ کے خط کا جواب دینے میں جلدی کر رہا ہوں میری پیاری، اور میں صاف طور سے کہے دیتا

هوں کہ میں اس پر سخت حیرت میں پڑ گیا ہوں۔ کہیں نہ کہیں کوئی غلطی ضرور ہو گئی ہے – ہم نے کل گورشکوف کو دفن کر دیا – ہاں یہ تو صحیح ہے، یہ بات تو ہے کہ بیکوف نے شرافت کا برتاؤ کیا لیکن کیا میری جان، آپ اس پر بالکل راضی ہوگئی ہیں – سچ ہے کہ سب کچھہ خدا کے ہاتھہ میں ہے – یہ بالکل درست ہے، کوئی شبہ نہیں – اور یہ بھی خداوند پاک کے ہی قبضہ٭ قدرت میں ہے – ہمارے پیدا کرنے والے کے ڈھنگ ہماری آنکھوں سے اوجھل سہی مگر مبارک ہیں – جیسے قسمت کا لکھا کہ ہم اس کا پتہ نہیں چلا سکتے مگر ہے وہ برحق – اس میں کوئی کیا کہہ سکتا ہے – کسی کی نہیں چلتی – فیدورا بھی اس پر راضی ہے – اچھا تو یہ بات ہے – اب آپ خوش و خرم زندگی بسر کریں گی – آرام سے آسائش سے رہیں گی میری ننھی سی چڑیا، میرے ننھے سے پیارے فرشتے – آپ کی زندگی آرام سے کٹے گی مگر اس میں اتنی جلدی کیوں؟ وارنکا، اتنی جلدی کس لئے؟ ہاں – میں سمجھا، جناب بیکوف کے معاملات کا سوال درپیش ہے – ہر آدمی کو کام ہوتے ہیں – ٹھیک ہے، ہر آدمی کی اپنی اپنی مصروفیات ہوتی ہیں... جب وہ آپ کے گھر سے جا رہے تھے تو ان پر میری نظر پڑی – دیکھنے میں کافی

بارعب آدمی ہے — بارعب سے کچھ زیادہ ہی کہنا چاہئے — لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ کہیں کوئی نہ کوئی چول نہیں بیٹھ رہی ہے — اصل بات یہ نہیں ہے کہ ان کو دیکھ کر اثر نہیں پڑتا، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ میرے اوسان خطا ہیں — اب یہ کیسے ہوگا — ہم ایک دوسرے کو زندگی میں خط کیسے لکھ سکیں گے — اب میں اکیلا کیسے بسر کر سکوں گا — جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے میں آپ کی دلیلوں کو اپنے دل میں ایک ایک کرکے تول رہا ہوں — بس یہاں بیٹھے بیٹھے بھی ایک کام کر رہا ہوں — گلے سے اتار رہا ہوں آپ کی باتوں کو — جب یہ خبر مجھے ملی اس وقت میں مسودے کا بیسواں صفحہ نقل کر رہا تھا — اب آپ ہم سے جا رہی ہیں پیاری، آپ کو ضرورت کی تمام چیزیں خرید لینی چاہئیں — جیسے فراکیں ہیں، جوتے ہیں — اتفاق سے مجھے گروخووایا پر ایک ایسی دوکان معلوم ہے — یاد ہے آپ کو، ایک بار میں اس کا ذکر آپ سے کر بھی چکا ہوں — مگر آپ ابھی سے کیسے جا سکتی ہیں؟ خیال آیا! آپ ابھی نہیں جا سکتی ہیں — بالکل ناممکن ہے ابھی آپ کا یہاں سے چلا جانا — بہت سی چیزیں آپ کو خریدنی ہوں گی — ایک گاڑی بھی لینی ہوگی — موسم بھی آجکل خراب

ہے — دیکھئے تو کیسی بارش پڑ رہی ہے — موسلا دھار — جل کے تھل — ایسی تیز بارش بھلا اور... اور پھر ذرا دیکھئے تو، آپ کو سردی لگ جائے گی — آپ کا دل ٹھنڈا پڑ جائے گا — آپ کو ڈر نہیں لگے گا کسی اجنبی کے ساتھ گاڑی میں سفر کرتے؟ اور یہ تو سوچئے، میرے لئے کیا رہ جائے گا دنیا میں — فیدورا کا بیان ہے کہ آپ بڑی خوش قسمت رہیں — لیکن وہ تو ایک ہی پاجی عورت ہے، آوارہ کہیں کی! اسے تو بس یہی پڑی ہے کہ مجھے برباد کر دے — آپ ویسپرس جائیں گی کیا! میں تو جاؤں گا وہاں تاکہ آپ کو ایک نظر دیکھ لوں — یہ صحیح ہے میری پیاری بالکل بجا ہے کہ آپ ایک پڑھی لکھی، نیک اور احساس والی لڑکی ہیں — اس میں شک نہیں — لیکن اچھا ہوتا اگر مسٹر بیکوف اسی سوداگر کی لڑکی سے شادی رچا لیتے — کیا خیال ہے، آپ کا، ہے نا؟ اچھا رہے گا تاکہ وہ اسی سوداگر کی لڑکی سے شادی کر لیں — شام ہو جائے گی تو میں گھنٹہ بھر کے لئے آپ کے پاس آؤں گا — آجکل ذرا سویرے ہی دن چھپ جاتا ہے، مجھے یقین ہے کہ ضرور آپ کے پاس پہنچوں گا — جیسے ہی دن چھپے گا میں آ جاؤں گا — اس وقت تو آپ کو بیکوف کا انتظار ہے، جب وہ ہو کر

چلے جائیں گے تو میں آپ کے پاس آؤں گا — ذرا انتظار کیجئے، میری پیاری، میں ضرور آؤں گا آج —

ماکار دیےوشکن

۲، ستمبر

میرے دوست ماکار الیکسئی‌وچ،

مسٹر بیکوف کہتے ہیں کہ مجھے کم از کم تین درجن قمیصیں ہالینڈ کے لائنن کپڑے کی ضرور لے لینی چاہئیں — اس کے لئے کوئی ایسی درزن تلاش کرنی چاہئے جو دو درجن قمیصیں اس کپڑے کی جھٹ پٹ تیار کر ڈالے کیوں کہ وقت ہمارے پاس بہت کم ہے — مسٹر بیکوف بہت جھنجھلاتے ہیں کہ ان کپڑوں میں بڑی مصیبت رہتی ہے — ہماری شادی پانچ دن میں ہونے والی ہے — اور شادی کے دوسرے دن ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے — مسٹر بیکوف کو واپسی کی جلدی پڑی ہے — اور ان کا خیال ہے کہ اور وقت ضائع کرنا بری بات ہوگی — میں ان دنوں اتنی بھاگ دوڑ کرتی رہی ہوں کہ مجھ میں کھڑے رہنے کی بھی سکت نہیں ہے — اتنا بہت سا کرنے کو کافی ہے، اور اتنا کام پڑا ہے کہ جی چاہتا ہے بس، جیسا ہے ویسا

هی چھوڑ دیا جائے — ایک بات اور ہے — ہمارے پاس کافی تعداد میں لیس اور چکن نہیں ہیں — کوئی نہیں جو یہ چیز خرید لائے — مسٹر بیکوف کہتے ہیں کہ وہ نہیں چاہتے کہ ان کی بیوی باورچن کے حلیے میں نظر آئے — نچی کھسٹی — بلکہ مجھے ایسا بننا ٹھننا چاہئے کہ یہاں کی شریف زادیاں اپنی کٹی ناک سنبھالے پھریں — وہ اسی طرح کہتے ہیں — کیا آپ یہ مدد کر سکتے ہیں کہ مادام شیفوں کے پاس چلے جائیں گروخوایا میں — اور ان سے کہیں کہ وہ یا تو کسی درزن کو بھیج دیں یا اگر زحمت اٹھا لیں تو خود چلی آئیں — آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے — ہمارا نیا فلیٹ اس درجہ ٹھنڈا اور گندا ہے کہ بس — مسٹر بیکوف کی ایک خالہ ہیں بوڑھی، اور ان کی بیماری اس درجے کو پہنچ چکی ہے کہ مجھے خطرہ ہے کہیں وہ ہماری روانگی سے پہلے ہی دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں — مسٹر بیکوف کہتے ہیں کہ کوئی بات نہیں، ٹھیک ٹھاک ہوجائے گی — یہاں ہر چیز گڑبڑ میں ہے — مسٹر بیکوف یہاں نہیں رہتے ہیں، اور نوکر بھاگ‌دوڑ میں لگے رہتے ہیں خدا جانے کہاں جاتے ہیں — اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کام کرنے کو صرف فیدورا رہ جاتی ہے — مسٹر بیکوف کا اردلی جو سارے کاموں کا انچارج

ہے، تین دن کے لئے باہر گیا ہوا ہے۔ مسٹر بیکوف یہاں روزانہ صبح کو آتے ہیں اور اکثر غصے میں ہوتے ہیں۔ کل انہوں نے اپنے مینجر کو مارپیٹ دیا اور بات اس قدر بڑھی کہ پولیس تک نوبت پہنچی۔ کوئی نہیں ہے جس کے ہاتھ آپ کو خط بھیج سکوں اس لئے مجبوراً ڈاک میں ڈلوائے دیتی ہوں۔ اوہو، سب سے ضروری بات تو میں بھولی ہی جا رہی ہوں۔ مادام شیفوں سے کہہ دیجئے کہ وہ لیس کو کل دکھائے ہوئے نمونے کے مطابق بدل دیں۔ شاید وہ خود یہاں آسکیں اور نمونہ دکھا کر مجھ سے منظوری لے لیں۔ ان سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں نے سوئٹر کے متعلق اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ اس کی کروشیا کی بنائی ہونی چاہئے۔ اور رومالوں پر جو مونوگرام بنائے جائیں وہ زنجیرے سے بنائے جائیں، یہ نہیں کہ ساٹن سے سی دئے۔ یہ لفظ زنجیرے کی کڑھائی ہے، یاد رہے گا نا آپ کو؟ بھولئے گا نہیں! ایک اور بات کہنی تھی، لیجئے بھولی جا رہی ہوں۔ ان سے یہ بھی کہہ دیجئے گا خدا کے لئے کہ شانے پر پلیٹیں جو ڈالی جائیں ان پر پھول پتی ابھری ہونی چاہئے۔ پھول کانٹے بتائی کئے ہوئے تاگے کے ہوں اور کالر کو گول یا چوڑے فالبالا*

---

* فالبالا فرانسیسی لفظ ہے یعنی جھالر۔(مترجم)

سے سینا چاہئے – مہربانی کرکے یہ سب کہہ دیجئے گا، ماکار الیکسئی وچ –

آپ کی

و – د –

نوٹ: مجھے اس بات پر شرم ہے کہ آپ کو اپنے کاموں کے لئے تکلیف دیتی ہوں – پرسوں بھی آپ کو صبح کے تمام وقت میں نے دوڑایا – مگر سچ کہتی ہوں – اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں – یہاں ہمارے گھر میں سب انکڑ کھنکڑ ہے اور میں بیمار پڑی ہوں – اس لئے ماکار الیکسئی وچ، آپ مجھ سے خفا مت ہوجائیے گا – میرا جی بیٹھا جا رہا ہے، کیا گزرے گی مجھ پر ماکار الیکسئی وچ میرے پیارے میرے مہربان – مستقبل کی طرف نظر اٹھاتے ہول آتا ہے – آنے والے حالات کے اندیشے مجھے ستا رہے ہیں اور الجھنوں کے گورکھ دھندے میں سانس لے رہی ہوں –

ایک اور نوٹ: جس کام کے لئے میں نے آپ سے کہا ہے مہربانی کرکے اسے بھولئے گا نہیں – مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ غلطی نہ کر جائیں – بھول نہ جائیے گا، وہ مونوگرام کے حروف زنجیرے سے کاڑھے جائیں گے، ساٹن سے نہیں سئے جائیں گے –

و – د –

۲۷ ستمبر

میری پیاری واروارا الیکسئی‌ونا،

میں نے دل لگا کر آپ کی ساری ہدایات پر عمل کیا ہے۔ مادام شیفوں نے مجھ سے کہا کہ وہ خود زنجیرے کے اس کام کو انجام دیں گی اور یہ بہت مناسب رہے گا یا شاید کچھ اور ــ پتہ نہیں ــ کیا رہے گا، انہوں نے کہا تھا، میں بھول گیا ــ انہوں نے جھالر کے بارے میں بھی کوئی بات کہی تھی، مجھے یاد نہیں رہی ــ صرف اتنا یاد رہا ہے کہ وہ دیر تک جھالر کے بارے میں کچھ کہتی رہی تھیں ــ ایسی بڑی بی ہیں وہ کہ سننے والے کو بھی پاگل کر دیں ــ انہوں نے پتہ نہیں کیا کہا تھا، اچھا ہوتا کہ خود آپ سے ہی کہتیں ــ ادھر ادھر بھاگ دوڑ کرنے میں ادھ‌موا ہو چکا ہوں اور آج دفتر کام پر بھی نہیں گیا ــ مگر میری پیاری، میری طرف سے آپ فکر نہ کیجئے گا ــ آپ کی تسلی اور اطمینان کی خاطر شہر کی ایک ایک دوکان کا چکر لگانے کو تیار ہوں ــ آپ کہتی ہیں کہ آپ کو آیندہ کا تصور کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے، فکر نہ کیجئے ۷ بجے شام کو آپ کو ہر چیز معلوم ہو جائے گی ــ مادام شیفوں نے آپ کے ہاں

پہنچنے کا وعدہ کیا ہے — میری پیاری، اپنا جی تھوڑا مت کیجئے — شاید، جو کچھ ہو رہا ہے اسی میں آپ کی بہتری ہو — اچھا تو ٹھیک ہے — وہ کم بخت فالبالا میرے دماغ سے نکل نہیں رہا ہے — اوفوہ — کیا مصیبت ہے وہی فالبالا، فالبالا — میری پیاری، میں آپ سے ملنے آؤں گا — ضرور آؤں گا — اصل بات تو یہ ہے کہ میں آپ کے مکان کے پھاٹک کے پاس سے دو بار گزرا لیکن اندر نہیں گیا کیوں کہ وہ دیکھئے نا بیکوف، وہ کیا کہتے ہیں کہ مسٹر بیکوف ہمیشہ غصے میں بھرے رہتے ہیں کہ میں اصل میں... خیر — تو وہ، اب کیا کیا جائے —

ماکار دےوشکن

۲۸ ستمبر

میرے پیارے ماکار الیکسئیوچ،

آپ سنار کے ہاں فوراً دوڑ جائیے اور اس سے کہئے کہ موتی اور زمرد کے بندے تیار نہ کرے — اب اس کی ضرورت نہیں ہے — مسٹر بیکوف کہتے ہیں کہ اس کی قیمت حد سے گزری ہوئی ہے — وہ بہت بگڑے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے ہی اس سب

سر و سامان میں بہت زیادہ روپیہ لگ چکا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ میں لٹا جا رہا ہوں — کل بھی انہوں نے ایسی ہی بات کہی تھی کہ اگر مجھے پہلے خیال ہوتا کہ اس قدر روپیہ صرف ہو جائے گا تو میں شاید زبان ہی نہ دیتا — وہ کہتے ہیں کہ جیسے ہی شادی ہو جائے گی، بس ہم فوراً یہاں سے چل دیں گے اور کوئی مہمان وہمان نہیں بلائیں گے اور مجھے یہ امید نہ رکھنی چاہئے کہ ناچ گانا چلتا رہے گا اور مہمان آتے جاتے رہیں گے — ابھی تک مہمان داریوں کا اور تقریب منانے کا کوئی موقع نہیں آیا ہے — وہ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں — خدا شاہد ہے کہ مجھے بذات خود ان چیزوں کا ذرا بھی شوق نہیں تھا — خود مسٹر بیکوف نے ہی حکم دیا تھا کہ یہ سب سر و سامان ہونا چاہئے — میں نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا کیوں کہ وہ بڑی جلدی بھڑک اٹھتے ہیں — میرا کیا انجام ہونے والا ہے؟

و — د —

۲۸ ستمبر

میری ننھی سی کبوتری واروارا الیکسئی وِنا،

میں... یعنی کہنا تھا کہ سنار کا کہنا ہے کہ سب ٹھیک ہے — اچھا، اب میری سنئے — اول تو میں

یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بیمار ہو گیا اور بستر پر پڑا ہوں — بیمار تو ہونا ہی تھا کیوں کہ جب اتنے بہت سے کام کرنے پڑیں گے — کم‌بخت میری قسمت! اور بدقسمتی کی انتہا یہ ہو گئی کہ بڑے صاحب حضور گورنر بہادر حال میں ہی بہت بگڑ گئے — اور جب تک سانس نہیں پھول گیا ایمیلیان ایوانووچ پر چیختے چلاتے رہے — اور آخر بڑے صاحب ہلکان ہو گئے — یہ بات میں آپ کو سنانا چاہتا تھا — لکھنے کو تو اور بھی جی چاہتا ہے مگر اندیشہ ہے کہ آپ کو پریشان کروں گا لکھ کر — میں ایک سیدھا سادہ آدمی ہوں اور جو کچھ میرے دماغ میں آتا ہے لکھ جاتا ہوں — تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کچھ چیزیں جو میں قلم اٹھا کر گھسیٹ دیتا ہوں وہ جیسی ہونی چاہئیں ویسی نہیں ہوتی ہیں — اچھا، خیر، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے—

آپ کا

ماکار دےوشکن

۲۹ ستمبر

میری عزیز،

واروارا الیکسئی‌ونا،

آج فیدورا سے ملاقات ہوگئی میری پیاری — اس

نے مجھے بتایا کہ کل آپ کی شادی ہونے والی ہے — کل شادی ہو گی — پرسوں آپ اس شہر سے روانہ ہو جائیں گی — مسٹر بیکوف نے روانگی کے لئے گھوڑے بھی کرائے پر کر لئے ہیں — میں آپ کو بڑے صاحب حضور گورنر بہادر کے بارے میں وہ خبر سنا ہی چکا ہوں — اور کیا کہوں؟ ہاں، تو وہ جو گروخووایا کی دوکان کی طرف سے آپ کے نام بل تیار ہوئے ہیں، ان پر میری نظر پڑ گئی — سب چیزیں ٹھیک ہیں — مگر ان پر خرچ بہت آیا — بھلا مسٹر بیکوف کو آپ پر ناراض ہونے کی کیا ضرورت تھی — خیر، کوئی بات نہیں — وقت گزر جائے گا اور اس کے بعد آپ کو ہمیشہ مسرت اور راحت نصیب رہے خدا کرے میری پیاری — میں جب سنوں گا کہ آپ چین کی گھڑیاں گزار رہی ہیں تو مجھے بڑی خوشی ہو گی — اگر کمر کے درد نے ذرا بھی مہلت دی تو شادی کی تقریب میں ضرور شریک ہوں گا — اب پھر وہ خطوں کا سوال ہے... کون لے جائے گا خطوط؟.. فیدورا — ہاں تو آپ نے فیدورا کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، آپ بڑی نیک‌دل ہیں — اچھے سلوک کی جزائے خیر بھی آپ کو ملے گی خداوند پاک کے ہاں سے — عمل خیر کبھی رائگاں نہیں جاتا اور انسان کی نیکیاں پروردگار کی بارگاہ سے ثواب حاصل کئے بغیر نہیں رہتی ہیں — میری پیاری،

میری اچھی، میری عزیز، جی چاہتا ہے کہ آپ کو ہر گھنٹے خط لکھوں، ہر منٹ خط لکھوں — لکھتا رہوں، بس لکھتا چلا جاؤں — میرے پاس آپ کی وہ کتاب اب بھی موجود ہے — "ایوان بیلکین کی کہانیاں"— اسے مہربانی کرکے میرے پاس ہی رہنے دیجئے میری جان — یہ بات نہیں کہ میں اسے بہت زیادہ پڑھنا چاہتا ہوں بلکہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے سردی کا موسم قریب ہے، سردی کی راتیں بڑی طویل اور بڑی اداس ہوتی ہیں — بس یہی وقت ہوگا جب بیٹھ کر پڑھا جائے گا — میں اپنے کمرے سے آپ کے پرانے مکان میں فیدورا کے پاس منتقل ہو جاؤں گا — میں اس نیک طینت عورت سے کبھی جدا نہ ہوں گا — آپ تو جانتی ہیں کہ وہ کس درجہ محنتی عورت ہے — کل میں آپ کے خالی کمرے میں گیا، وہاں ٹہلتا رہا اور چیزوں کو تکتا رہا — وہیں ایک کونے میں آپ کا کشیدہ کاری کا چوکھٹا کھڑا تھا، اس میں کشیدہ کاری کا وہ آخری ٹکڑا کسا ہوا تھا جو آپ ان دنوں پورا کر رہی تھیں — میں نے خوب غور سے اسے ہر طرف سے دیکھا اور بھی ادھر ادھر کی نظر ڈالی — مجھے یہ دیکھ کر کتنی خوشی ہوئی کہ آپ نے میرے ایک خط کو اپنی ریشم کی لچھی میں چرخی کے طور پر استعمال کر رکھا تھا — میز کی دراز میں بھی ایک

کاغذ کا پرزہ پڑا تھا جس پر لکھا تھا ''میرے پیارے ماکار الیکسئی‌وچ، میں جلدی میں ہوں...،، بس آپ اتنا ہی لکھنے پائی ہوں گی کہ کوئی آ گیا اور سب سے دلچسپ بات لکھنے میں خلل پڑ گیا — پردے کے پیچھے ایک کونے میں مجھے آپ کا بستر نظر آیا... میری بےچاری ننھی سی گڑیا! اچھا تو رخصت، رخصت، خدا حافظ — ذرا جلدی ہی جواب دیجئے گا —

ماکار دےوشکن

۳۰ ستمبر

میرے انمول دوست ماکار الیکسئی‌وچ،

جو کچھ ہونا تھا ہو چکا ہے — جو مہر لگنی تھی لگ چکی ہے — اب آگے میری قسمت میں کیا لکھا ہے، مجھے نہیں معلوم — بس خود کو مرضی مولا کے حوالے کر دوں گی — کل ہم یہاں سے چلے جائیں گے — میں آپ کو یہ سطریں لکھ رہی ہوں، رخصتی سطریں، میرے سب سے قریبی دوست، میرے محافظ، میری جان — میرا غم نہ کرنا — خوش رہنا — مجھے یاد رکھنا — بھول نہ جانا — آپ کو خدا کی امان میں دیا — میں آپ کو ہمیشہ یاد رکھوں گی اور آپ کے لئے حق سے دعا کرتی

رهوں گی — یوں وہ زندگی ختم ہو گئی جو میں نے یہاں آپ کے سائے میں گزاری تھی — جو گزری ہے اور جس میں سے اکثر مجھے یاد آئے گا وہ ایسا ہے کہ جس کی یاد مجھے تڑپائے گی مگر آپ کی یاد مجھے ان تمام حالات میں سب سے زیادہ عزیز رہے گی — آپ ہی اکیلے میرے دوست ہیں — اکیلی آپ کی ذات ہے جس نے مجھے پیار دیا، پیار کیا — میری ایک مسکراہٹ، میری لکھی ہوئی ایک سطر آپ کا دل باغ باغ کر دیا کرتی تھی — اب آپ کے لئے بہی ہے کہ مجھے بھول جائیں — آپ خود کو کیسا اکیلا اکیلا محسوس کریں گے — آپ کی راحت کا خیال کسے ہوگا — کون آپ کی فکر کرے گا میرے پیارے، میرے مہربان! وہ کتاب، وہ کشیدہ‌کاری کا فریم، وہ خط جو آپ کے نام لکھنا چاہا مگر پورا نہ کرسکی، سب آپ کو نشانی کے طور پر سونپتی ہوں — اس خط کی وہی ایک سطر آپ پڑھ لیجئے اور آگے جیسے آپ کا جی چاہے، تصور کر لیجئے — خدا جانے، میں آپ کو کیا لکھنا چاہتی تھی — اپنی غریب وارنکا کو یاد رکھئے گا جس نے آپ سے اتنا ہی پیار کیا ہے — میں نے آپ کے سارے خط فیدورا کی کپڑوں کی الماری کی اوپر والی دراز میں محفوظ رکھ دئے ہیں — آپ نے لکھا ہے کہ آپ بیمار ہیں مگر مسٹر بیکوف آج مجھے کسی حال میں باہر نہ جانے دیں گے —

یقیناً میں آپ کو آیندہ خط لکھوں گی لیکن خدا معلوم آیندہ کیا کچھ ہو — اچھا ہے کہ ابھی ایک دوسرے کو رخصت کر لیں میرے پیارے، میرے جان و دل کے مالک — میری دولت! میں آپ کو سینے سے لگانا چاہوں گی — میرے دوست، خدا حافظ — رخصت — خیریت سے رہنا، ہمیشہ خوش رہنا — میں آپ کے لئے خدا سے دعا کرتی رہوں گی — میرا دل اس وقت اتنا بھاری ہے کہ کچھ نہیں سکتی — مسٹر بیکوف اس وقت آواز دے رہے ہیں — آپ سے ہمیشہ محبت کرنے والی —

و —

نوٹ: میری روح آنسوؤں سے ایسی بھری ہوئی ہے، ایسی تربتر ہے کہ بس — آنسوؤں سے گلا رندھا ہوا ہے — دم گھٹا جاتا ہے — اچھا تو رخصت! خدایا یہ کیسا غم ہے! دیکھئے، بھولئے گا نہیں — یاد رکھئے گا، اپنی غریب وارنکا کو —

• • •

میری پیاری وارنکا، میری ننھی سی کبوتری، میری انمول وارنکا— آپ کو لئے جا رہے ہیں — آپ جا رہی ہیں! آپ کو مجھ سے چھڑائے لئے جا رہے ہیں — اس سے تو اچھا ہوتا کہ وہ میرے سینے سے میرا دل نکال لے جاتے —

آپ سے یہ کیوں کر گوارا ہوا؟ آپ روتی جا رہی ہیں اور چلی جا رہی ہیں؟ یہ جو مجھے آپ کا خط ملا ہے سب کا سب اشکوں سے تر ہے — اصل میں یہ ہے کہ آپ خود سے نہیں جانا چاہتی تھیں، اصل میں یہ ہے کہ آپ کو زبردستی لے جایا جا رہا ہے، اصل میں یہ ہے کہ آپ کو مجھے چھوڑتے ہوئے دکھ ہو رہا ہے — اصل میں یہ ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرتی تھیں — اب آپ کی کون فکر کرے گا — آپ کا دل دکھی ہوگا، آپ کا دل بجھ کر ٹھنڈا پڑ جائے گا — غم اس ننھے سے دل کو کھا جائے گا، اس کے ٹکڑے کر دے گا — آپ وہاں دنیا سے سدھار جائیں گی اکیلی، تنہا، آپ کو ٹھنڈی مٹی کے نیچے دبا دیں گے اور کوئی نہ ہوگا جو آپ کی موت پر آنسو بہائے — اور مسٹر بیکوف جنگلی خرگوشوں کے شکار میں گھومتے رہیں گے، آہ، میری پیاری، میری پیاری — بھلا آپ نے ایسا فیصلہ ہی کیوں کیا، آپ سے یہ فیصلہ کیوں کر ہوسکا — آپ نے یہ کیا کیا؟ یہ کیا کیا؟ یہ اپنے ساتھ کیا کیا؟ یہ لوگ آپ کو قبر میں اتار دیں گے، میرے ننھے سے فرشتے، آپ کو دنیا سے چلتا کر دیں گے — آپ تو ننھا سا پر ہیں کمزور سا، مگر مجھے کیا ہو گیا تھا — میں کہاں تھا؟ میں احمق کیا کرتا رہ گیا — میں نے دیکھا کہ بچپن کی ضد ہے،

بچیے کے سر میں سودا سما گیا ہے — مجھے جاننے تھا کہ میں —— نہیں مگر اب کیا، احمق ہوں، بڑی حماقت کی ہے میں نے — کچھ بھی نہ سوچا، کچھ بھی نہ دیکھا میں نے، جیسے مجھے اس معاملے سے کوئی واسطہ ہی نہیں تھا اور الٹا میں قالبالا کے پیچھے دوڑتا پھرا... نہیں — وارنکا میں اب بستر سے اٹھتا ہوں — کل تک تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہوں گا — بس، اب میں، اٹھتا ہوں — خود کو، پیاری آپ کی گاڑی کے نیچے ڈال دوں گا — آپ کو یہاں سے جانے نہ دوں گا — نہیں نہیں ——اصل میں یہ ہوا کیا ہے؟ کس حق سے یہ آخر سب کچھ کیا جا رہا ہے؟ میں بھی آپ کے ساتھ ہی جاؤں گا — میں آپ کی گاڑی کے پیچھے پیچھے دوڑوں گا — اگر آپ مجھے ساتھ نہیں لیں گی، میں دوڑتا رہوں گا جب تک دم میں دم رہے گا اور تھک کر گر پڑوں گا — آپ کو یہ بھی خبر ہے میری پیاری کہ آپ کہاں جا رہی ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس کی خبر ہی نہ ہو، تو آپ مجھ سے پوچھ لیجئے — وہاں جہاں آپ جا رہی ہیں اسٹیپ ہیں، اسٹیپ ہیں — بنجر میدان پڑے ہیں، میری تھیلی کی طرح صاف چٹیل — وہاں کیا دھرا ہے، بےحس بھدی عورتیں ہوں گی، ان پڑھ لٹھ کسان ہوں گے، نشے میں دھت مرد ہوں گے — وہاں آپ کو کیا ملے گا؟ وہاں پیڑوں

میں پتے جھڑ چکے ہیں — بارشیں پڑ رہی ہیں — بڑی سردی ہے — اور آپ وہاں جا رہی ہیں! مسٹر بیکوف وہاں اپنے کام دھندوں میں لگے ہوں گے — وہ اپنے جنگلی خرگوشوں میں گھرے ہوں گے، اور آپ؟ آپ ایک جاگیردار کی بیوی بننے چلی ہیں میری جان، ذرا اپنے اوپر ایک نظر تو ڈالئے! کیا آپ واقعی جاگیردار کی بیوی لگتی ہیں؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے، وارنکا — اب آپ کے چلے جانے کے بعد میں کسے خط لکھا کروں گا؟ ذرا دم بھر کو سوچنا بند کر دیجئے — بتائیے اب یہ شخص کسے خط لکھا کرے گا؟ اب میں کسے اپنی پیاری کہہ کر پکاروں گا؟ اب میں کسے وارنکا جان کے لفظوں سے خطاب کروں گا — اب میں ان پیارے لفظوں سے کسے خطاب کروں گا؟ اب میں آپ کو کہاں پاؤں گا، میری پیاری — میں مر جاؤں گا وارنکا، میں ضرور مر جاؤں گا — نہیں بچ سکتا — میرا دل اس غم کو نہیں سہار سکتا — میں نے آپ سے پیار کیا، خدا کا نور سمجھ کر، اپنی سگی بیٹی سمجھ کر — آپ کی ہر ہر چیز سے پیار کیا، اور اسی ایک پیار کے سہارے میں جیتا رہا — میں نے کام کیا، کاغذ نقل کئے، چلا پھرا، گھوما، اور جو کچھ دل میں پایا، جو سوچا وہ سب آپ کو محبت بھرے خطوں میں لکھ دیا کیوں کہ آپ میرے نزدیک تھیں —

شاید آپ نے کبھی اسے محسوس نہ کیا لیکن حقیقت میں تھا یہی — اچھا، اب ایک بار پھر سنئے، بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ مجھے چھوڑکر چلی جائیں — آپ نہیں جا سکتیں — بالکل یہ نہیں ہوگا — بالکل نہیں ہوگا — ہرگز نہیں — بارش ہو رہی ہے — آپ کو سردی لگ جائے گی — آپ اتنی کمزور، ایسی نازک اور دھان پان ہیں — اوپر سے گاڑی کی چھت ضرور ٹپکے گی — گاڑی ٹوٹ جائے گی — جیسے ہی آپ کی سواری شہر سے باہر نکلے گی، گاڑی ضرور ہی ٹوٹ جائے گی — پیٹرسبرگ کے گاڑی بنانے والے بڑے ذلیل ہیں — وہ صرف فیشن کا، ظاہری بناوٹ سجاوٹ کا خیال کرتے ہیں لیکن مضبوط چیز نہیں بناتے — وہ مضبوط گاڑی بنا ہی نہیں سکتے، میں قسم کھاکے کہتا ہوں — میری پیاری، میں خود کو مسٹر بیکوف کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا دوں گا — میں یہ بات ان کے سامنے، سبھی کے سامنے ثابت کر دوں گا — اور آپ بھی میری جان، آپ بھی ان سے اس پر بحث کیجئے — دلیل دیجئے — ان سے کہہ دیجئے کہ آپ کو یہیں ٹھیرنا ہے، آپ یہاں سے کہیں اور نہ جائیں گی — ہائے، انہوں نے ماسکو میں اس سوداگر کی بیٹی سے ہی شادی کیوں نہ کر لی — اگر وہ اس سے شادی رچا لیتے تو بہت ہی اچھا ہوتا — سوداگر کی بیٹی ان کے لئے

زیادہ موزوں رهتی — کہیں زیادہ مناسب رهتی — مجھے پکا یقین ہے — اور پھر آپ یہاں میرے قریب رهتیں — اور آپ کو مسٹر بیکوف کی ضرورت هی کیوں پیش آئی؟ وہ آپ کی نگاہ میں عزیز هی کیسے بن گئے؟ اس کی وجہ، میں خوب سمجھتا هوں کہ فالبالا نہیں هوسکتا، یہ بلافالبالا ہے بھی کیا؟ اس مصیبت فالبالا کا میں ذکر هی کیوں کروں؟ میری پیاری، یہ بالکل فضول واهیات شے ہے — یہ معاملہ فالبالا کا نہیں ہے، موت اور زندگی کا معاملہ ہے — فالبالا کیا شے ہے؟ کپڑے کا ایک لتا، ایک معمولی سا چیتھڑا — ذرا ٹھیر جائیے — مجھے تنخواہ مل جانے دیجئے، جتنے فالبالا آپ کہیں گی، آپ کے سامنے خرید کر ڈال دوں گا میری جان — آپ کو یاد ہے، اس دوکان میں؟ ذرا صبر کیجئے، مجھے تنخواہ مل جائے، میری سب سے پیاری، میری کبوتری — هائے وارنکا، اب آپ چلی جا رهی هیں مسٹر بیکوف کے ساتھہ؟ همیشہ کے لئے چلی جا رهی هیں؟ نہیں، نہیں — پیاری — ایک خط آپ کو اور لکھنا چاهئے تھا — بس ایک خط اور لکھہ دیجئے — اور جب آپ استیپ کے بنجر علاقے میں پہنچ جائیں تو وهاں سے — وهاں سے بھی ایک خط ضرور لکھئے گا — اگر آپ نے وهاں سے خط نہ لکھا تو بس یہی خط جو مجھے ملا ہے یہی آپ کا آخری خط

ہوگا — یہ نہیں ہوسکتا — ہرگز ایسا نہیں ہوگا — آپ کا یہ آخری خط نہیں ہوسکتا — بھلا یہ کیوں کر ممکن ہے؟ اچانک، بالکل اچانک —— بس آخری خط؟ خیر، کچھ بھی ہو — میں تو آپ کو خط لکھتا ہی رہوں گا — اور آپ بھی مجھے ضرور لکھئے گا — اب کہیں میرے لکھنے میں ایک ڈھنگ پیدا ہوا ہے — اب اس کی صورت نکلی ہے... کیا ڈھنگ — مجھے تو یہ بھی ہوش نہیں کہ کیا کہہ رہا ہوں — کیا لکھ رہا ہوں — کس چیز کے بارے میں قلم چلا رہا ہوں — خیر، کوئی بات نہیں — جب تک لکھا جاتا ہے، لکھتا رہوں گا — لکھتا رہوں گا — میری ننھی سی کبوتری — میری پیاری — میری تنہا عزیز — میری جان!